Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2009

بِسمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم　نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِهِ الكَرِیم　وَعَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِیحِ الْمَوْعُود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 58

ایڈیٹر
منیر احمد خادمؔ

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
محمد ابراہیم سرور

مصلح موعود نمبر
ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian

شمارہ 6-7

شرح چندہ
سالانہ 300 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پاؤنڈ یا 40 ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
10 پاؤنڈ یا 20 ڈالر امریکن

9-16 صفر 1430 ہجری، 12-5 تبلیغ 1388 ہش، 12-5 فروری 2009ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین

اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

پیشگوئی مصلح موعود

ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اسکے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی

سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار شائع کیا اور اسمیں مصلح موعود کے بارہ میں ایک عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

بالہام اللہ تعالیٰ واعلامہ عزّ وجلّ خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جلّ شانُہ وعزّ اسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اسکی کتاب اور اسکے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اسکا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اسکو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اسکے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اسکے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْآخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جسکو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اسمیں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اسکے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مقضیًّا

پھر خدائے کریم جلّ شانہ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اسکے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر ایک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی۔ اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا ان پر بلا پر بلا نازل کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے۔ انکے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور انکی دیواروں پر غضب نازل ہوگا۔ لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔ خدا تیری برکتیں اردگرد پھیلائے گا اور ایک اجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا۔ اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دے گا۔ تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ میں تجھے اٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلالوں گا پر تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے۔ اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے۔ لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا۔ اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا۔ اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور انمیں کثرت بخشوں گا۔ اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔ خدا انہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا۔ اور وہ علی حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسے انبیاء بنی اسرائیل (یعنی ظلی طور پر ان سے مشابہت رکھتا ہے) تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دل میں تیری محبت ڈالے گا۔ یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اس نشان رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو اور اگر تم پیش نہ کر سکو۔ تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔

(فقط الراقم خاکسار غلام احمد مؤلف براہین احمدیہ۔ ہوشیار پور۔ طویلہ شیخ مہر علی صاحب رئیس ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

جمیل احمد ناصر ایڈوکیٹ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

عاشق رسولؐ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کا بابرکت وجود اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا ایک زندہ نشان تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عظیم الشان صفات کے حامل ایک بیٹے کی بشارت دی جسے آپ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں شائع فرمایا۔ یہ موعود فرزند ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو قادیان میں پیدا ہوا۔ اور خدا کے زیر سایہ جلد جلد پروان چڑھا۔ اور ان تمام صفات کا حامل بنا جو اس کے بارہ میں پیشگوئی میں بیان کی گئیں تھیں۔ بچپن سے ہی آپ میں اسلام کی خدمت اور اسے ساری دنیا میں غالب کرنے کا جوش و جذبہ غیر معمولی طور پر ودیعت کیا گیا تھا۔ آپ کی زندگی کا لمحہ لمحہ اسی فکر میں گزرتا کہ کب اور کیسے وہ وقت جلد آئے جب خدا کی مخلوق اس کی حقیقی عبد بن جائے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والی بن جائے۔ آج کی گفتگو میں ہم اس بات کا ذکر کریں گے کہ آپؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر عشق و محبت تھی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ۵۱ سال سے زائد عرصہ تک منصب خلافت پر متمکن فرمایا اس عرصہ میں آپ نے سینکڑوں خطاب فرمائے اور ہزاروں خطبات دئے اور کئی درجن کتب تحریر فرمائیں ان میں سے شاید ہی کوئی موقعہ ہو جس میں آنحضرت ﷺ کا محبت بھرے انداز سے ذکر نہ ہو اور جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آتا تو رقّت اور محبت سے آپ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے اور آواز بھرا جاتی۔ آپ نے اپنی زندگی کا مقصد ہی یہ قرار دیا تھا کہ آنحضرت ﷺ کی عزت دنیا میں قائم ہو اور ساری دنیا حضورؐ کو زندہ نبی تسلیم کرنے لگ جائے اور ادیان باطلہ کو ہمیشہ کی شکست ہو جائے اس مقصد کے لئے اپنی ہمت و عزم کا ذکر کرتے ہوئے حضورؓ فرماتے ہیں:

"خدا نے مجھے اس غرض کے لئے کھڑا کیا ہے کہ میں محمد رسول اللہ ﷺ اور قرآن کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں اور اسلام کے مقابلہ میں دنیا کے تمام باطل ادیان کو ہمیشہ کی شکست دے دوں۔ دنیا زور لگا لے وہ اپنی تمام طاقتوں اور جمعیتوں کو اکٹھا کر لے، عیسائی بادشاہ بھی اور ان کی حکومتیں بھی مل جائیں، یورپ بھی اور امریکہ بھی اکٹھا ہو جائے۔ دنیا کی تمام بڑی بڑی مالدار اور طاقتور قومیں اکٹھی ہو جائیں اور وہ مجھے اس مقصد میں ناکام کرنے کے لئے متحد ہو جائیں پھر بھی میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں ناکام رہیں گی۔ اور خدا میری دعاؤں اور تدابیر کے سامنے ان کے تمام منصوبوں اور مکروں اور فریبوں کو ملیا میٹ کر دے گا۔ اور خدا میرے ذریعہ سے یا میرے شاگردوں اور اتباع کے ذریعہ سے اس پیشگوئی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے رسول کریم ﷺ کے نام کے طفیل اور صدقے، اسلام کی عزت کو قائم کرے گا۔ اور اس وقت تک دنیا کو نہیں چھوڑے گا جب تک اسلام پھر اپنی پوری شان کے ساتھ دنیا میں قائم نہ ہو جائے اور جب تک محمد رسول اللہ ﷺ پھر دنیا کا زندہ نبی تسلیم نہ کر لیا جائے"

(الموعود ۲۱۱۔ ۲۱۲) بحوالہ سوانح فضل عمر جلد پنجم

"پھر میں کہتا ہوں کہ اگر وہ سچے دل سے یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے دل میں رسول کریم ﷺ کی ہم سے زیادہ عزت ہے تو میں انہیں چیلنج کرتا ہوں کہ وہ اپنے علماء کو تیار کریں اور تراضیٔ فریقین سے ایک تاریخ مقرر کر کے وہ بھی رسول کریم ﷺ کی عظمت پر مضامین لکھیں اور ایک مضمون رسول کریمؐ کی عظمت پر میں بھی لکھوں گا پھر دنیا خود بخود دیکھ لے گی کہ ان کے دس بیس لکھے ہوئے مضامین میرے ایک مضمون کے مقابلہ میں کیا حقیقت رکھتے ہیں اور رسول کریم ﷺ کے فضائل اور آپ کے محاسن میں بیان کرتا ہوں کہ وہ مولوی بیان کرتے ہیں" (الفضل ۲۷ اگست ۱۹۳۷ء)

"میں کسی خوبی کا اپنے لئے دعویدار نہیں ہوں۔ میں فقط خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک نشان ہوں اور محمد رسول اللہ ﷺ کی شان کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے ہتھیار بنایا ہے اس سے زیادہ نہ مجھے کوئی دعویٰ ہے نہ مجھے کسی دعویٰ میں خوشی ہے۔ میری ساری خوشی اسی میں ہے کہ میری خاک محمد رسول اللہ ﷺ کی کھیتی میں کھاد کے طور پر کام آجائے اور اللہ تعالیٰ مجھ پر راضی ہو جائے اور میرا خاتمہ رسول کریمؐ کے دین کے قیام کی کوشش پر ہو"

(الموعود ص ۶۷۔ ۶۸)

"نادان انسان ہم پر الزام لگاتا ہے کہ مسیح موعود کو نبی مان کر گویا ہم آنحضرت ﷺ کی ہتک کرتے ہیں اسے کسی کے دل کا حال کیا معلوم، اسے اس محبت اور پیار اور عشق کا علم کس طرح ہو جو میرے دل کے ہر گوشہ میں محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے، وہ کیا جانے کہ محمد ﷺ کی محبت میرے اندر کس طرح سرایت کر گئی ہے وہ میری جان ہے، میرا دل ہے، میری مراد ہے، میرا مطلوب ہے، اس کی غلامی میرے لئے عزت کا باعث ہے اور اس کی کفش برداری مجھے تخت شاہی سے بڑھ کر معلوم دیتی ہے، اس کے گھر کی جاروب کشی کے مقابلہ میں بادشاہت ہفت اقلیم ہیچ ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کا پیارا ہے پھر میں کیوں اس سے پیار نہ کروں، وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے پھر میں اس سے کیوں محبت نہ کروں، وہ خدا تعالیٰ کا مقرب ہے پھر میں کیوں اس کا قرب نہ تلاش کروں" (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۸۶)

آنحضرت ﷺ سے محبت و عقیدت آپ کی ہر حرکت، ہر بات، ہر تقریر، ہر تحریر سے ظاہر ہوتی اگر کوئی حضور ﷺ کی شان میں کوئی گستاخی کرتا یا آپ پر کوئی اعتراض کرتا تو آپ فوراً اس کا مداوا کرنے کے لئے مؤثر اقدام کرتے۔ پنڈت دیانند نے اپنی تصنیف ستیارتھ پرکاش نے حضور ﷺ کی ذات گرامی اور اسلام پر اخلاق و تہذیب سے گرے ہوئے نہایت دلآزار الزامات لگائے۔ جسکا آپ نے نہایت مدلل و مکمل جواب تیار کروایا اور اسکی تیاری میں زریں ہدایات بھی دیں۔ ایک ہندو اخبار "ورتمان" نے حضور ﷺ کے متعلق نہایت دلآزار مضمون ۱۹۲۷ میں شائع کیا اسی زمانے میں ایک اور نہایت گندی کتاب "رنگیلا رسول" کے نام سے شائع ہوئی ان واقعات نے اس عاشق رسول کو سراپا احتجاج بنا دیا چنانچہ آپ نے ایک مضمون فوری طور پر تحریر فرمایا جسے سارے ملک میں بصورت پمفلٹ اور پوسٹر شائع کیا گیا۔ اس مضمون میں آنحضرت ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کے نتیجہ میں پہنچنے والے درد و تکلیف کا اظہار کرتے ہوئے آپؓ نے فرمایا:

"کیا اس سے زیادہ اسلام کے لئے کوئی اور مصیبت کا دن آسکتا ہے؟ کیا اس سے زیادہ ہماری بے کسی کوئی اور صورت اختیار کر سکتی ہے؟ کیا ہمارے ہمسایوں کو یہ معلوم نہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ فداہ نفسی و اہلی کو اپنی ساری جان اور سارے دل سے پیار کرتے ہیں۔ اور ہمارے جسم کا ذرہ ذرہ اس پاکبازوں کے سردارؐ کی جوتیوں کی خاک پر بھی فدا ہے۔ اگر وہ اس امر سے واقف ہیں تو پھر اس قسم کی تحریرات سے سوائے اس کے اور کیا غرض ہو سکتی ہے کہ ہمارے دلوں کو زخمی کیا جائے اور ہمارے سینوں کو چھیدا جائے اور ہماری ذلت اور بے بسی کو نہایت بھیانک صورت میں ہماری آنکھوں کے سامنے لایا جائے اور ہم پر ظاہر کیا جائے کہ مسلمانوں کے احساسات کی ان لوگوں کو اس قدر بھی پرواہ نہیں جس قدر کہ ایک امیر کبیر کو ایک ٹوٹی ہوئی جوتی کی ہوتی ہے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا مسلمانوں کو ستانے کے لئے ان لوگوں کو کوئی اور راستہ نہیں ملتا۔ ہماری جانیں حاضر ہیں، ہماری اولادوں کی جانیں حاضر ہیں، جس قدر چاہیں ہمیں دکھ دے لیں لیکن خدارا نبیوں کے سردار محمد مصطفیٰ ﷺ کو گالیاں دے کر، آپؐ کی ہتک کر کے اپنی دنیا اور آخرت کو تباہ نہ کریں کہ اس ذات بابرکات سے ہمیں اس قدر تعلق اور وابستگی ہے کہ اس پر حملہ کرنے والوں سے ہم کبھی صلح نہیں کر سکتے۔ ہماری طرف سے بار بار کہا گیا ہے اور میں پھر دوبارہ ان لوگوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری جنگل کے درندوں اور بن کے سانپوں سے صلح ہو سکتی ہے لیکن ان لوگوں سے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ جو رسول کریم ﷺ کو گالیاں دینے والے ہیں۔ بے شک وہ قانون کی پناہ میں جو کچھ چاہیں کر لیں اور پنجاب ہائی کورٹ کے تازہ فیصلہ کی آڑ میں جس قدر چاہیں ہمارے رسول کریم ﷺ کو گالیاں دے لیں لیکن وہ یاد رکھیں کہ گورنمنٹ کے قانون سے بالا اور قانون بھی ہے اور وہ خدا کا بنایا ہوا قانون فطرت ہے۔ وہ اپنی طاقت کی بنا پر گورنمنٹ کے قانون کی زد سے بچ سکتے ہیں لیکن قانون قدرت کی زد سے نہیں بچ سکتے۔ اور قانون قدرت کا یہ اٹل اصل پورا ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جس کی ذات سے ہمیں محبت ہوتی ہے اسے برا بھلا کہنے کے بعد کوئی شخص ہم سے محبت اور صلح کی توقع نہیں رکھ سکتا۔ (الفضل ۱۰ جولائی ۱۹۲۷ صفحہ ۶۔ ۷)

حضور ﷺ کی شان اور سیرۃ طیبہ سے لوگوں کو متعارف کرانے کے لئے خاص طور پر جلسہ ہائے سیرۃ النبیؐ کا انعقاد کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

"لوگوں کو آپؐ پر حملہ کرنے کی جرأت اس لئے ہوتی ہے کہ وہ آپؐ کی زندگی کے صحیح حالات سے ناواقف ہیں یا اس لئے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ دوسرے لوگ ناواقف ہیں اور اس کا ایک ہی علاج ہے جو یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کی سوانح پر اس کثرت سے اور اس قدر زور کے ساتھ لیکچر دئے جائیں کہ ہندوستان کا بچہ بچہ آپؐ کے حالات زندگی اور آپؐ کی پاکیزگی سے آگاہ ہو جائے اور کسی کو آپؐ کے متعلق زبان درازی کرنے کی جرأت نہ رہے۔ جب کوئی حملہ کرتا ہے تو یہی سمجھ کر کہ دفاع کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ واقف کے سامنے اس لئے کوئی حملہ نہیں کرتا کہ وہ دفاع کر دے گا۔ پس سارے ہندوستان کے مسلمانوں اور غیر مسلموں کو رسول کریم ﷺ کی پاکیزہ زندگی سے واقف کرنا ہمارا فرض ہے اور اس کے لئے بہترین طریقہ یہی ہے کہ رسول کریم ﷺ کی زندگی کے اہم شعبوں کو لے لیا جائے اور ہر سال خاص انتظام کے ماتحت سارے ہندوستان میں ایک ہی دن ان پر روشنی ڈالی جائے تا کہ سارے ملک میں شور مچ جائے اور غافل لوگ بیدار ہو جائیں" (خطبات محمود جلد ۱۱ ص ۲۷۱۔ ۲۷۲)

حضرت مصلح موعودؓ نے نہ صرف اس کے لئے تجویز پیش کی بلکہ ایک وسیع پروگرام کو عملی جامہ پہنایا تا کہ ہر سال آنحضرت ﷺ کی سیرۃ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے۔ آپ نے جلسہ سالانہ ۱۹۲۷ء میں ایسے ایک ہزار افراد کا مطالبہ کیا جو لیکچر دینے کے لئے آگے آئیں۔ خاص طور پر غیر مسلموں کو بھی آنحضرت ﷺ کی سیرۃ پر تقریر کرنے کی تحریک کی گئی۔ الغرض ۱۷ جون ۱۹۲۸ کو ملک بھر میں بلکہ بیرون ملک بھی جلسے ہوئے جس کے لئے ایک ہزار چار صد انیس مخلصین نے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ اور امید سے بڑھ کر کامیابی ہوئی۔ جس پر بہت سے دانشوروں نے آپؓ کو خراج تحسین پیش کیا اور ان جلسوں کی افادیت پر زوردار الفاظ میں تبصرہ کیا۔ اخبار "کشمیری راولپنڈی نے لکھا" مرزا بشیر الدین محمود احمد (جماعت قادیان کے خلیفۃ المسیح) کی تجویز کہ ۱۷۔ جون کو آنحضرت ﷺ کی پاک سیرۃ پر ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں لیکچر اور وعظ کئے جائیں باوجود اختلافات عقائد کے نہ صرف مسلمانوں میں مقبول ہوئی بلکہ بے تعصب، امن پسند، صلح جو غیر مسلم احباب نے ۱۷ جون کے جلسوں میں عملی طور پر حصہ لے کر اپنی پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔

۱۷ جون کی شام کیسی مبارک شام تھی کہ ہندوستان کے ایک ہزار سے زیادہ مقامات پر بیک وقت و بیک ساعت ہمارے برگزیدہ رسولؐ کی حیات اقدس، انکی عظمت، ان کے احسانات و اخلاق اور ان کی سبق آموز تعلیم پر ہندو مسلمان اور سکھ اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے۔ اگر اس قسم کے لیکچروں کا سلسلہ برابر جاری رکھا جائے تو مذہبی تنازعات اور فسادات کا فوراً انسداد ہو جائے۔ ۱۷ جون کی شام صاحبان بصارت و بصیرت کے لئے اتحاد بین الاقوام کا بنیادی پتھر تھی۔ ہندو اور سکھ مسلمانوں کے پیارے نبی کے اخلاق بیان کر کے ان کو ایک عظیم الشان ہستی اور ایک کامل انسان ثابت کر رہے تھے۔

الغرض حضرت المصلح موعودؓ نے آنحضرت ﷺ کی حقیقی اور اقدس شان کو نہ صرف مسلمانوں میں قائم فرمایا بلکہ دیگر اقوام پر بھی نہایت عمدہ رنگ میں ظاہر فرمایا۔ ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے۔

(قریشی محمد فضل اللہ)

خلفاء کی سچے دل سے اطاعت کرو

(خطبہ جمعہ سیدنا حضرت مرزا البشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرمودہ مورخہ ۲۹ رجون ۱۹۱۸ء)

حضور نے تشہد و تعوذ کے بعد مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:

یَااَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ط مَایَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَلَاالْمُشْرِکِیْنَ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ خَیْرٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ ط وَاللّٰہ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَن یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔

(سورہ البقرہ:۱۰۵-۱۰۶)

اور فرمایا: بہت سے لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ وہ اپنے کلام اور اپنی تحریر پر قابو نہیں رکھتے۔ حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ صوفیاء کا قول ہے۔ ''الطریقۃ کلھا ادب'' تو جب تک انسان اپنے قول اور تحریر پر قابو نہیں رکھتا اور نہیں جانتا کہ اس کی زبان اور قلم سے کیا نکل رہا ہے وہ انسان کہلانے کا مستحق نہیں وہ تو حیوان سے بھی بدتر ہے کیونکہ جانور بھی خطرہ کی جگہوں سے بچتا ہے لیکن انسان مآل اندیشی سے ہرگز کام نہیں لیتا۔ جانور کو کسی خطرہ کی جگہ مثلاً غار کی طرف کھینچیں تو وہ ہرگز ادھر نہیں جائے گا۔ مولوی رومی صاحب نے اپنی مثنوی میں ایک مثال لکھی ہے کہ ایک چوہا ایک اونٹ کو جس طرف وہ اونٹ جا رہا تھا ادھر ہی اس کی نکیل پکڑ کر لے چلا لیکن جب راستہ میں ندی آئی تو اونٹ نے اپنا رُخ پھیر لیا اور چوہا ادھر گھسٹتا ہوا چلنے لگا جدھر اونٹ جا رہا تھا تو ایک چوہا بھی ایک اونٹ کو جہاں خطرہ نہ ہو لے جا سکتا ہے مگر جہاں خطرہ ہو وہاں چوہا تو کیا ایک طاقتور آدمی بھی اونٹ کو نہیں لے جا سکتا یا شِکرے اور باز جس وقت آتے ہیں تو جانور درختوں میں اس طرح دبک کر بیٹھتے ہیں گویا وہاں کوئی جانور ہے نہیں مگر انسانوں میں ایک ایسی جماعت ہے جو بات کہتی ہے اور نہیں سمجھتی کہ اس کا کیا مطلب ہے حالانکہ اکثر اوقات ذرا سی غلطی خطرناک نتائج پیدا کر دیا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے مومنو! دو معنی والے لفظ رسول کے مقابلہ میں استعمال نہ کرو ورنہ تمہارا ایمان ضائع ہو جائے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ مومن تھے اس لئے فرمایا کہ تمہارا ایمان ضائع ہو جائے گا۔ فرمایا کہ تم اگرچہ اس وقت مومن ہو لیکن اگر تم نے اپنی زبانوں پر قابو نہ رکھا تو یاد رکھو کہ ہم تمہیں کافر بنا کے دکھ کے عذاب میں مبتلا کر کے ماریں گے مومن سے شروع کیا لیکن اس غلطی کے باعث کفر پر انجام ہوا۔ پس انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے قول کا نگران ہو ورنہ ایمان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔

میں دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ زبان سے تو اقرار کرتے ہیں اور تحریر و تقریر میں خلیفۃ المسیح خلیفۃ المسیح کہتے ہیں مگر جو حقِ اطاعت ہے اس سے بہت دُور ہیں۔ زبانی خلیفۃ المسیح کہنا یا لکھنا کیا کچھ حقیقت رکھتا ہے؟ شیعوں نے لفظ خلیفہ کے استخفاف اور ہنسی کے لئے نائیوں اور درزیوں تک کو خلیفہ کہنا شروع کر دیا لیکن کیا خلفاء ان لوگوں کی ہنسی سے ذلیل ہو گئے ہرگز نہیں۔ لوگوں نے اس لفظ خلیفہ کو معمولی سمجھا ہے مگر خدا کے نزدیک معمولی نہیں۔ خدا نے ان کو بزرگی دی ہے اور کہا ہے کہ میں خلیفہ بناتا ہوں اور پھر فرمایا مَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُوْلٰئِکَ ھُمُ الْفَاسِقُوْنَ (النور)۔ ان خلفاء کے انکار کا نام فسق ہے جو ان کا انکار کرے گا وہ میری اطاعت سے باہر ہو گیا۔

پس لفظ خلیفہ کچھ نہیں لوگ نائی کو بھی خلیفہ کہتے ہیں۔ مگر وہ خلفاء جو خدا کے مامورین کے جانشین ہوتے ہیں ان کا انکار اور ان پر ہنسی کوئی معمولی بات نہیں وہ مومن کو بھی فاسق بنا دیتی ہے پس یہ مت سمجھو کہ تمہارا اپنی زبانوں اور تحریروں کو قابو میں نہ رکھنا اچھے نتائج پیدا کرے گا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ایسے لوگوں کو اپنی جماعت سے علیحدہ کر دوں گا۔ فاسق کے معنے ہیں کہ خدا سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کو خوب یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو انتظام ہو۔ جو شخص اس کی قدر نہیں کرے گا اور اس انتظام پر خواہ مخواہ اعتراضات کریگا خواہ وہ مومن بھی ہو اور جو اس کے متعلق بولتے وقت اپنے الفاظ کو نہیں دیکھے گا تو یاد رکھو کہ وہ کافر ہو کر مرے گا۔ اس آیت میں رسول کریم مخاطب ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَااَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا۔ مگر جس کے لئے ادب کا حکم ہوتا ہے وہ بھی اس آیت میں داخل ہوتا ہے۔ خدا نے حضرت ابوبکرؓ کو اس مقام پر کھڑا کیا تھا جو ادب کی جگہ تھی۔ جس وقت اختلاف شروع ہوا۔ آپ نے کہا کہ میں اس وقت تک لوگوں سے لڑوں گا خواہ تمام جہان میرے برخلاف ہو جائے جب تک یہ لوگ اگر ایک رسی بھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے تھے نہیں دیں گے۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی صفحہ ٦١) پس یہ مت سمجھو کہ حفظ مراتب نہ کرنا کوئی معمولی بات ہے اور کسی خاص شخص سے تعلق رکھتا ہے بلکہ خواہ دینی ہو یا دنیاوی خلافت جب ان کے لئے ادب کا حکم ہے، سب کے لئے ضروری ہے کہ اس کا ادب کیا جائے۔ کوئی شخص اگر بادشاہ کا ادب نہیں کرے گا تو جانتے ہو وہ سزا سے بچ جائے گا؟

میں نے کئی دفعہ سنایا ہے کہ انشاء اللہ خان بڑا شاعر تھا اور ہمیشہ اس امر کی کوشش کیا کرتا تھا کہ بادشاہ کی تعریف میں دوسروں سے بڑھ کر بات کہے۔ دربار میں بادشاہ کی تعریف ہونے لگی کسی نے کہا کہ ہمارے بادشاہ کیسے نجیب ہیں۔ انشاء اللہ خان نے فوراً کہا نجیب کیا۔ حضور تو انجب ہیں۔ (آبِ حیات مصنفہ مولانا محمد حسین آزاد) اب انجب کے معنے زیادہ شریف کے ہیں اور ساتھ ہی لونڈی زادہ کے بھی۔ اتفاق یہ ہوا کہ بادشاہ تھا بھی لونڈی زادہ۔ تمام دربار میں سناٹا چھا گیا اور سب کی توجہ لونڈی زادہ کی طرف ہی پھر گئی۔ بادشاہ کے دل میں بھی یہ بات بیٹھ گئی اور انشاء اللہ خان کو قید کر دیا جہاں وہ پاگل ہو کر مر گیا۔

پس زبان سے محض خلیفۃ المسیح خلیفۃ المسیح کہنا کچھ نہیں۔ مجھے آج ہی ایک خط آیا ہے جس میں اس خط کا لکھنے والا لکھتا ہے کہ آپ نے جو فیصلہ کیا ہے، وہ غریب سمجھ کر ہمارے خلاف کیا ہے۔ اب اگر فی الواقعہ ایسی ہی بات ہو کہ کوئی شخص فیصلوں میں درجوں کا خیال رکھے تو وہ تو اوّل درجہ کا شیطان اور خبیث ہے چہ جائے کہ اس کو خلیفہ کہا جائے۔ دیکھو میں نے ان لوگوں کی بھی کچھ پرواہ نہیں کی جو میرے خیال میں سلسلہ کے دشمن تھے۔ پس میں کسی انسان کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتا خواہ سب کے سب مجھ سے علیحدہ ہو جائیں کیونکہ مجھ کو کسی انسان نے خلیفہ نہیں بنایا بلکہ خدا نے ہی خلیفہ بنایا ہے۔ اگر کوئی انسان کی ہی حفاظت میں آئے تو انسان اس کی کچھ حفاظت نہیں کر سکتا۔ خدا ایسے شخص کو ایسے امراض میں مبتلا کر سکتا ہے۔ جن میں پڑ کر بُری طرح جان دے۔

میں اس خلافت کو جو کسی انسان کی طرف سے ہو، لعنت سمجھتا ہوں۔ نہ مجھے اس کی پرواہ ہے کہ مجھے کوئی خلیفۃ المسیح کہے۔ میں تو اس خلافت کا قائل ہوں جو خدا کی طرف سے ملے۔ بندوں کی دی ہوئی خلافت میرے نزدیک ایک ذرّہ کے بھی برابر قدر نہیں رکھتی۔ مجھے کہا گیا ہے کہ میں انصاف نہیں کرتا۔ غریبوں کی خبر گیری نہیں کرتا۔ پس اگر میں عادل نہیں ہوں تو میرے ساتھ کیوں تعلق رکھتا ہے۔ جو عدل نہیں کرتا وہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا ایسے لوگوں کا مجھے کوئی نقصان نہیں مجھے تو اس سے بھی زیادہ لکھا گیا ہے۔ قاتل مجھ کو کہا گیا۔ سلسلہ کو مٹانے والا غاصب اور اسی قسم کے اور بُرے الفاظ سے مجھ کو مخاطب کیا گیا ہے۔ پس اس کے مقابلہ میں تو یہ کچھ بھی نہیں۔

ہر ایک وہ شخص جو مقدمہ کرتا ہے وہ اپنے تئیں ہی حق پر سمجھتا ہے لیکن عدالت جو فیصلہ کرتی ہے وہ اس کو قبول کرنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

فَلَا وَرَبِّکَ لَایُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْ مَاشَجَرَ بَیْنَھُمْ (النساء:٦٦) جب تک یہ لوگ کامل طور پر تیرے فیصلوں کو نہ مان لیں یہ مومن ہو ہی نہیں سکتے جب لوگوں کو عدالتوں کے فیصلوں کو ماننا پڑتا ہے تو خدا کی طرف سے مقرر شدہ خلفاء کے فیصلوں کا انکار کیوں۔ اگر دنیاوی عدالتیں سزا دے سکتی ہیں تو کیا خدا نہیں دے سکتا۔ خدا کی طرف سے فیصلہ کرنے والے کے ہاتھ میں تلوار ہے مگر وہ نظر نہیں آتی اس کی کاٹ ایسی ہے کہ دور تک صفایا کر دیتی ہے۔ دنیاوی حکومتوں کا تعلق صرف یہاں تک ہے مگر خدا وہ ہے جس کا آخرت میں بھی تعلق ہے۔ خدا کی سزا گو نظر نہ آوے مگر حقیقت میں بہت سخت ہے۔ اپنی تحریروں اور تقریروں کو قابو میں لاؤ اگر تم خدا کی قائم کی ہوئی خلافت پر اعتراض کرنے سے باز نہیں آؤ گے تو خدا تمہیں بغیر سزا کے نہیں چھوڑے گا جہاں تمہاری نظر بھی نہیں جا سکتی وہاں خدا کا ہاتھ پڑتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمہیں فہم دے۔ اپنے آپ کو اور اس شخص کے درجہ کو جو تمہارے لئے کھڑا کیا گیا ہے پہچانو۔ کسی شخص کی عزّت اس شخص کے لحاظ سے نہیں ہوا کرتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اس لئے نہیں کہ آپ عرب کے باشندہ تھے اور عبداللہ کے بیٹے تھے بلکہ اُس درجہ کے لحاظ سے ہے جو خدا نے آپ کو دیا تھا۔

اسی طرح میں ایک انسان ہوں اور کوئی چیز نہیں مگر خدا نے جس مقام پر مجھ کو کھڑا کیا ہے اگر تم ایسی باتوں سے نہیں رکو گے تو خدا کی گرفت سے نہیں بچ سکتے۔ بعض باتیں معمولی ہوتی ہیں مگر خدا کے نزدیک بڑی ہوتی ہیں۔ خدا تم کو سمجھ دے۔ آمین (الفضل ۷ رجولائی ۱۹۱۷ء بحوالہ خطبات محمود جلد ۵ صفحہ ۴۹۸ تا ۵۰۲)

ظہورِ مہدیٔ آخر زماں ہے

(منظوم کلام حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ظہورِ مہدیٔ آخر زماں ہے — سنبھل جاؤ کہ وقتِ امتحاں ہے
محمدؐ میرے تن میں مثلِ جاں ہے — یہ ہے مشہور، جاں ہے تو جہاں ہے
گیا اسلام سے وقتِ خزاں ہے — ہوئی پیدا بہارِ جاوداں ہے
اگر پوچھے کوئی عیسیٰؑ کہاں ہے — تو کہہ دو اس کا مسکن قادیاں ہے
ہر اِک دشمن بھی اب رطب اللّساں ہے — مِرے احمد کی وہ شیریں زباں ہے
مقدّر اپنے حق میں عزّ و شاں ہے — جو ذلّت ہے نصیب دشمناں ہے
مسیحائے زماں کا یاں مکاں ہے — زمینِ قادیاں دارالاماں ہے
فِدا تجھ پہ مسیحاؑ میری جاں ہے — کہ تُو ہم بے کسوں کا پاسباں ہے
مسیحاؑ سے کوئی کہہ دو یہ جا کر — مریضِ عشق تیرا نیم جاں ہے

نہیں اسلام کو کچھ خوف محمودؔ
کہ اس گلشن کا احمد باغباں

خطبہ جمعہ

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً۔ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّاب
کی دعا ہمیشہ ہراحمدی کا روزمرہ کا معمول ہونا چاہئے۔

جب انسان یہ دعا کرتا ہے تو ہر وقت ایک کوشش کے ساتھ راستے کی ٹھوکروں سے بچنے کی کوشش بھی کرنی ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں آنے کے بعد ہمیں لاپرواہ نہیں ہو جانا چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی تلاش پہلے سے بڑھ کر نی چاہئے۔

جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت اور ہندوستان کی مختلف جماعتوں کے دورہ کے لئے سفر پر روانگی سے قبل احباب کو دعاؤں کی تحریک

مکرم بشیر احمد صاحب مہآر (درویش قادیان) کی وفات اور مکرم محمد غضنفر چٹھہ صاحب کی شہادت کا تذکرہ اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 21رنومبر 2008ء بمطابق 21 رنبوت 1387 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً۔ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (آل عمران :9)

اے ہمارے ربّ ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہے اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تُو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ بھی آپ نے سنا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفت وَہّاب کا واسطہ دے کر اپنے دین کی مضبوطی کی دعا مانگی گئی ہے۔ ایک تو یہ کہ زمانے کے امام کو ماننے کی جو ہمیں توفیق دی آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کی تصدیق کرنے کی اے اللہ جو تُو نے ہمیں توفیق دی۔ اے اللہ تُو نے اپنے پیاروں کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ کی امت میں آخرین میں جو آنحضرت ﷺ کا غلام صادق مبعوث فرما کر ہمیں اپنے فضل اور رحم سے اس کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور پھر آنحضرت ﷺ جو اے اللہ! تیرے سب سے پیارے بندے ہیں ان کی پیشگوئی جو یقیناً آپ ﷺ نے تجھ سے اطلاع پا کر کی تھی کہ مسیح موعود کے بعد خلافت کا نظام جاری ہوگا جو دائمی نظام ہے، جس سے جڑے رہنے سے وہ برکات حاصل ہونی ہیں جو اِس مسیح ومہدی کی جماعت سے وابستہ ہیں، اے اللہ! تُو نے ہم پر رحم فرماتے ہوئے اس نظام سے بھی منسلک کر دیا۔ اب ہماری کوتاہیوں، ہماری لغزشوں، ہماری غلطیوں کی وجہ سے ان تمام انعامات سے جو تُو نے ہم پر کئے محروم نہ کرنا۔

انسان غلطیوں کا پتلا ہے، اس سے غلطیاں اور کوتاہیاں ہوتی ہیں۔ ہم تیرے آگے جھکتے ہوئے، تیرے سے یہ التجا کرتے ہیں کہ کبھی اس وجہ سے یا کسی تکبر، غرور اور نخوت کی وجہ سے یا کسی بھی صورت میں ہماری شامت اعمال کی وجہ سے ہمیں کبھی وہ دن دیکھنے نصیب نہ ہوں جو ہمارے دلوں کو ٹیڑھا کر دیں، یا ہمارے اندر اتنی کجی پیدا ہو جائے جو ہمارے ان اعمال کی وجہ سے جو تیری نظر میں ناپسندیدہ ہیں، ہمیں تیری رحمت سے محروم کر دیں۔ پس ہمیں ہمیشہ ایسے بُرے اور بدنصیب وقت سے بچا۔

اور پھر اس جامع دعا میں صرف اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے محروم نہ رہنے کی دعا ہی نہیں سکھائی بلکہ یہ دعا ایک مومن بندے کو سکھائی کہ اس ہدایت پر ہم صرف قائم ہی نہ رہیں بلکہ یہ دعا کریں کہ اپنی طرف سے رحمت عطا کر، اپنی اس رحمت کی چادر میں لپیٹ لے جو ہمیشہ ہر شر سے محفوظ رکھے اور ہمارے ایمان میں اضافہ کرتی رہے۔ ہم ایمان میں ترقی کرتے رہیں، ہم ایقان میں ترقی کرتے رہیں، ہم تقویٰ میں ترقی کرتے رہیں، ہمارا ہر آنے والا دن ہمیں ایمان اور تقویٰ میں گزشتہ دن سے آگے بڑھانے والا ہو۔

پس یہ خوبصورت دعا ہمیشہ ہر احمدی کا روزمرہ کا معمول ہونا چاہئے اور اگر حقیقی رنگ میں یہ ہمارا معمول ہوگی تو ہم اپنی کمزوریوں پر نظر رکھنے میں بھی شعوری کوشش کرنے والے ہوں گے۔ اپنی عبادتوں کی طرف بھی دیکھنے والے ہوں گے۔ اپنی عبادتوں اور نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہوں گے اور نتیجۃً نمازیں بھی ہماری حفاظت کر رہی ہوں گی۔ ایسے اعمال بجا لانے کی کوشش کرنے والے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں پسندیدہ اعمال ہیں کیونکہ یہی اعمال ایمان میں اضافے کا باعث بنتے ہیں، ہدایت پر قائم رکھنے والے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ (سورۃ یونس آیت نمبر10) یعنی یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اور مناسب حال عمل کئے انہیں ان کا ربّ ان کے ایمان کی وجہ سے ہدایت دے گا۔

پس جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ایمان کے ساتھ نیک اعمال ہدایت کا راستہ دکھانے کا باعث بنتے ہیں تو ایک مومن جب رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا کی دعا پڑھے گا تو اس کی برکات سے فیض پانے کے لئے، اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم رہنے کے لئے، ہر کجی اور ٹیڑھے پن سے بچنے کے لئے، دعا کے ساتھ اپنے عمل بھی

اسی طرح ڈھالنے کی کوشش کرے گا جس طرح اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ اپنے ایمان کو بچانے کے لئے جو دعائیں ہم کرتے ہیں، تبھی قبولیت کا درجہ پائیں گی جب اس کے لئے ہم اپنی عبادتوں میں بھی تسلسل رکھیں گے اور اعمال صالحہ بجالانے کی بھی کوشش کریں گے۔ نظام جماعت سے مضبوط تعلق پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ چھوٹی چھوٹی دنیاوی باتوں کو اپنے ایمان پر ترجیح نہیں دیں گے۔ کسی جماعتی کارکن کے ساتھ معمولی ذاتی رنجشوں کی وجہ سے نظام جماعت کو اعتراض کا نشانہ نہیں بنائیں گے۔

پس جب انسان یہ دُعا کرتا ہے تو ہر وقت ایک کوشش کے ساتھ راستے کی ٹھوکروں سے بچنے کی کوشش بھی کرنی ہوگی۔ ایک توجہ کے ساتھ یہ کوشش کرنی ہوگی۔ اگر کسی کے خلاف اس کے اپنے خیال میں جماعتی طور پر کوئی غلط فیصلہ بھی ہوا ہے تو جہاں تک اپیل کا حق ہے اسے استعمال کرنے کا ہر ایک کو حق ہے، اسے استعمال کر کے پھر معاملہ خدا تعالیٰ پر چھوڑ دینا چاہئے بجائے اس کے کہ پورے نظام پر بدظنی کرے۔ دنیاوی نقصان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان سمجھ کر برداشت کرنے کی کوشش کرنی چاہئے ورنہ اگر شکوے پیدا ہونے شروع ہوں تو پھر یہ بڑھتے بڑھتے جماعت سے دُور لے جاتے ہیں، خلافت سے بھی بدظنیاں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھائی کہ ایک تو کبھی ایسا موقع ہی پیدا نہ ہو کہ ہمارے دل میں کبھی نظام جماعت کے خلاف مَیل آئے۔ ہمارے اعمال ہی ایسے ہوں جو اللہ تعالیٰ کی منشاء اور حکموں کے مطابق ہوں اور نظام کو ہمارے سے کبھی شکایت پیدا نہ ہو۔ اور اگر کبھی کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے جو ہماری کسی بشری کمزوری کی وجہ سے کسی امتحان میں ڈال دے تو کبھی ایسا نتیجہ نہ نکلے جس سے ہمارے ایمان کو ٹھوکر لگے اور نظام جماعت یا نظام خلافت کے بارے میں کبھی بدظنیاں پیدا ہوں اور یہ سب کچھ نہیں ہو سکتا جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت نہ ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کے بعد ہمیں لاپرواہ نہیں ہو جانا چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی تلاش پہلے سے بڑھ کر کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے پرانے انبیاء کی اور قوموں کی مثال اس لئے دی ہے کہ وہ بھی یہ سمجھتے تھے کہ ہم نے مان لیا اب آئندہ ہمیں کسی ہدایت کی ضرورت نہیں۔ یہودیوں اور عیسائیوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اسی حوالے سے کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آئندہ آنے والی جو ہدایت رکھی تھی اسے نہ مان کر وہ بگڑ گئے۔ جب بدظنیاں پیدا ہوتی ہیں تو صرف اپنے علم اور سوچ کی وجہ سے انسان کا ذہن محدود ہو جاتا ہے اور ان کے بگڑنے کی بھی یہی وجہ تھی اور نہ صرف ان کے دل ٹیڑھے ہو گئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مغضوب اور ضالّ کے زمرہ میں شامل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے جو ہر نماز کی ہر رکعت میں ہمیں سورۃ فاتحہ پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے وہ اس لئے ہے کہ ان لوگوں سے سبق حاصل کرو اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کا فضل اور اسی کی رحمت مانگتے رہو۔ اپنے دلوں کو ٹیڑھا ہونے سے بچاؤ ورنہ جس طرح اُن کی دین کی آنکھ ختم ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کو بھول گئے، تم نہ کہیں بھول جانا۔ لیکن بدقسمتی سے اس پانچ وقت کی نمازوں کی دعا کے باوجود آج مسلمانوں کی اکثریت انہی قدموں پر چل رہی ہے جو خدا تعالیٰ سے دُور لے جانے والے ہیں اور اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ بدظنیاں اور اپنے آپ کو عالم سمجھنا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”سورۃ فاتحہ میں خدا نے مسلمانوں کو یہ دعا سکھلائی اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَاالضَّآلِّيْنَ (الفاتحة:6-7) اس جگہ احادیث صحیحہ کی رو سے بکمال تواتر یہ ثابت ہو چکا ہے کہ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ سے مراد بدکار اور فاسق یہودی ہیں جنہوں نے حضرت مسیح کو کافر قرار دیا اور قتل کے درپے رہے اور اس کی سخت توہین و تحقیر کی اور جن پر حضرت عیسیٰ نے لعنت بھیجی جیسا کہ قرآن شریف میں مذکور ہے اور اَلضَّآلِّيْن سے مراد عیسائیوں کا وہ گمراہ فرقہ ہے جنہوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا سمجھ لیا اور تثلیث کے قائل ہوئے اور خون مسیح پر نجات کا حصر رکھا اور ان کو زندہ خدا کے عرش پر بٹھا دیا۔ اب اس دُعا کا مطلب یہ ہے کہ خدایا ایسا فضل کر کہ ہم نہ تو وہ یہودی بن جائیں جنہوں نے مسیح کو کافر قرار دیا تھا اور اُن کے قتل کے درپہ ہوئے تھے اور نہ ہم مسیح کو خدا قرار دیں اور تثلیث کے قائل ہوں، چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ آخری زمانہ میں اس اُمت میں سے مسیح موعود آئے گا۔ اور بعض یہودی صفت مسلمانوں میں سے اسے کافر قرار دیں گے اور قتل کے درپے ہوں گے اور اس کی سخت توہین و تحقیر کریں گے اور نیز جانتا تھا کہ اس زمانہ میں تثلیث کا مذہب ترقی پر ہوگا اور بہت سے بدقسمت انسان عیسائی ہو جائیں گے اس لئے اس نے مسلمانوں کو یہ دعا سکھلائی اور اس دعا میں مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ کا جو لفظ ہے وہ بلند آواز سے کہہ رہا ہے کہ وہ لوگ جو اسلامی مسیح کی مخالفت کریں گے وہ بھی خدا تعالیٰ کی نظر میں مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ ہوں گے جیسا کہ اسرائیلی مسیح کے مخالف مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ تھے“۔ (نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 419)

پس ہم احمدی اُن خوش قسمت لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے مسیح موعود کو مان کر مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ سے بچنے کی دُعا قبول ہوتے دیکھی اور اَلضَّآلِّيْن سے بچنے کی دعا بھی اللہ تعالیٰ نے ہمارے حق میں قبول فرمائی کہ ہم خدائے واحد کی عبادت کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں اس پر قائم رکھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ حکم کہ دعا کرو کبھی دل ٹیڑھے نہ ہوں اور کبھی مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ اور ضَآلِّيْن میں شامل نہ ہوں، یہ دعا پڑھنے کا مستقل حکم ہے۔ اس لئے ہر احمدی کو اسے یاد رکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ دوسرے مسلمانوں کو بھی اس دعا کو سمجھنے کی توفیق دے تاکہ اُمت مسلمہ آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کی جماعت میں شامل ہو کر امت واحدہ کا حقیقی نظارہ پیش کرنے والی بن جائے اور ہر مسلمان کہلانے والا مسیح محمدی کی مخالفت چھوڑ کر آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی اور اللہ تعالیٰ کے کلام کی صداقت کا مُصدّق بن جائے اور فروعی مسائل کے پیچھے چلنے کی بجائے اس دعا کے بنیادی پیغام کو سمجھنے والا بن جائے حدیثوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ کی دُعا بہت پڑھا کرتے تھے۔

پھر ایک حدیث میں یہ بھی روایت ہے کہ جو حضرت شہر بن حوشب سے روایت ہے کہتے ہیں کہ مَیں نے اُمّ سلمہؓ سے پوچھا کہ اے اُمّ المومنین! آنحضرت ﷺ جب آپ کے یہاں ہوتے تھے تو کون سی دعا کرتے تھے۔ اس پر اُمّ سلمہؓ نے بتایا کہ آنحضرت ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے کہ يَامُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ کہ اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔

اُمّ سلمہؓ کہتی ہیں کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ سے اس دعا پر مداومت کی وجہ پوچھی کہ آپؐ باقاعدگی سے اس کو کیوں پڑھتے ہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اے اُمّ سلمہ! انسان کا دل خدا تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے جس شخص کو ثابت قدم رکھنا چاہے اس کو ثابت قدم رکھے اور جس کو ثابت قدم نہ رکھنا چاہے اس کے دل کو ٹیڑھا کر دے۔ (سنن ترمذی)

پس دیکھیں کس قدر خوف کا مقام ہے اور ہمیں اپنے دل کو ٹیڑھا ہونے سے بچانے کے لئے کس قدر دعا کی ضرورت ہے کیونکہ بدظنیاں ہیں، چھوٹی چھوٹی شکایتیں ہیں جو پھر اتنی دُور لے جاتی ہیں کہ آدمی دین سے بھی جاتا ہے۔ کیا آنحضرت ﷺ کا دل نعوذ باللہ ٹیڑھا ہو سکتا تھا۔ یقیناً نہیں اور کبھی نہیں ہو سکتا تھا۔ آپؐ کا دل تو خدا تعالیٰ کی یاد کے علاوہ کچھ تھا ہی نہیں۔ آپؐ سے تو خدا تعالیٰ نے یہ اعلان کروایا کہ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (آل عمران:32) یعنی میری اتباع کرو اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ پس آپؐ کا دل ٹیڑھا ہونے کا کیا سوال ہے۔ آپؐ کی پیروی تو گناہوں کی بخشش کے سامان کرنے والی ہے۔ آپؐ کا اوڑھنا بچھونا، جینا مرنا خدا تعالیٰ کے لئے تھا۔ آپؐ نے ایک دفعہ فرمایا کہ نیند میں بھی میری آنکھیں تو سوتی ہیں لیکن دماغ میں اُس وقت بھی اللہ تعالیٰ کی یاد ہوتی ہے۔

پس آنحضرت ﷺ کی دُعا ہمارے لئے نمونہ قائم کرنے کے لئے تھی جو آپؐ کیا کرتے تھے اور اُمّت کے لئے تھی کہ ان کے دل کبھی ٹیڑھے نہ ہوں اور جب مسیح و مہدی کا زمانہ آئے تو آنے والے مسیح موعود کو مان لیں۔ کاش کہ مسلمان اس اہم نکتہ کو سمجھیں۔ اس سے بڑا المیہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ ایک دفعہ سچائی کو دیکھ لینے کے بعد، ان لوگوں کی نسلوں میں پیدا ہونے کے بعد جنہوں نے سچائی کو پایا اور اس کی خاطر قربانیاں دیں پھر انسان راستے سے بھٹک جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دیکھنے اور ان سے حصہ لینے کے بعد پھر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والے بن جائیں۔ یہ مسلمان بھی سوچیں اور غور کریں۔ آج کل بھی دیکھ لیں کیا مسلمانوں کے حالات انہی باتوں کی نشاندہی نہیں کر رہے کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والے بنے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اور آنحضرت ﷺ کی دعاؤں کی قبولیت کے نشان کے طور پر جو مسیح موعود آیا اس کو مسلمان اس لئے نہیں مانتے کہ اب ہمیں کسی ہادی کی ضرورت نہیں۔ دراصل یہ آج کل کے نام نہاد علماء اور مولوی کے مفاد میں نہیں ہے کہ اُمّت مسلمہ مسیح موعود کو مانے کیونکہ اس سے ان کی دکانداری ختم ہوتی ہے۔ اور بہانہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی یا مصلح نہیں آ سکتا کیونکہ آپؐ کی خاتمیت نبوت پر حرف آتا ہے۔

پھر کہتے ہیں کہ قرآن کریم ہمارے سامنے ہے ہمیں کسی مسیح مہدی یا مصلح کی ضرورت نہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی جیسا کہ پہلے بھی ایک دفعہ مَیں اس پہ کافی تفصیل سے روشنی ڈال چکا ہوں خلافت کی ضرورت کا انکار نہیں کرتے۔ لیکن جاہل یہ نہیں سمجھتے کہ مسیح موعود کے بغیر خلافت کا کوئی تصور پیدا ہو ہی نہیں سکتا اور مسیح موعود کا آپؐ کی اُمّت میں سے آنا ہی آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیّین ہونے کا ثبوت ہے۔ لیکن ان لوگوں کا قرآن سمجھنے کا دعویٰ تو ہے لیکن یہ چیز ان کو سمجھ نہیں آتی اور نہ ہی سمجھ سکتے ہیں۔ ان کا یہی فہم قرآن کریم ہمارے سامنے

ہے کہ کسی ہادی کی ضرورت نہیں۔قرآن کریم بھی اُنہی پر کھلتا ہے یا اُنہی پر اس کی تعلیم روشن ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے چنیدہ ہوں اور اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی اللہ تعالیٰ کے وہ چنیدہ ہیں جنہوں نے قرآن کریم کے اسرار ہمیں کھول کر بتائے، اُن راستوں کی نشاندہی کی جن سے اس کا فہم حاصل ہوسکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’ دینی علم اور پاک معارف کے سمجھنے اور حاصل کرنے کے لئے پہلے سچی پاکیزگی کا حاصل کر لینا اور ناپاکی کی راہوں کا چھوڑ دینا ازبس ضروری ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے۔لَایَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ (الواقعہ: 80) یعنی خدا کی کتاب کے اسرار کو وہی لوگ سمجھتے ہیں جو پاک دل ہیں اور پاک فطرت اور پاک عمل رکھتے ہیں۔ دنیوی چالاکیوں سے آسمانی علم ہرگز حاصل نہیں ہوسکتے‘‘۔

(ست بچن۔ روحانی خزائن جلد 10صفحہ126)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’ قرآنی حقائق صرف انہیں لوگوں پر کھلتے ہیں جن کو خدائے تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف اور پاک کرتا ہے‘‘۔ (براہین احمدیہ۔روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 612۔بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’ کہتے ہیں کہ ہم کو مسیح ومہدی کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ قرآن ہمارے لئے کافی ہے اور ہم سیدھے راستے پر ہیں حالانکہ جانتے ہیں کہ قرآن ایسی کتاب ہے کہ سوائے پاکوں کے اور کسی کی فہم اُس تک نہیں پہنچتی۔اس وجہ سے ایک ایسے مفسر کی حاجت پڑی کہ خدا کے ہاتھ نے اسے پاک کیا ہو اور بینا بنایا ہو‘‘۔ (تفسیر حضرت مسیح موعودعلیہ السلام۔زیر سورۃ الواقعۃ۔آیت 80۔جلد چہارم۔ صفحہ308)

پس اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پاک کیا ہے اور صاف کیا ہے اور فہم قرآن عطا فرمایا ہے۔پس یہ لوگ جتنا بھی زور لگالیں مسیح موعود کی مخالفت کر کے کبھی یہ قرآن کریم کے اسرار کو سمجھ نہیں سکتے۔اور جتنی بھی دعائیں کرلیں، جب تک مسیح موعود کو ماننے کی طرف عملی قدم نہیں اٹھائیں گے ان کے دل ٹیڑھے رہیں گے۔

پس اُن کی حالت دیکھ کر جہاں ہمیں احمدی ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکرگزار ہونا چاہئے وہاں ہمیشہ ہر قسم کے ٹیڑھ سے بچنے کے لئے دعائیں بھی کرتے رہنا چاہئے۔اور جوں جوں دنیا مادیت کی طرف بڑھ رہی ہے اور خدا تعالیٰ کو بھول رہی ہے پہلے سے بڑھ کر یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس انعام کی برکت سے کبھی محروم نہ کرے۔ ہمیشہ ہمیں ثبات قدم عطا فرمائے اور ہمارے ایمان کو اپنی رحمت سے بڑھائے۔رحمت عطا ہونے کی دعا بھی اللہ تعالیٰ نے ہی سکھائی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت انہی کو ملتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار اور ایمان میں بڑھنے کی کوشش کرنے والے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’ قرآن شریف میں......ایک جگہ فرمایا ہے وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا (الاحزاب:44) یعنی خدا کی رحیمیت صرف ایمانداروں سے خاص ہے۔جس سے کافر کو یعنی بے ایمان اور سرکش کو حصہ نہیں‘‘۔

پھر فرمایا ’’ جو مومنین سے رحمت خاص متعلق ہے، ہر جگہ اس کو رحیمیت کی صفت سے ذکر کیا ہے‘‘۔

فرمایا: ’’ اِنَّ رَحْمَۃَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ (الأعراف: 57) یعنی رحیمیت الٰہی انہیں لوگوں سے قریب ہے جو نیکوکار ہیں۔پھر ایک اور جگہ فرمایا ہے’’ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا وَجٰھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُوْلٰئِکَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰہِ۔ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(البقرۃ:219) یعنی جو لوگ ایمان لائے اور خدا کے لئے وطنوں سے یا نفس پرستیوں سے جدائی اختیار کی اور خدا کی راہ میں کوشش کی وہ خدا کی رحیمیت کے امیدوار ہیں اور خدا غفور اور رحیم ہے۔یعنی اس کا فیضانِ رحیمیت ضرور اُن لوگوں کے شامل حال ہو جاتا ہے کہ جو اُس کے مستحق ہیں۔کوئی ایسا نہیں جس نے اُس کو طلب کیا اور نہ پایا‘‘۔

(براہین احمدیہ ۔روحانی خزائن جلد 1صفحہ451-452۔ بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر 11)

پس یہاں پھر واضح ہوگیا کہ رحمت بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے لیکن آتی ان کو ہے جو ایمان میں بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور محسنین میں شامل ہونے کی جستجو کرتے ہیں۔اور محسنین کون ہیں؟ محسنین وہ ہیں جو نیک اعمال بجالانے والے ہیں۔پس اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کے لئے دعاؤں کے ساتھ ہر قسم کے ٹیڑھ سے بچنے کی کوشش کی بہت زیادہ ضرورت ہے اور نہ صرف ٹیڑھ سے بچنے کی کوشش ہے بلکہ محسنین میں شامل ہونے کی کوشش کی ضرورت ہے۔ایسے لوگ جو نیک اعمال بجالانے کی کوشش کرتے ہیں وہی محسنین ہیں اور پھر عام اعمال ہی بجا نہیں لاتے بلکہ اس کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ایک ارشاد کے مطابق اس سوچ سے ہر کام کر رہے ہوتے ہیں کہ خدا کی ہم پر ہر وقت نظر ہے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ نفس پرستیوں سے جدائی اختیار کرنے والے ہوں اور بچنے والے ہوں اور نیک اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی عبادتوں اور اپنے اعمال کی حفاظت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے ہمیشہ نفس پرستیوں سے بچنے والے ہوں، ہر قسم کی ٹیڑھ سے اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتے ہوئے بچنے والے ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جو انعامات اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائے ہیں ان کی قدر کرنے والے بنیں اور پھر یہ رحمت ہم پر اور ہماری نسلوں پر بڑھتی اور پھیلتی چلی جائے۔

دوسرے ایک بات مَیں سفر کے حوالے سے دعا کے لئے یہ کہنی چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ سفر شروع ہونے والا ہے۔لوگ جانتے ہیں کہ مَیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے انشاء اللہ قادیان کے سفر پر جا رہا ہوں۔قادیان کا انشاء اللہ تعالیٰ جلسہ ہے۔اس کے لئے دعا کریں کہ ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہو۔ اللہ تعالیٰ ہر شر سے ہر احمدی کو محفوظ رکھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت سے لوگ دنیا کے مختلف ممالک سے وہاں جا رہے ہیں۔حکومت ہند کو اپنے مسائل کی وجہ سے بڑی تعداد میں ویزے دینے میں کچھ مشکلات ہیں۔اس لئے ویزوں میں کچھ روک بھی پیدا ہو رہی ہے لیکن بہرحال کچھ کو مل گئے اور کچھ جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بہرحال حکومت نے کافی تعاون کیا ہے۔اللہ تعالیٰ تمام جانے والوں کو ہر طرح اپنی حفاظت میں رکھے۔ان روکوں کی وجہ سے جو خواہش کے باوجود جا نہ سکیں انہیں ان کی نیتوں کا اللہ تعالیٰ ثواب دے۔ بہرحال جانے والے بھی اور نہ جانے والے بھی مستقل دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حاسدوں اور شریروں کے شر سے ہر وقت بچائے کیونکہ ان لوگوں کی نظر تو ہر وقت جماعت پر رہتی ہے۔اور جو وہاں قادیان میں رہنے والے ہیں ان کو بھی اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شرور سے محفوظ رکھے۔

قادیان کے علاوہ انڈیا کی بعض دُور دراز کی جماعتوں کی خواہش تھی کہ ان کی جماعتوں میں بھی دورہ کیا جائے جو قادیان نہیں آسکتے۔ ہندوستان ایک بڑا وسیع ملک ہے اور غریب لوگ ہیں اس لئے نہیں آسکتے۔تو انشاء اللہ تعالیٰ بعض دوسرے شہروں میں بھی جانے کا پروگرام ہے۔اللہ تعالیٰ ان جگہوں کے پروگرام بھی ہر لحاظ سے کامیاب فرمائے اور میرا یہ دورہ بے شمار برکات کا حامل ہو اور ان کو سمیٹنے والا ہو اور دشمن کا ہر حربہ اور چال ناکام و نامراد ہو اور ہم جماعت کی ترقی ہمیشہ دیکھتے چلے جائیں۔اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہماری پردہ پوشی فرمائے اور کبھی ہم اس کے فضلوں اور رحمتوں سے محروم نہ رہیں۔

اس کے علاوہ ابھی نمازوں کے بعد دو جنازے بھی پڑھاؤں گا۔ایک جنازہ تو ہمارے درویش بھائی مکرم بشیر احمد مہار کا ہے جنہوں نے قادیان میں اپنی درویشی کی زندگی گزاری۔13 نومبر کو ان کی وفات ہوئی تھی۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ قادیان کے ابتدائی درویشوں میں سے تھے اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے ساری زندگی بڑی درویشی کی حالت میں بسر کی ہے۔ باوجود اس کے کہ ان کو دو تین دفعہ ایسے موقعے میسر آئے کہ پاکستان جاسکتے تھے وہاں ان کا خاندان تھا ان کی جائیداد تھی، زمینیں تھیں لیکن انہوں نے کہا نہیں اب مَیں قادیان میں ہی رہوں گا۔یہیں میرا مرنا اور دفن ہونا ہے۔ بڑے نیک، سادہ مزاج، نمازوں کے پابند، تہجد گزار اور دعا گو انسان تھے۔ بڑے خاموش طبع تھے۔خلافت کے ساتھ بھی بڑا والہانہ لگاؤ تھا۔ ہر تحریک پہ لبیک کہنے والے تھے۔ان کی پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔موصی تھے۔ان کی تدفین وہیں قطعہ خاص درویشان میں ہوئی ہے۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ہمیشہ اپنے پیار کی نظر ان پر ڈالے۔

دوسرا جنازہ مکرم محمد غضنفر چٹھہ صاحب کا ہے۔آپ بورے والا میں نظارت بیت المال پاکستان کی طرف سے انسپکٹر بیت المال تھے۔18 نومبر کو دورے کے دوران جب آپ ضلع وہاڑی کا دورہ کر رہے تھے امیر صاحب کی رہائش گاہ کے قریب دو نامعلوم موٹر سائیکل سوار آئے، ان سے بیگ چھیننے کی کوشش کی اور مزاحمت پر فائر کیا اور یہ شہید ہوگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کی عمر 56 سال تھی۔آپ کا تعلق بھی وہاڑی سے ہی تھا۔اس لحاظ سے بھی مَیں اس کو جماعتی شہادت سمجھتا ہوں کہ میرا خیال ہے کہ بیگ میں بھی جماعتی سامان اور چیزیں اور کاغذات تھے اور ہوسکتا ہے رقم بھی ہو۔اس لحاظ سے ان کی شہادت جماعتی شہادت بھی کہلاسکتی ہے، صرف ڈکیتی کی شہادت نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔

پیشگوئی مصلح موعود

پس منظر۔ حقیقت اور صداقت

پیشگوئی کی حقیقت واہمیت:

انبیاء کی صداقت پر ایک عظیم الشان نشان ان کی وہ پیشگوئیاں ہوتی ہیں جن کی خدا تعالیٰ قبل از وقت انہیں اطلاع دیتا ہے اور پھر وہ پیشگوئیاں اپنے مقررہ وقت پر بڑی شان کے ساتھ پوری ہوتی ہیں۔ چنانچہ اس الٰہی نشان کی حقیقت آشکار کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جاننا چاہیے کہ خدا تعالیٰ نہایت کریم و رحیم ہے۔ جو شخص اس کی طرف صدق اور صفا سے رجوع کرتا ہے وہ اس سے بڑھ کر اپنا صدق وصفا اس سے ظاہر کرتا ہے، اس کی طرف صدق دل سے قدم اٹھانے والا ہرگز ضائع نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ میں بڑے بڑے محبت اور وفاداری اور فیض اور احسان اور کرشمۂ خدائی دکھلانے کے اخلاق ہیں مگر وہی ان کو پورے طور پر مشاہدہ کرتا ہے جو پورے طور پر اس کی محبت میں محو ہو جاتا ہے۔ اگرچہ وہ بڑا کریم و رحیم ہے مگر غنی اور بے نیاز ہے اسی لئے جو شخص اس کی راہ میں مرتا ہے وہی اس سے زندگی پاتا ہے اور جو اس کیلئے سب کچھ کھوتا ہے اسی کو آسمانی انعام ملتا ہے۔

خدا تعالیٰ سے کامل تعلق پیدا کرنے والے اس شخص سے مشابہت رکھتے ہیں جو اول دور سے آگ کی روشنی دیکھے اور پھر اس سے نزدیک ہو جائے یہاں تک کہ اُس آگ میں اپنے تئیں داخل کر دے اور تمام جسم جل جائے اور صرف آگ ہی باقی رہ جائے۔ اسی طرح کامل تعلق والا دن بہ دن خدا تعالیٰ کے نزدیک ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ محبت الٰہی کی آگ میں تمام وجود اس کا پڑ جاتا ہے اور شعلۂ نور سے قالب نفسانی جل کر خاک ہو جاتا ہے اور اس کی جگہ آگ لے لیتی ہے یہ انتہا اس مبارک محبت کا ہے جو خدا سے ہوتی ہے۔ یہ امر کہ خدا تعالیٰ سے کسی کا کامل تعلق اس کی بڑی علامت یہ ہے کہ صفات الٰہیہ اس میں پیدا ہو جاتی ہیں اور بشریّت کے رذائل شعلۂ نور سے جل کر ایک نئی ہستی پیدا ہوتی ہے اور ایک نئی زندگی نمودار ہوتی ہے جو پہلی زندگی سے بالکل مغائر ہوتی ہے اور جیسا کہ لوہا جب آگ میں ڈالا جائے اور آگ اس کے تمام رگ و ریشہ میں پورا غلبہ کر لے تو لوہا بالکل آگ کی شکل پیدا کر لیتا ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ آگ ہے گو خواص آگ کے ظاہر کرتا ہے اسی طرح جس کو شعلۂ محبت الٰہی سر سے پیر تک اپنے اندر لیتا ہے وہ بھی مظہر تجلیات الٰہیہ ہو جاتا ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدا ہے بلکہ ایک بندہ ہے جس کو اس آگ نے اپنے اندر لے لیا ہے اور اس آگ کے غلبہ کے بعد ہزاروں علامتیں کامل محبت کی پیدا ہو جاتی ہیں کوئی ایک علامت نہیں ہے تا وہ ایک زیرک اور طالب حق پر مشتبہ ہو سکے بلکہ وہ تعلق صدہا علامتوں کے ساتھ شناخت کیا جاتا ہے (ایک بڑی علامت کامل تعلق کی یہ ہوتی ہے کہ جس طرح خدا ہر ایک چیز پر غالب ہے اسی طرح وہ ہر ایک دشمن اور مقابلہ کرنے والے پر غالب رہتا ہے: كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِيْ۔ منہ۔ من جملہ اس علامت کے یہ بھی ہے کہ خدائے کریم اپنا فصیح اور لذیذ کلام وقتاً فوقتاً اُس کی زبان پر جاری کرتا رہتا ہے جو الٰہی شوکت اور برکت اور غیب گوئی کی کامل طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور ایک نور اُس کے ساتھ ہوتا ہے جو بتلاتا ہے کہ یہ یقینی امر ہے ظنی نہیں ہے۔ اور ایک ربّانی چمک اُس کے اندر ہوتی ہے اور کدورتوں سے پاک ہوتا ہے اور بسا اوقات اور اکثر اور اَغلب طور پر وہ کلام کسی زبردست پیشگوئی پر مشتمل ہوتا ہے اور اس کی پیشگوئیوں کا حلقہ نہایت وسیع اور عالمگیر ہوتا ہے اور وہ پیشگوئیاں کیا باعتبار کمیت اور کیا باعتبار کیفیت بے نظیر ہوتی ہیں کوئی اُن کی نظیر پیش نہیں کر سکتا اور ہیبت الٰہی ان میں بھری ہوئی ہوتی ہے اور قدرت تامّہ کی وجہ سے خدا کا چہرہ ان میں نظر آتا ہے اور اُس کی پیشگوئیاں نجومیوں کی طرح نہیں ہوتیں بلکہ اُن میں محبوبیت اور قبولیت کے آثار ہوتے ہیں اور ربّانی تائید اور نصرت سے بھری ہوئی ہوتی ہیں اور بعض پیشگوئیاں اس کے اپنے نفس کے متعلق ہوتی ہیں اور بعض اپنی اولاد کے متعلق اور بعض اس کے دوستوں کے متعلق اور بعض اس کے دشمنوں کے متعلق اور بعض عام طور پر تمام دنیا کیلئے اور بعض اس کی بیویوں اور خویشوں کے متعلق ہوتی ہیں اور وہ امور اُس پر ظاہر ہوتے ہیں جو دوسروں پر ظاہر نہیں ہوتے اور وہ غیب کے دروازے اُس کی پیشگوئیوں پر کھولے جاتے ہیں جو دوسروں پر نہیں کھولے جاتے۔ خدا کا کلام اس پر اسی طرح نازل ہوتا ہے جیسا کہ خدا کے پاک نبیوں اور رسولوں پر نازل ہوتا ہے اور وہ ظن سے پاک اور یقینی ہوتا ہے یہ شرف تو اُس کی زبان کو دیا جاتا ہے کہ کیا باعتبار کمیت اور کیا باعتبار کیفیت ایسا بے مثل کلام اس کی زبان پر جاری کیا جاتا ہے کہ دنیا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور اُس کی آنکھ کو کشفی قوت عطا کی جاتی ہے جس سے وہ مخفی در مخفی خبروں کو دیکھ لیتا ہے اور بسا اوقات لکھی ہوئی تحریریں اس کی نظر کے سامنے پیش کی جاتی ہیں اور مردوں سے زندوں کی طرح ملاقات کر لیتا ہے اور بسا اوقات ہزاروں کوس کی چیزیں اُس کی نظر کے سامنے ایسی آجاتی ہیں گویا وہ پیروں کے نیچے پڑی ہیں۔''

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 16 تا 18)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں:

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت میں دلائل دیتے ہوئے اپنی تصنیف ''دعوۃ الامیر'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''دسویں دلیل آپ علیہ السلام کی صداقت کی کہ وہ بھی درحقیقت سینکڑوں بلکہ ہزاروں دلائل پر مشتمل ہے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نہایت کثرت سے اپنے غیب پر مطلع کیا تھا۔ پس معلوم ہوا کہ آپ علیہ السلام خدا تعالیٰ کے فرستادہ تھے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (سورۃ الجن) یعنی وہ غیب پر کثرت سے اطلاع دیتا مگر اپنے رسولوں کو۔ (اَظْهَرَ عَلَيْهِ کے معنی ہیں اس کو اس پر غلبہ دیا) پس جس شخص کو کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع ملے اور اس پر وحی مصفیٰ پانی کی طرح ہو جو ہر قسم کی کدورت سے پاک ہو اور روشن نشان اُس کو دیئے جاویں اور عظیم الشان امور سے قبل از وقت اسے آگاہ کیا جائے وہ اللہ تعالیٰ کا امور ہے اور اس کا انکار کرنا گویا قرآن کریم کا انکار ہے جس نے یہ قاعدہ بیان فرمایا ہے اور سب نبیوں کا انکار کرنا ہے جنہوں نے اپنی صداقت کے ثبوت میں ہمیشہ اس امر کو پیش کیا ہے۔ چنانچہ بائیبل میں بھی آتا ہے کہ جھوٹے نبی کی علامت ہے کہ جو بات وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہے وہ پوری نہ ہو۔

اس معیار کے ماتحت جب ہم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کو دیکھتے ہیں تو آپ علیہ السلام کی سچائی ایسے دن کی طرح نظر آتی ہے جس کا سورج نصف النہار پر ہو۔ آپ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے اس کثرت اور اس تواتر کے ساتھ غیب کی خبریں ظاہر کیں کہ رسول کریمؐ کے سوا اور کسی نبی کی پیشگوئیوں میں اس کی نظیر نہیں ملتی بلکہ سچ یہ ہے کہ ان کی تعداد اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ اگر ان کو تقسیم کیا جائے تو کئی نبیوں کی نبوت ان سے ثابت ہو جائے۔''

(دعوۃ الامیر انوار العلوم جلد 7 صفحہ 516 تا 517)

پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیف براہین احمدیہ کی اشاعت کے بعد جبکہ تمام مذاہب آپ علیہ السلام کے مخالف ہو گئے اور خود مسلمانوں میں بھی ایک طبقہ ایسا تھا جس نے آپ علیہ السلام کے خلاف لکھنا شروع کر دیا تو آپ علیہ السلام کے دل میں سخت درد پیدا ہوا اور آپ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے یہ دعائیں مانگنی شروع کیں کہ تو مجھے اپنی تائید سے ایسا موقع بہم پہنچا کہ میں ان تمام وساوس کو جو اسلام کے خلاف پھیلائے جاتے ہیں اور ان تمام حملوں کو جو اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے جاتے ہیں کامیابی سے دور کر سکوں۔ انہی دنوں قادیان کے ہندوؤں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام ایک خط لکھا جس میں لکھا کہ:

ساہوکاران و دیگر ہندو صاحبان قادیان کا خط بنام مرزا صاحب علیہ السلام:

مرزا صاحب مخدوم و مکرم مرزا غلام احمد صاحب سلمہٗ

بعد ما وجب بکمال ادب عرض کی جاتی ہے کہ جس حالت میں آپ نے لنڈن اور امریکہ تک اس مضمون کے رجسٹری شدہ خط بھیجے ہیں کہ جو طالب صادق ہو اور ایک سال تک ہمارے پاس آکر قادیان میں ٹھہرے تو خدائے تعالیٰ اس کو ایسے نشان دربارۂ اثبات حقیت اسلام ضرور دکھائے گا کہ جو طاقت انسانی سے بالاتر ہوں سو ہم لوگ جو آپ کے ہمسایہ اور ہم شہری ہیں، لنڈن اور امریکہ والوں سے زیادہ تر حق دار ہیں۔

ہاں ایسے نشان ضرور چاہئیں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہوں۔ جن سے یہ معلوم ہو سکے کہ وہ سچا اور پاک پرمیشر بوجہ آپ کی راست بازی دینی کے عین محبت اور کرپا کی راہ سے آپ کی دعاؤں کو قبول کر لیتا ہے اور قبولیت دعا سے قبل از وقوع اطلاع بخشتا ہے یا آپ کو اپنے بعض اسرار خاصہ پر مطلع کرتا ہے اور بطور پیشگوئی ان پوشیدہ بھیدوں کی خبر آپ کو دیتا ہے یا ایسے عجیب طور سے آپ کی مدد اور حمایت کرتا ہے جیسے وہ قدیم سے اپنے برگزیدوں اور مقربوں اور بھگتوں اور خاص بندوں سے کرتا آیا ہے۔

ہم سراسر سچائی اور راستی سے اپنے پرمیشر کو حاضر ناظر جان کر یہ اقرار نامہ لکھتے ہیں اور اسی سے اپنی نیک نیتی کا قیام چاہتے ہیں اور سال جو نشانوں کے دکھانے کے لئے مقرر کیا گیا ہے وہ ابتدائے ستمبر 1885ء سے شمار کیا جاوے گا جس کا اختتام ستمبر 1886ء کے اخیر تک ہو جائے گا۔

العبد:

لچھمن رام بقلم خود۔ جو اس خط میں ہم نے لکھا ہے اس کے موافق عمل کریں گے۔

پنڈت بھارامل بقلم خود۔ بشن داس ولد رعدا ساہوکار بقلم خود۔ منشی تاراچند کھتری بقلم خود۔ پنڈت نہال چند۔ سنت رام۔ فتح چند۔ پنڈت ہرکرن۔ پنڈت بیجناتھ چودھری بازار قادیان۔ بشن داس ولد ہیرانند برہمن۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 89 - 90 جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس خط کے جواب میں تحریر فرمایا:

''بعد ما وجب! آپ صاحبوں کا عنایت نامہ جس میں آپ نے آسمانی نشانوں کے دیکھنے کے لئے درخواست کی ہے مجھ کو ملا.........آپ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر آپ صاحبان ان عہود کے پابند رہیں گے کہ جو اپنے خط میں آپ لوگ کر چکے ہیں تو ضرور

خدائے قادر مطلق جل شانہٗ کی تائید ونصرت سے ایک سال تک کوئی ایسا نشان آپ کو دکھلایا جائے گا جو انسانی طاقت سے بالاتر ہو۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 91 جدید ایڈیشن)

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعاؤں اور استخاروں سے کام لینا شروع کر دیا کہ الٰہی بعض مقامات بھی خاص طور پر بابرکت ہوتے ہیں تو اپنے خاص فضل سے اس بارہ میں بھی میری رہنمائی فرما کہ میں یہ دعائیں کہاں کروں اور کس جگہ اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کیلئے دعائیں کرنے کیلئے جاؤں۔ ان دعاؤں اور استخاروں کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا گیا کہ "تمہاری عقدہ کشائی ہوشیار پور میں ہوگی" (تذکرہ صفحہ 647)۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جنوری 1886ء کو ہوشیار پور کی طرف سفر کیلئے روانہ ہوئے۔ آپ علیہ السلام کے ساتھ تین افراد تھے۔ آپ علیہ السلام نے جانے سے قبل ہوشیار پور میں اپنے دوست شیخ مہر علی رئیس ہوشیار پور کو خط لکھا کہ مکان کا انتظام کر دیں۔ چنانچہ میاں عبداللہ سنوری کی روایت مندرج سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 56-55 کے مطابق انہوں نے اپنا ایک مکان جو کسی وقت طویلہ کے کام آتا تھا خالی کر دیا۔ ہوشیار پور پہنچ کر حضور علیہ السلام نے اس مکان کے بالا خانہ میں قیام فرمایا۔ چنانچہ چالیس دن آپ علیہ السلام نے اس بالا خانہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور علیحدگی میں دعائیں کیں۔ اس دوران میں آپ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعض عظیم الشان انکشافات ہوئے جن کی بنا پر آپ علیہ السلام نے "اخبار ریاض ہند" کو 20 فروری 1886ء کو ایک اشتہار لکھا جس میں آپ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی عظیم الشان خوشخبری پیشگوئی مصلح موعود کی خبر دی۔

(ماخوذ از "الموعود" صفحہ 11 تا 13)

پیشگوئی مصلح موعود کے الفاظ:

پیشگوئی مصلح موعود کے مبارک الفاظ اسی شمارہ کے صفحہ اوّل میں درج ہیں، احباب استفادہ کر سکتے ہیں۔ جو ریاض ہند امرتسر یکم مارچ 1886ء صفحہ 147 مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 95-96 سے ماخوذ ہے۔

پیشگوئی مصلح موعود کی باون علامات:

یہ پیشگوئی بڑی تفصیلی ہے جس سے ظاہر ہے کہ آنے والا کئی قسم کی خصوصیات کا حامل ہوگا۔ چنانچہ اگر اس پیشگوئی کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس پیشگوئی میں آنے والے مصلح موعود کی مندرجہ ذیل علامات بیان کی گئی ہیں:

پہلی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ قدرت کا نشان ہوگا۔

دوسری علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ رحمت کا نشان ہوگا۔

تیسری علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ قربت کا نشان ہوگا۔

چوتھی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فضل کا نشان ہوگا۔

پانچویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ احسان کا نشان ہوگا۔

چھٹی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ صاحب شکوہ ہوگا۔

ساتویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ صاحب عظمت ہوگا۔

آٹھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ صاحب دولت ہوگا۔

نویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مسیحی نفس ہوگا۔

دسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔

گیارھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کلمۃ اللہ ہوگا۔

بارھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمت اور غیوری نے اسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہوگا۔

تیرھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ سخت ذہین ہوگا۔

چودھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ سخت فہیم ہوگا۔

پندرھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ دل کا حلیم ہوگا۔

سولھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ علوم ظاہری سے پر کیا جائے گا۔

سترھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ علوم باطنی سے پر کیا جائے گا۔

اٹھارویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔

انیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ دوشنبہ کا اس کے ساتھ خاص تعلق ہوگا۔

بیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فرزند دلبند ہوگا۔

اکیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ گرامی ارجمند ہوگا۔

بائیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مظہر الاوّل ہوگا۔

تیئیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مظہر الآخر ہوگا۔

چوبیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مظہر الحق ہوگا۔

پچیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مظہر العلا ہوگا۔

چھبیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ کا مصداق ہوگا۔

ستائیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کا نزول بہت مبارک ہوگا۔

اٹھائیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کا نزول جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔

انتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ نور ہوگا۔

تیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ خدا کی رضامندی کے عطر سے ممسوح ہوگا۔

اکتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ خدا اس میں اپنی روح ڈالے گا۔

بتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔

تینتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ جلد جلد بڑھے گا۔

چونتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔

پینتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔

چھتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ قومیں اس سے برکت پائیں گی۔

سینتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔

اڑتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ دیر سے آنے والا ہوگا۔

اُنتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ دور سے آنے والا ہوگا۔

چالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فخر رُسل ہوگا۔

اکتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کی ظاہری برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔

بیالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کی باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔

تینتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ یوسف کی طرح اس کے بڑے بھائی اس کی مخالفت کریں گے۔

چوالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ بشیر الدولہ ہوگا۔

پینتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ شادی خاں ہوگا۔

چھیالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ عالم کباب ہوگا۔

سینتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ہوگا۔

اڑتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کلمۃ العزیز ہوگا۔

انچاسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کلمۃ اللہ خاں ہوگا۔

پچاسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ ناصر الدین ہوگا۔

اکیاونویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فاتح الدین ہوگا۔

باونویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ بشیر ثانی ہوگا۔

("الموعود" تقریر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ صفحہ 71 تا 75)

بشیر اوّل کی پیدائش اور وفات پر مخالفین کا شور وغوغہ:

پیشگوئی مصلح موعود 20 فروری 1886ء کی اشاعت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 22 مارچ 1886ء کو ایک اشتہار شائع کیا جس میں آپ علیہ السلام نے مصلح موعود کی پیدائش کے متعلق تحریر فرمایا کہ:

"ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی 9 برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 98 جدید ایڈیشن)

اس پیشگوئی کے بعد 7 اگست 1887ء بروز یک شنبہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا جو 4 نومبر 1888ء کو اسی روز یعنی یک شنبہ کو وفات پا گیا جس پر مخالفین نے شور مچایا۔ اس لڑکے یعنی بشیر اوّل کی وفات کے بعد حضور علیہ السلام نے سبز اشتہار کے نام سے ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں آپ علیہ السلام نے فرمایا:

"واضح ہو کہ اس عاجز کے لڑکے بشیر احمد کی وفات سے جو 7 اگست 1887ء روز یک شنبہ میں پیدا ہوا تھا اور 4 نومبر 1888ء کو اسی روز یک شنبہ میں ہی اپنی عمر کے سولھویں مہینے میں بوقت نماز صبح اپنے معبود

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
خالص سونے کے زیورات کا مرکز
الفضل جیولرز
چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ
فون 047-6213649
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
047-6215747

حقیقی کی طرف واپس بلایا گیا عجیب طور کا شور وغوغا خام خیال لوگوں میں اٹھا اور رنگا رنگ کی باتیں خویشوں وغیرہ نے کیں اور طرح طرح کی نافہمی اور کج دلی کی رائیں ظاہر کی گئیں۔ مخالفین مذہب جن کا شیوہ بات بات میں خیانت و اِفترا ہے انہوں نے اس بچے کی وفات پر انواع واقسام کی افترا گھڑنی شروع کی۔ سو ہر چند ابتدا میں ہمارا ارادہ نہ تھا کہ اس پسر معصوم کی وفات پر کوئی اشتہار یا تقریر شائع کریں اور نہ شائع کرنے کی ضرورت تھی۔ کیونکہ کوئی ایسا امر درمیان نہ تھا کہ کسی فہیم آدمی کی ٹھوکر کھانے کا موجب ہو سکے لیکن جب یہ شور وغوغا انتہا کو پہنچ گیا اور کچے اور ابلہ مزاج مسلمانوں کے دلوں پر بھی اس کا مضر اثر پڑتا ہوا نظر آیا تو ہم نے محض للہ یہ تقریر شائع کرنا مناسب سمجھا۔ اب ناظرین پر منکشف ہو کہ بعض مخالفین پسر متوفی کی وفات کا ذکر کر کے اپنے اشتہارات واخبارات میں طنز سے لکھتے ہیں کہ یہ وہی بچہ ہے جس کی نسبت اشتہار 20 فروری 1886ء و 8 اپریل 1886ء اور 7 اگست 1887ء میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ بعضوں نے اپنی طرف سے افتراء کر کے یہ بھی اپنے اشتہار میں لکھا کہ اس بچہ کی نسبت یہ الہام بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ بادشاہوں کی بیٹیاں بیاہنے والا ہوگا۔ لیکن ناظرین پر منکشف ہو کہ جن لوگوں نے یہ نکتہ چینی کی ہے انہوں نے بڑا دھوکا کھایا ہے یا دھوکا دینا چاہا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ماہ اگست 1887ء تک جو پسر متوفی کی وفات کا مہینہ ہے،* جس قدر اس عاجز کی طرف سے اشتہار چھپے ہیں جن کا لیکھرام پشاوری نے وجہ ثبوت کے طور پر اپنے اشتہار میں حوالہ دیا ہے۔ ان میں سے کوئی شخص ایک ایسا حرف بھی پیش نہیں کر سکتا جس میں یہ دعویٰ کیا گیا ہو کہ مصلح موعود اور عمر پانے والا یہی لڑکا تھا جو فوت ہو گیا ہے۔''

(* یہ سہو کاتب ہے صحیح بجائے'' وفات'' کے'' پیدائش'' ہے۔ شمس)

(سبز اشتہار روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 2-1)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

'' آج تک ہم نے کسی اشتہار میں نہیں لکھا کہ یہ لڑکا عمر پانے والا ہوگا اور نہ یہ کہا کہ یہی مصلح موعود ہے۔ بلکہ ہمارے اشتہار 20 رفروری 1886ء میں بعض ہمارے لڑکوں کی نسبت یہ پیشگوئی موجود تھی کہ وہ کم عمری میں فوت ہوں گے۔ پس سوچنا چاہئے کہ اس لڑکے کی وفات سے ایک پیش گوئی پوری ہوئی یا جھوٹی نکلی بلکہ جس قدر ہم نے لوگوں میں الہامات شائع کئے اکثر اُن کے اِس لڑکے کی وفات پر دلالت کرتے تھے۔ چنانچہ 20 فروری 1886ء کے اشتہار کی یہ عبارت کہ ایک خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ یہ مہمان کا لفظ درحقیقت اسی لڑکے کا نام رکھا گیا تھا اور یہ اس کی کم عمری اور جلد فوت ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چند روز رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جاوے اور جو قائم مقام ہو اور دوسروں کو رخصت کرے اس کا نام مہمان نہیں ہو سکتا۔ اور اشتہار مذکور کی یہ عبارت کہ وہ رجس سے (یعنی گناہ سے) بکلی پاک ہے یہ بھی اس کی صغر سنی کی وفات پر دلالت کرتی ہے اور یہ دھوکا کھانا نہیں چاہیے کہ جس پیشگوئی کا ذکر ہوا ہے وہ مصلح موعود کے حق میں ہے کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پسر متوفی کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے حق کی جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے اور ضرور تھا کہ اس کا آنا معرضِ التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جاتا کیونکہ یہ سب امور حکمت الٰہیہ نے اس کے قدموں کے نیچے رکھے تھے اور بشیر اول جو فوت ہو گیا ہے بشیر ثانی کے لئے بطور ارہاص تھا اس لئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا۔''

(سبز اشتہار روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 366۔367)

مصلح موعود کی دیگر علامات:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

'' سواے وے لوگو! جنہوں نے ظلمت کو دیکھ لیا حیرانی میں مت پڑو بلکہ خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ اس کے بعد اب روشنی آئے گی۔''

(سبز اشتہار روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 463)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریرات میں مصلح موعود کے متعلق جن صفات کا تذکرہ فرمایا ہے وہ درج ذیل ہیں:

'' ایک اولوالعزم پیدا ہوگا۔ وہ حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ تیری ہی نسل سے ہوگا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعُلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ''۔

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 442-443)

'' سَيُوْلَدُ لَكَ الْوَلَدُ وَ يُدْنٰى مِنْكَ الْفَضْلُ اِنَّ نُوْرِىْ قَرِيْبٌ۔ اور تجھے ایک بیٹا عطا ہوگا اور فضل تجھ سے قریب کیا جائے گا۔''

(دافع الوساوس روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 266-267)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

'' اور خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا جس میں میں روح القدس کی برکات پھونکوں گا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہوگا۔ اور مظہر الحق والعلاء ہوگا گویا خدا آسمان سے نازل ہوا۔ وَ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔ دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا کی میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔''

(تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 181-182)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی پیدائش:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 12 جنوری 1889ء کو شرائط بیعت پر مشتمل ایک اشتہار بعنوان تکمیل تبلیغ شائع فرمایا جس میں آپؑ نے اپنے دوسرے بیٹے بشیر الدین محمود احمد کی پیدائش کی خبر دی۔

'' خدائے عز وجل نے جیسا کہ اشتہار دہم جولائی 1888ء و اشتہار دسمبر 1888ء میں مندرج ہے اپنے لطف وکرم سے وعدہ دیا تھا کہ بشیر اول کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہوگا اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن واحسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ سو آج 12 جنوری 1889ء میں مطابق 9 جمادی الاول 1306ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر بفضلہٖ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاول کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں وہ ظہور پذیر ہوگا۔ اور اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدائے عز وجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کر لے۔ مجھے ایک خواب میں اس مصلح موعود کی نسبت زبان پر یہ شعر جاری ہوا تھا:

اے فخر رسل قرب تو معلومم شد

دیر آمدۂ ز راہ دور آمدۂ

پس اگر حضرت باری جل شانہٗ کے ارادہ میں دیر سے مراد اسی قدر دیر ہے جو اس پسر کے پیدا ہونے میں جس کا نام بطور تفاول بشیر الدین محمود رکھا گیا ہے ظہور میں آئی تو تعجب نہیں کہ یہی لڑکا موعود لڑکا ہو۔ ورنہ وہ بفضلہٖ تعالیٰ دوسرے وقت پر آئے گا اور ہمارے بعض حاسدین کو یاد رکھنا چاہیے کہ ہماری کوئی ذاتی غرض اولاد کے متعلق نہیں اور نہ کوئی نفسانی راحت ان کی زندگی سے وابستہ ہے۔ پس یہ ان کی بڑی غلطی ہے کہ جو انہوں نے بشیر احمد کی وفات پر خوشی ظاہر کی اور بغلیں بجائیں۔ انہیں یقیناً یاد رکھنا چاہئے کہ اگر ہماری اتنی اولاد ہو جس قدر درختوں کے تمام دنیا میں پتے ہیں او وہ سب فوت ہو جائیں تو ان کا مرنا ہماری سچی اور حقیقی لذت اور راحت میں کچھ خلل انداز نہیں ہو سکتا۔ ممیت کی محبت میت کی محبت سے اس قدر ہمارے دل پر زیادہ تر غالب ہے کہ اگر وہ محبوب حقیقی خوش ہو تو ہم خلیل اللہ کی طرح اپنے کسی پیارے بیٹے کو بدست خود ذبح کرنے کو تیار ہیں کیونکہ واقعی طور پر بجز اس ایک کے ہمارا کوئی پیارا نہیں۔ جَلَّ شَانُهٗ وَعَزَّ اِسْمُهٗ۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى اِحْسَانِهٖ۔ منہ

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 160 و 161 حاشیہ)

کامل انکشاف پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مصلح موعود کے متعلق نشاندہی:

اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

'' محمود جو میرا بڑا بیٹا ہے۔ اس کے پیدا ہونے کے بارے میں اشتہار دہم جولائی 1888ء میں اور نیز اشتہار یکم دسمبر 1888ء میں جو سبز رنگ کے کاغذ پر چھاپا گیا تھا۔ پیشگوئی کی گئی اور سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کا نام محمود رکھا جائے گا اور یہ اشتہار محمود کے پیدا ہونے کے سے پہلے ہی لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔ چنانچہ اب تک ہمارے مخالفوں کے گھروں میں صدہا یہ سبز رنگ اشتہار پڑے ہوئے ہوں گے اور ایسا ہی دہم جولائی 1888ء کے اشتہار بھی ہر ایک کے گھر میں موجود ہوں گے پھر جب کہ اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ پر پہنچ چکی۔ اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کوئی بھی فرقہ باقی نہ رہا جو اس سے بے خبر ہو۔ تب خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے 12 رجنوری 1889ء کو مطابق 9 رجمادی الاول 1306ھ میں بروز شنبہ محمود پیدا ہوا۔ اور اس کے پیدا ہونے کی میں نے اس اشتہار میں خبر دی ہے۔ جس کے عنوان پر تکمیل تبلیغ موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے جس میں بیعت کی دس شرائط مندرجہ ہیں اور اس کے صفحہ 4 میں یہ الہام پسر موعد کی نسبت ہے:

اے فخر رسل قرب تو معلومم شد

دیر آمدۂ ز راہ دور آمدۂ''

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 219)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مزید فرمایا:

'' ایسا ہی جب میرا پہلا لڑکا فوت ہو گیا تو نادان مولویوں اور اُن کے دوستوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں نے اس کے مرنے پر بہت خوشی ظاہر کی اور بار بار اُن کو کہا گیا کہ 20 فروری 1886ء میں یہ بھی ایک پیشگوئی ہے کہ بعض لڑکے فوت بھی ہوں گے۔ پس ضرور تھا کہ کوئی لڑکا خورد سالی میں فوت ہو جاتا تب

بھی وہ لوگ اعتراض سے باز نہ آئے۔ تب خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے لڑکے کی مجھے بشارت دی۔ چنانچہ میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے۔ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم ستمبر 1888ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ یہ ہے عبارت اشتہار سبز کے صفحہ سات کی جس کے مطابق جنوری 1889ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہٖ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے۔''

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد22 صفحہ 373 و374)

ایک اور مقام پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے جس کا نام محمود ہے۔ ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا جو مجھے کشفی طور پر اس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی اور میں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہوا یہ پایا کہ محمود۔ تب میں نے اس پیشگوئی کے شائع کرنے کیلئے سبز رنگ کے ورقوں پر ایک اشتہار چھاپا جس کی تاریخ اشاعت یکم دسمبر 1888ء ہے اور یہ اشتہار مؤرخہ یکم دسمبر 1888ء ہزاروں آدمیوں میں شائع کیا گیا۔ اب تک اس میں سے بہت سے اشتہارات میرے پاس موجود ہیں۔''

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد15 صفحہ 214)

''پھر ایک اور نشان یہ ہے جو یہ تین لڑکے جو موجود ہیں ہر ایک کے پیدا ہونے سے پہلے اس کے آنے کی خبر دی گئی ہے۔ چنانچہ محمود جو بڑا لڑکا ہے اس کی پیدائش کی نسبت اس سبز اشتہار میں صریح پیشگوئی معہ محمود کے نام کے موجود ہے جو پہلے کی وفات کے بارے میں شائع کیا گیا تھا۔ جو رسالہ کی طرح کئی ورقوں کا اشتہار سبز رنگ کے ورقوں پر ہے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد11 صفحہ 299)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیدائش مصلح موعود کے متعلق فرماتے ہیں:

''پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا۔ اور اس پیشگوئی کی اشاعت کیلئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کے میعاد میں پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے۔''

(سراج منیر روحانی خزائن جلد12 صفحہ 36)

''چونتیسواں نشان یہ ہے کہ میرا ایک لڑکا فوت ہوگیا تھا اور مخالفوں نے جیسا کہ ان کی عادت ہے اس لڑکے کے مرنے پر بڑی خوشی ظاہر کی تھی تب خدا نے مجھے بشارت دے کر فرمایا کہ اس کے عوض میں جلد ایک اور لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام محمود ہوگا اور اس کا نام ایک دیوار پر لکھا ہوا مجھے دکھایا گیا تب میں نے ایک سبز رنگ کا اشتہار میں ہزارہا موافقوں اور مخالفوں میں یہ پیشگوئی شائع کی اور ابھی 70 دن پہلے لڑکے کی موت پر نہیں گزرے تھے کہ یہ لڑکا پیدا ہوگیا اور اس کا نام محمود احمد رکھا گیا۔''

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد22 صفحہ 227)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ اور حضرت پیر منظور محمد رضی اللہ عنہ کے مطابق پیشگوئی مصلح موعود کا حقیقی مصداق:

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ کے دوران اور بعد میں مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد پورا وثوق اور یقین کامل رکھتے تھے کہ پسر موعود حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد ہی ہیں۔ چنانچہ پیر منظور محمد صاحب نے 10؍ستمبر 1913ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ:''مجھے آج حضرت اقدس (مسیح موعود) علیہ السلام کے اشتہارات کو پڑھ کر پتہ چل گیا ہے کہ پسر موعود میاں صاحب (حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد۔ ناقل) ہی ہیں۔'' اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

''ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور ان کا ادب کرتے ہیں۔''

حضرت پیر صاحب موصوف رضی اللہ عنہ نے یہی الفاظ لکھ کر تصدیق کیلئے پیش کئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے اپنے دست مبارک سے رقم فرمایا:'' یہ لفظ میں نے برادرم پیر منظور محمد سے کہے ہیں۔''

(دستخط) نورالدین

10؍دسمبر 1913ء

حضرت پیر صاحب رضی اللہ عنہ نے خلافت ثانیہ کے ابتدائی ایام میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے مصلح موعود ہونے کے بارہ میں'' پسر موعود'' کے نام سے ایک لاجواب رسالہ شائع کیا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی اس تحریر کو بھی چھاپ دیا۔''

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد9 صفحہ 485)

تقریر حضرت مولوی محمد احسن صاحبؓ:

''اور ان الہامات میں سے ایک یہ بھی الہام تھا کہ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ مَظْھَرُ الْحَقِّ وَالْعُلَآءِ...الخ جو اس حدیث کی پیشگوئی کے مطابق تھا جو مسیح موعود کے بارے میں ہے کہ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ۔ یعنی آپ علیہ السلام کے ہاں ولد صالح عظیم الشان پیدا ہوگا۔ چنانچہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب موجود ہیں۔ من جملہ ذریت طیبہ کے اس تھوڑی سے عمر میں جو خطبہ انہوں نے چند آیات قرآنی کی تفسیر میں بیان فرمایا اور سنایا ہے اور جس قدر معارف اور حقائق بیان کئے ہیں وہ بے نظیر ہیں۔ اب کوئی انہیں معمولی سمجھے اور کہے یہ تو کل کے بچے ہیں۔ ابھی ہمارے ہاتھوں میں پلے ہیں اور کھیلتے کودتے پھرتے تھے تو یاد رہے یہ فرعونی خیالات ہیں۔

پس جبکہ صدہا یہ الہام زور شور پورے ہوئے کہ جو الہام ذریت طیبہ کیلئے ہیں کیا وہ پورے نہ ہوں گے۔ کَلَّا وَحَاشَا ضرور پورے ہوں گے۔ اَیُّہَا الْاَحْبَابُ! ان الہامات پر بھی کامل ایمان ہونا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَکْفُرُ بِبَعْضٍ کی وعید میں کوئی آجائے۔ نعوذ باللہ خصوصاً ایسی حالت میں کہ آثار ان الہامات کے پورے ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم سے ہماری کل جماعت کے وہ امام ہیں اور انہوں نے تھوڑے ہی عرصہ میں ایسی غیر معمولی ترقی کی ہے جیسے کہ الہام میں تھی اور میں نے تو ارہاص کے طور پر یہ سب ارشاد مشاہدہ کئے ہیں اس لئے میں مان چکا ہوں کہ یہی وہ فرزند ارجمند ہیں جن کا نام محمد احمد سبز اشتہار میں موجود ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر مطبوعہ 26؍جنوری 1911ء صفحہ 2 تا 4)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا دعویٰ مصلح موعود:

''گو میں پہلے بھی مختلف مقامات پر اس کا اعلان کرچکا ہوں مگر اب جبکہ ساری جماعت یہاں جمع ہے میں اس کے سامنے ایک بار پھر یہ اعلان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے اذن اور اسی کے انکشاف کے ماتحت میں اس امر کا اقرار کرتا ہوں کہ وہ مصلح موعود جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے ماتحت دنیا میں آنا تھا اور جس کے متعلق یہ مقدر تھا کہ وہ اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پھیلائے گا اور اس کا وجود خدا تعالیٰ کے جلالی نشانات کا حامل ہوگا وہ میں ہی ہوں اور میرے ذریعہ ہی وہ پیشگوئیاں پوری ہوئی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک موعود بیٹے کے متعلق فرمائی تھیں یاد رہے کہ میں کسی خوبی کا اپنے لئے دعوے دار نہیں ہوں۔ میں فقط خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک نشان ہوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے ہتھیار بنایا ہے اس سے زیادہ نہ مجھے کوئی دعویٰ ہے نہ مجھے کسی دعویٰ میں خوشی ہے۔ میری ساری خوشی اسی میں ہے کہ میری خاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھیتی میں کھاد کے طور پر کام آجائے اور اللہ تعالیٰ مجھ پر راضی ہو جائے۔ اور میرا خاتمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے قیام کی کوشش پر ہو۔''

(''الموعود'' تقریر حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرمودہ 28 دسمبر 1944ء بمقام قادیان صفحہ 66 تا 68)

دعویٰ مصلح موعود کے متعلق آپؓ کا حلفیہ اعلان:

''میں کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور مجھے ہی اللہ تعالیٰ نے ان پیشگوئیوں کا مورد بنایا ہے جو ایک آنے والے موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائیں۔ جو شخص سمجھتا ہے کہ میں نے افترا سے کام لیا ہے یا اس بارہ میں جھوٹ اور کذب بیانی کا ارتکاب کیا ہے وہ آئے اور اس معاملہ میں میرے ساتھ مباہلہ کرلے اور یا پھر وہ اللہ تعالیٰ کی مؤکد بعذاب قسم کھا کر اعلان کردے کہ اسے خدا نے کہا ہے کہ میں جھوٹ سے کام لے رہا ہوں پھر اللہ تعالیٰ خود بخود اپنے آسمانی نشانات سے فیصلہ فرما دے گا کہ کون کاذب ہے اور کون صادق.........غرض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رحم سے وہ پیشگوئی جس کے پورا ہونے کا ایک لمبے عرصہ سے انتظار کیا جا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق اپنے الہام اور اعلام کے ذریعہ مجھے بتادیا ہے کہ وہ پیشگوئی میرے وجود میں پوری ہوچکی ہے اور اب دشمنانِ اسلام پر خدا تعالیٰ نے کامل حجت کردی ہے اور ان پر یہ امر واضح کردیا ہے کہ اسلام خدا تعالیٰ کا سچا مذہب، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے سچے رسول اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کے سچے فرستادہ ہیں۔ جھوٹے ہیں وہ لوگ جو اسلام کو جھوٹا کہتے ہیں کاذب ہیں وہ لوگ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کاذب کہتے ہیں۔ خدا نے اس عظیم الشان پیشگوئی کے ذریعہ اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت لوگوں کے سامنے پیش کردیا ہے۔''

(''الموعود'' تقریر حضرت مصلح الموعود رضی اللہ عنہ صفحہ 207 تا 209)

پیشگوئی مصلح موعود میں مذکور علامات کا ظہور

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''پہلی پیشگوئی یہ کی گئی تھی کہ وہ علوم ظاہری سے پُر کیا جائے گا۔ اس پیشگوئی کا مفہوم یہ ہے کہ وہ علم ظاہری سیکھے گا نہیں بلکہ خدا کی طرف سے اسے یہ علوم سکھائے جائیں گے یہ امر یاد رکھنا چاہیے کہ یہاں یہ نہیں کہا گیا کہ وہ علوم ظاہری میں خوب مہارت رکھتا ہو گا بلکہ الفاظ یہ ہیں کہ وہ علوم ظاہری سے پُر کیا جائے گا۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ کوئی اور طاقت اسے یہ علوم ظاہری سکھائے گی۔ اس کی اپنی کوشش اور محنت اور جدوجہد کا اس میں دخل نہیں ہوگا۔ یہاں علوم ظاہری سے مراد حساب اور سائنس وغیرہ علوم نہیں ہو سکتے

کیونکہ یہاں ’’پُر کیا جائے گا‘‘ کے الفاظ ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے یہ علوم سکھائے جائیں گے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے سائنس اور حساب اور جغرافیہ وغیرہ علوم نہیں سکھائے جاتے بلکہ دین اور قرآن سکھلایا جاتا ہے۔ پس پیشگوئی کے ان الفاظ کا کہ وہ علوم ظاہری سے پُر کیا جائیگا یہ مفہوم ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے علوم دینیہ اور قرآنیہ سکھلائے جائیں گے اور خدا خود اس کا معلم ہوگا۔‘‘

(’’الموعود‘‘ تقریر حضرت مصلح الموعود رضی اللہ عنہ صفحہ 76)

مزید علامات کا ذکر کرتے ہوئےحضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’وہ علم جو خدا نے مجھے عطا فرمایا اور وہ چشمۂ روحانی جو میرے سینہ میں پھوٹا وہ خیالی یا قیاسی نہیں ہے بلکہ ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ میں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس دنیا کے پردہ پر کوئی شخص ایسا ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے قرآن سکھایا گیا ہے تو میں ہر وقت اس سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن میں جانتا ہوں آج دنیا کے پردہ پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا گیا ہو خدا نے مجھے علم قرآن بخشا ہے اور اس زمانہ میں اس نے قرآن سکھانے کے لئے مجھے دنیا کا استاد مقرر کیا ہے خدا نے مجھے اس غرض کے لئے کھڑا کیا ہے کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں۔ اور اسلام کے مقابلہ میں دنیا کے تمام باطل ادیان کو ہمیشہ کی شکست دے دوں۔ دنیا زور لگالے وہ اپنی تمام طاقتوں اور جمعیتوں کو اکٹھا کر لے عیسائی بادشاہ بھی اور ان کی حکومتیں بھی مل جائیں یورپ بھی اور امریکہ بھی اکٹھا ہو جائے۔ دنیا کی تمام بڑی بڑی مالدار اور طاقت ور قومیں اکٹھی ہو جائیں اور وہ مجھے اس مقصد میں ناکام کرنے کے لئے متحد ہو جائیں۔ پھر بھی میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں ناکام رہیں گی اور خدا میری دعاؤں اور تدابیر کے سامنے ان کے تمام منصوبوں اور مکروں اور فریبوں کو ملیا میٹ کر دے گا اور خدا میرے ذریعہ سے یا میرے شاگردوں اور اتباع کے ذریعہ سے اس پیشگوئی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے طفیل اور صدقے اسلام کی عزت کو قائم کرے گا۔ اور اس وقت تک دنیا کو نہیں چھوڑے گا۔ جب تک اسلام پھر اپنی پوری شان کے ساتھ دنیا میں قائم نہ ہو جائے اور جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر دنیا کا زندہ نبی تسلیم نہ کر لیا جائے۔‘‘

(’’الموعود‘‘ تقریر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ صفحہ 210 تا 212)

’’دوسری خبر اس پیشگوئی میں یہ دی گئی تھی کہ وہ باطنی علوم سے پر کیا جائے گا۔ باطنی علوم سے مراد وہ علوم مخصوصہ ہیں جو خدا تعالیٰ سے خاص ہیں جیسے علم غیب ہے جسے وہ اپنے ایسے بندوں پر ظاہر کرتا ہے جن کو وہ دنیا میں کوئی خاص خدمت سپرد کرتا ہے تا کہ خدا تعالیٰ سے ان کا تعلق ظاہر ہو اور وہ ان کے ذریعہ سے لوگوں کے ایمان تازہ کر سکیں سو اس شق میں بھی اللہ تعالیٰ نے مجھ پر خاص عنایت فرمائی ہے اور سینکڑوں خوابیں اور الہام مجھے ہوئے ہیں جو علوم غیب پر مشتمل ہیں۔‘‘

(’’الموعود‘‘ تقریر حضرت مصلح الموعود رضی اللہ عنہ صفحہ 99)

’’تیسری پیشگوئی یہ کی گئی تھی کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور اسلام کی تبلیغ اس کے ذریعہ سے مختلف ملکوں میں ہوگی۔ یہ پیشگوئی بھی ایسے رنگ میں پوری ہوئی ہے کہ دشمن سے دشمن بھی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔

اس طرح میرے ذریعہ اسلام اور احمدیت کی جو تبلیغ ہوئی ہے وہ ساری دنیا پر حاوی ہو جاتی ہے ان میں سے کئی مقامات ایسے ہیں جہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی بری جماعتیں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ انگلستان میں ہماری بڑی جماعت ہے۔ اسی طرح اٹلی میں بھی جماعت کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ ہنگری میں بھی جماعت کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ عراق میں بھی جماعت کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ فلسطین میں بھی نہایت اعلیٰ درجہ کا اخلاص رکھنے والی جماعت پائی جاتی ہے۔ وہ لوگ اپنا رسالہ نکالتے اور عربی ممالک میں تبلیغ احمدیت کا کام بڑے جوش اور اخلاص کے ساتھ سرانجام دیتے ہیں۔ اسی طرح مصر میں بھی ہماری جماعت پائی جاتی ہے اور اب تو سوڈان اور ایبے سینیا میں بھی ایک ایک دو دو احمدی خدا تعالیٰ کے فضل سے پیدا ہو گئے ہیں۔ ویسٹ افریقہ میں تو ہماری اتنی بڑی جماعت قائم ہے کہ اس کی تعداد 75 ہزار کے قریب پہنچ گئی ہے۔ غرض دنیا کے چاروں کونوں میں احمدیت میرے زمانہ میں اور میرے ذریعہ سے پھیلی اور ہزار ہا لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام سے آشنا نہ تھے، جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے آشنا نہ تھے، جو اسلام کے دشمن، عیسائی مذہب کے پیرو یا بت پرست تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو میرے ذریعہ سے اسلام میں داخل کیا اور اس طرح مجھے اس پیشگوئی کو پورا کرنے والا بنایا جو مصلح موعود کے متعلق کی گئی تھی کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔‘‘

(’’الموعود‘‘ تقریر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ صفحہ 147۔150۔151)

’’ایک پیشگوئی یہ کی گئی تھی کہ وہ اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کو بھی میرے ذریعہ سے پورا کیا۔ اوّل تو اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے اُن قوموں کو ہدایت دی جن کی طرف مسلمانوں کو کوئی توجہ ہی نہیں تھی۔ اور وہ نہایت ذلیل اور پست حالت میں تھیں۔ وہ اسیروں کی سی زندگی بسر کرتی تھیں۔ نہ ان میں تعلیم پائی جاتی تھی نہ ان کا تمدن اعلیٰ درجے کا تھا نہ ان کی تربیت کا کوئی سامان تھا جیسے افریقن علاقے ہیں کہ ان کو دنیا نے الگ پھینکا ہوا تھا اور وہ صرف بیگار اور خدمت کے کام آتے تھے ابھی مغربی افریقہ کے ایک نمائندہ آپ لوگوں کے سامنے پیش ہو چکے ہیں اس ملک کے بعض لوگ تو تعلیمیافتہ ہیں لیکن اندرون ملک میں کثرت سے ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو کپڑے تک نہیں پہنتے تھے اور ننگے پھرا کرتے تھے ایسے وحشی لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے ذریعہ ہزار ہا لوگ اسلام میں داخل ہوئے وہاں کثرت سے عیسائیت کی تعلیم پھیل رہی تھی اور اب بھی بعض علاقوں میں عیسائیوں کا غلبہ ہے لیکن میری ہدایت کے ماتحت ان علاقوں میں ہمارے مبلغ گئے اور انہوں نے ہزاروں لوگ مشرکوں میں سے مسلمان کئے اور ہزاروں لوگ عیسائیت میں سے کھینچ کر اسلام کی طرف لے آئے۔ اس کا عیسائیوں پر اس قدر اثر ہے کہ انگلستان میں پادریوں کی ایک بہت بڑی انجمن ہے جو شاہی اختیارات رکھتی ہے اور گورنمنٹ کی طرف سے عیسائیت کی تبلیغ اور اس کی نگرانی کیلئے مقرر ہے اس نے ایک کمیشن اس غرض کے لئے مقرر کیا تھا کہ وہ اس امر کے متعلق رپورٹ کرے کہ مغربی افریقہ میں عیسائیت کی ترقی کیوں رُک گئی ہے اس کمیشن نے اپنی انجمن کے سامنے جو رپورٹ پیش کی اس میں درجن سے زیادہ جگہ احمدیت کا ذکر آتا ہے اور لکھا ہے کہ اس جماعت نے عیسائیت کی ترقی کو روک دیا ہے۔ غرض مغربی افریقہ اور امریکہ دونوں ملکوں میں حبشی قومیں کثرت سے اسلام لا رہی ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان قوموں میں تبلیغ کا موقع عطا فرما کر مجھے ان اسیروں کا رستگار بنایا اور ان کی زندگی کا معیار بلند کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

پھر اسیروں کی رُستگاری کے لحاظ سے کشمیر کا واقعہ بھی اس پیشگوئی کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت ہے اور ہر شخص جو ان واقعات پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرے یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ہی کشمیریوں کی رُستگاری کے سامان پیدا کئے اور ان کے دشمنوں کو شکست دی۔‘‘

(’’الموعود‘‘ تقریر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ صفحہ 155-156)

’’پانچویں خبر یہ دی گئی تھی کہ اس کا نزول جلال الٰہی کے ظہور کے موجب ہوگا یہ خبر بھی میرے زمانہ میں ہی پوری ہوئی۔ چنانچہ میرے خلاف متمکن ہوتے ہی پہلی جنگ ہوئی اور اب دوسری جنگ شروع ہے جس سے جلال الٰہی کا دنیا میں ظہور ہو رہا ہے شاید کوئی شخص کہہ دے کہ اس وقت لاکھوں کروڑوں لوگ زندہ ہیں اگر ان لڑائیوں کو تم اپنی صداقت میں پیش کر سکتے ہو تو اس طرح ہر زندہ شخص ان کو اپنی تائید میں پیش کر سکتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ یہ جنگیں میری صداقت کی علامت ہیں۔

اس کے متعلق میرا جواب یہ ہے کہ اگر اُن لاکھوں کروڑوں لوگوں کو جو اِس وقت زندہ ہیں ان جنگوں کی خبریں دی گئی ہیں تو یہ ہر زندہ شخص کی علامت بن سکتی ہیں اور اگر اُن کو اِن لڑائیوں کی خبریں نہیں دی گئیں تو پھر جس کو اِن جنگوں کی تفصیل بتائی گئی ہے اسی کے متعلق جلال الٰہی کا یہ ظہور کہا جائے گا۔‘‘

(’’الموعود‘‘ تقریر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ صفحہ 177)

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے درجات روحانی بلند سے بلندتر فرماتا رہے اور ہمیں آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے علوم ظاہری و باطنی حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ان سے تمام دنیا کو مستفیض کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (ادارہ)

☆☆☆☆☆

M/S ALLIA EARTH MOVERS

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300,200.

Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis

Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221

Tel.: 0671 - 2112266,Mob: 9437078266/ 9437032266/ 9438332026/943738063

2 Bed Rooms Flat

Independant House,All Facilities Available

Attach Toilet/ Bath Rooms/ Kitchen/ Drawing Hall

Area Statement (In Sft.) Ground Floor-936, First Floor-936

at Qadian Near Jalsa Gah

Contact : Deco Builders

Shop No, 16, EMR Complex

Opp.Ramakrishna Studio, Nacharam

Hyderabad-76, (A.P.) INDIA

Ph. 040-27172202

Mob: 09849128919

09848209333

09849051866

09290657807

حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت کے چند حسین پہلو

.................(عبدالمومن راشد استاذ جامعہ احمدیہ قادیان).................

الٰہی نوشتوں میں ہزاروں سال قبل مصلح موعود کی آمد کی پیش خبریائی پائی جانے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور آپؐ کے ظلّ کامل مسیح آخرالزمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مصلح موعود کی بشارت دی اور فرمایا:

''سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا ایک ذکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہوگا۔

چنانچہ الٰہی وعدوں کے عین مطابق حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب ۱۲/جنوری ۱۸۸۹ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔

قرب الٰہی اور تعلق باللہ:

آپ کی عمر ابھی پندرہ-سولہ سال کی تھی جب آپ کو پہلا عربی الہام ہوا۔ آپؓ فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی جبکہ خلافت کا کوئی سوال بھی ذہن میں پیدا نہیں ہوسکتا تھا۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ یعنی وہ لوگ جو تجھ پر ایمان لائیں گے اُن لوگوں پر جو تیرے مخالف ہوں گے قیامت تک غالب رہیں گے۔ یہ الہام مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سنایا اور آپ نے اسے لکھ لیا۔

(انوارالعلوم صفحہ ۵۸۰)

ایک اور رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں:

آپ کو رؤیا میں الہاموں کی ایک کاپی دکھائی گئی جس کی نسبت کسی نے کہا کہ یہ حضرت صاحب کے الہاموں کی کاپی ہے اور اس میں جلی حروف میں لکھا ہے عَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ (سورۃ بقرہ ۲۱۷) ممکن ہے تم ایک بات کو ناپسند کرو لیکن وہ تمہارے لئے خیر کا موجب ہو۔ اس کے بعد نظارہ بدل گیا اور دیکھا کہ ایک مسجد ہے اُس کے متولی کے برخلاف لوگوں نے ہنگامہ کیا ہے اور آپ نے ہنگامہ کرنے والوں میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ اگر مَیں تمہارے ساتھ ملوں گا تو مجھ سے شہزادہ خفا ہو جائے گا۔ جب صبح ہوئی۔ آپ نے یہ خواب حضرت مسیح موعودؑ کو سنایا۔ تو حضور بہت متفکر ہوئے اور فرمایا مسجد سے مراد تو جماعت ہوتی ہے۔ شاید میری جماعت کے کچھ لوگ میری مخالفت کریں۔ یہ رؤیا مجھے لکھو اور چنانچہ حضرت اقدس نے اپنی الہاموں والی کاپی میں نوٹ فرمالیا۔ (برکات خلافت ۳۴-۳۷)

۱۹۰۷ء کے مبارک سال میں فرشتے نے آپ کو رویاء میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر سکھائی۔ آپ فرماتے ہیں:

''مَیں نے دیکھا کہ مَیں ایک جگہ کھڑا ہوں۔ مشرق کی طرف میرا منہ ہے کہ آسمان پر سے مجھے ایسی آواز آئی جیسے گھنٹی بجتی ہے یا پیتل کا کٹورہ ہو اور اسے ٹھکوریں تو اُس میں سے باریک سی ٹن کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ پھر میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ آواز پھیلنی اور بلند ہونی شروع ہوئی یہاں تک کہ تمام جوّ میں پھیل گئی۔ اس کے بعد میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ آواز متشکل ہو کر تصویر کا چوکھٹا بن گئی پھر اس چوکھٹے میں حرکت پیدا ہونی شروع ہوئی اور اُس میں ایک نہایت ہی حسین اور خوبصورت وجود کی تصویر آنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد وہ تصویر ہلنی شروع ہوئی اور پھر یکدم اُس میں سے کود کر ایک وجود میرے سامنے آگیا اور کہنے لگا کہ میں خدا کا فرشتہ ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ میں تمہیں سورہ فاتحہ کی تفسیر سکھاؤں۔ مَیں نے کہا سکھاؤ۔ وہ سکھاتا گیا، سکھاتا گیا یہاں تک کہ جب وہ ایاک نعبدو ایاک نستعین تک پہنچا تو کہنے لگا۔ آج تک جس قدر مفسرین گذرے ہیں۔ اُن سب نے یہیں تک تفسیر کی ہے۔ لیکن مَیں تمہیں آگے بھی سکھانا چاہتا ہوں۔ مَیں نے کہا سکھاؤ۔ چنانچہ وہ سکھاتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ ساری سورہ فاتحہ کی تفسیر اُس نے مجھے سکھادی۔

جب میری آنکھ کھلی تو اُس وقت فرشتہ کی سکھائی ہوئی باتوں میں سے کچھ باتیں مجھے یاد تھیں۔ مگر مَیں نے اُن کو نوٹ نہ کیا۔ دوسرے دن حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ سے مَیں نے اس رؤیا کا ذکر کیا اور یہ بھی کہا کہ مجھے کچھ باتیں یاد تھیں مگر میں نے ان کو نوٹ نہ کیا اور اب وہ میرے ذہن سے اُتر گئی ہیں۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ پیار سے فرمانے لگے کہ آپ ہی تمام علم لے لیا کچھ یاد رکھتے تو ہمیں بھی سُناتے۔

یہ رؤیا اصل میں اِس حقیقت کی طرف اشارہ کررہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے بیج کے طور پر میرے دل اور دماغ میں قرآنی علم کا ایک خزانہ رکھ دیا ہے۔ چنانچہ وہ دن گیا اور آج کا دن آیا کبھی کسی ایک موقعہ پر بھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے سورہ فاتحہ پر غور کیا ہو یا اُس کے متعلق کوئی مضمون بیان کیا ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نئے سے نئے معارف اور نئے سے نئے علوم مجھے عطا نہ فرمائے گئے ہوں۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے قرآن کریم کے تمام مشکل مضامین مجھ پر حل کردیئے ہیں۔ (انوارالعلوم صفحہ ۵۱۷)

اسی طرح تذکرہ طبع چہارم صفحہ ۴۵۸ میں ایک خواب کا ذکر ہے کہ ۲۸/اپریل ۱۹۰۵ء کو حضرت صاحبزادہ صاحب نے خواب میں دیکھا کہ حضرت اقدس کو اِنّی مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیکَ بَغْتَۃً الہام ہوا ہے۔ صبح اُٹھ کر ذکر کیا تو معلوم ہوا بے شک الہام ہوا ہے۔

یہ چند خوابیں رؤیا اور الہامات آپ کی عین جوانی کے وقت کی ہیں۔ جو آپ پر عائد ہوننے والی عظیم ذمہ داریوں اور فرائض جلیلہ پر روشنی ڈالنے کے ساتھ ساتھ آپ کے روشن اور تابناک مستقبل کی نشاندہی کرتی ہیں اور ایک سلیم الطبع اور نیک طینت انسان اس امر کا بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ آپ کا مقدس وجود کتب سابقہ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق تھا اور آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام

''اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے''

کے ایک ایک لفظ کے مصداق ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال اور آپ کا حسین نمونہ

حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر کا بیان ہے کہ

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے وقت لوگوں کے ہوش وحواس پر اثر تھا اور جماعت احمدیہ کو بے انتہاء صدمہ تھا۔'' (تاریخ احمدیت جلد ۳ صفحہ ۱۷۸)

اس وقت کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں:

''اس طرح بعض اور لوگ مجھے پریشان حال دکھائی دیئے اور مَیں نے اُن کو یہ کہتے سنا کہ اب جماعت کا کیا حال ہوگا۔ تو مجھے یاد ہے۔ گو مَیں اس وقت ۱۹ سال کا تھا مگر مَیں نے اُسی جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سِرہانے کھڑے ہو کر کہا کہ- اے خدا! مَیں تجھ کو حاضر ناظر جان کر تجھ سے سچے دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ تو نے نازل فرمایا ہے۔ مَیں اُس کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلاؤں گا۔

یہ ایک مقدس عہد تھا جو آپ نے اپنے رب سے کیا پھر تا زندگی پوری وفا اور ہمّت کے ساتھ اس پر قائم رہے۔ دنیا بھر میں پھیلے احمدی نوجوانوں کے لئے یہ عہد مشعل راہ ہے۔

انتخاب خلافت کے وقت آپ کی رائے

قرآن شریف کی سورہ نور کی آیت ۵۶ اور حدیث نبوی ﷺ ''ثم تکون خلافۃ علی منھاج النبوۃ'' کے معین الفاظ میں بشارتوں کے عین مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر جماعت احمدیہ کے اکثر احباب اور صدر انجمن احمدیہ کے سرکردہ ممبران نے حضرت مولانا حکیم نورالدین رضی اللہ عنہ کے حق میں رائے دی کہ انہیں خلیفہ ہونا چاہیئے۔ مکرم خواجہ کمال الدین کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات سے دو چار روز پہلے اللہ تعالیٰ نے رؤیا میں یہ دکھایا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد حضرت حکیم نورالدینؓ آپ کے جانشین ہونگے۔ اکثر احباب جماعت کے اتفاق رائے ہونے کے باوجود ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض سرکردہ اور دنیاوی تعلیم سے آراستہ احباب نظام خلافت کے بجائے جمہوری نظام کو سلسلہ احمدیہ میں رائج کرنے کے خواہشمند تھے اور جمہوریت کے نام پر ذاتی اقتدار کا قائم کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ ایسے نازک موقعہ پر مولوی محمد احسن صاحبؓ نے نظام خلافت کے قیام کے بارے میں آپ سے بھی مشورہ لینے کے لئے کہا۔ جب آپ سے اس سلسلے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے برجستہ اور بلا توقف خلافت کے حق میں اپنی رائے دی اور فرمایا:

''حضرت مولانا (حکیم نورالدینؓ) سے بڑھ کر کوئی نہیں اور خلیفہ ضرور ہونا چاہیئے اور حضرت مولانا ہی خلیفہ ہونے چاہئیں۔ ورنہ اختلافات کا اندیشہ ہے اور حضرت اقدس کا الہام ہے کہ اِس جماعت کے دو گروہ ہونگے۔ ایک طرف خدا ہوگا۔'' (اصحاب احمد جلد ۲ نمبر ۵۸۹)

اس وقت تو احباب جماعت نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے ہاتھ پر بیعت کر کے عہد کی تجدید کی لیکن جو لوگ جمہوریت کی باتیں کرتے تھے یا بلفظ دیگر در پردہ اقتدار کے حصول میں کوشاں تھے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے پندرہ دن بعد ہی خلیفہ کے اختیارات کے متعلق نہ صرف کانا پھوسی شروع کردی بلکہ کھلے عام سوال کرنے شروع کردیئے۔

حضرت مصلح موعودؓ قرآن وحدیث کی روشنی میں نظام خلافت پر کامل یقین رکھتے تھے اور اسلام و احمدیت کا احیائے نو نظام خلافت سے وابستہ سمجھتے تھے اس لئے آپ نے ہر ایسے موقعہ پر جہاں نظام خلافت کے خلاف کوئی آواز اٹھی یا کسی نے سوال کیا۔ خداداد صلاحیتوں سے ایسا جواب دیا کرتے جس سے سائل انگشت بدنداں رہ جاتا۔ چنانچہ آپ ایک ایسے موقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کو ابھی پندرہ دن بھی نہ گذرے تھے کہ خواجہ صاحب (خواجہ کمال الدین صاحب) نے مولوی محمد علی صاحب کی موجودگی میں مجھ سے سوال کیا کہ میاں صاحب آپ کا خلیفہ کے اختیارات کے متعلق کیا خیال ہے۔ مَیں نے کہا اختیارات کے فیصلہ کا وہ وقت تھا جب کہ ابھی بیعت نہیں ہوئی تھی۔ جبکہ حضرت خلیفہ اوّل نے صاف صاف کہہ دیا کہ بیعت کے بعد تم کو پوری پوری اطاعت کرنی ہوگی اور اس تقریر کو سن کر ہم نے بیعت کی تو اب آقا کے اختیار مقرر کرنے کا حق غلاموں کو کب حاصل ہے؟ میرے اس جواب کو سن کر خواجہ صاحب بات کا رخ بدل گئے اور کہا بات تو ٹھیک ہے میں نے یونہی علمی طور پر بات دریافت کی تھی اور ترکوں کی خلافت کا حوالہ دے کر کہا کہ چونکہ آج کل لوگوں میں اس کے متعلق بحث شروع ہے۔ اس لئے مَیں نے بھی آپ سے اس کا ذکر دیا۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ آپ کی کیا رائے ہے اور اس پر ہماری گفتگو ختم ہوگئی۔ لیکن اس سے بہرحال مجھ پر ان کا عندیہ ظاہر ہوگیا اور مَیں نے سمجھ لیا کہ ان لوگوں کے دلوں میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ

کا کوئی ادب اور احترام نہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح خلافت کے اس طریق کو مٹا دیں جو ہمارے سلسلہ میں جاری ہوا ہے۔"

(اختلافات سلسلہ کی تاریخ کے صحیح حالات صفحہ ۱۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جانشین

خلیفہ یا انجمن

خلافت قائم ہوئے ابھی ایک سال ہی گزرا تھا کہ جماعت میں منظم طریق پر خلافت کے وقار اور مقام کو گرانے کی کوششیں تیز ہوگئیں۔ ایسی صورت حال کے پیش نظر حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ نے مقام خلافت سے متعلق کو تین سوال حضور خلیفہ اوّلؓ کی خدمت میں بھجوائے وہ یہ ہیں۔

۱-صدر انجمن احمدیہ کے تعلقات اس زمانہ میں خلافت کے منصب پر بیٹھنے والے (یعنی خلیفہ) کے ساتھ کیسے ہیں اور کیسے ہونگے یعنی آپس میں کیا فرق ہے اور ہوگا؟

۲-خلیفہ...بطور خود اشاعت اسلام وغیرہ و جماعت احمدیہ کی مدّات کا انتظام کر سکتا ہے یا نہیں؟

۳-خلیفہ کے حکم صدر انجمن مسترد کر سکتی ہے یا نہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے ہر سہ سوالات سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے کو بغرض جواب بھجوا دیئے۔ ان کے جو جوابات موصوف نے دیئے وہ یہ ہیں:

۱-اس وقت خلافت کے منصب پر بیٹھنے والا صدر انجمن احمدیہ کا صدر ہے یعنی جس شخص کو حضرت صاحب نے مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ کا میر مجلس منتخب فرمایا تھا۔ اسی کو ساری قوم نے اتفاق کے ساتھ خلیفہ منتخب کیا ہے۔ پس وہ اور صدر انجمن احمدیہ ایک ہی چیز ہیں۔ آئندہ جیسا خلیفہ ہوگا ویسے ہی اس کے ساتھ تعلقات ہونگے اس کو علم غیب کوئی نہیں جانتا لیکن حضرت صاحب کی وصیت سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ خلیفہ کا کوئی فرد واحد ہونا ضروری ہے۔ گو بعض صورتوں میں ایسا ہو سکتا ہے جیسا کہ اب ہے بلکہ حضرت صاحب نے انجمن کو اپنا خلیفہ بنایا ہے اور یہ ضروری نہیں کہ خلیفہ ایک شخص ہو بلکہ ایک جماعت بھی ہو سکتی ہے اور اس واسطے بھی ہے کہ انجمن کے واسطے حضرت اقدس نے دعا کی ہے کہ ایسے امین ہمیشہ اس سلسلہ کو ہاتھ آتے رہیں جو خدا کے لئے کام کریں اور خاص طور پر اس امانت کے قابل کسی ایک فرد واحد کو سمجھا ہے تو وہ حضرت مولوی نورالدین صاحب ہی ہیں۔

۲-انجمن کو ایک مامور من اللہ نے الہام الٰہی کے مطابق قائم کیا ہے۔ اگر کوئی خلیفہ مامور من اللہ ہو تو وہ مطابق منشا الٰہی اس میں جو چاہے گا تفسیر کر سکے گا۔ دوسرے کے واسطے جائز نہیں۔

۳-حضرت صاحب نے جائیدادوں اور مالوں اور مکانوں کا صرف محافظ ہی نہیں بنایا بلکہ ان کا مالک بھی قرار دیا ہے۔ ہاں صرف یہ روک ہے کہ اس انجمن کا کوئی ممبر کسی جائیداد یا مال کو اپنے ذاتی اغراض میں خرچ نہیں کر سکتا اور نہ ہی خود انجمن سوائے اغراض سلسلہ کے کسی طرح پر خرچ کر سکتی ہے۔

(حقیقت اختلاف صفحہ ۳۹-۴۰)

ان جوابات کو پڑھنے کے بعد حضرت خلیفہ اوّلؓ نے مندرجہ تینوں سوالات ایسے ۴۰ آدمیوں کے پاس بھجوانے کی ہدایت فرمائی جو جماعت میں نمائندہ حیثیت کے مالک ہوں اور یہ بھی ارشاد فرمایا یہ نمائندے ۳۱ رجنوری ۱۹۰۹ء کے دن بغرض مشورہ جمع بھی ہوں۔

ان سوالات کے جوابات ہر ایک نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق دیئے لیکن ممبران انجمن میں سے خواجہ کمال الدین، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب، شیخ رحمت اللہ صاحب اور ڈاکٹر سیّد محمد حسین شاہ صاحب نے جو جواب لکھا وہ مولوی محمد علی صاحب کے جواب و منشاء کے مطابق تھا۔

مذکورہ بالا سوالنامہ جب آپؓ کے پاس پہنچا تو آپ اسے پڑھ کر بہت فکرمند ہوئے۔ فطری سعادت مندی کی وجہ سے آپ نے جواب لکھنے سے پہلے عاجزی اور تضرع کے ساتھ دعا کی اور مولا کریم سے راہنمائی چاہی۔ کئی دن تک آپ دعا کرتے رہے لیکن ان کا جواب نہ لکھ سکے۔ ایک دن اللہ کی طرف سے آپ کی زبان مبارک پر یہ آیت جاری ہوئی۔

"قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ"

اس آیت سے آپ کو یہ تفہیم ہوئی کہ جو لوگ خلافت احمدیہ کے خلاف ہیں ان کو خداوند تعالیٰ کی طرف سے کہہ دو کہ یورپ کی تقلید میں کامیابی اور فلاح نہیں۔ یہ دینی سلسلہ ہے اس لئے جس طرح خدا تعالیٰ کے نبیوں کے خلیفے ہوتے رہے ہیں۔ اسی طرح یہاں بھی خلافت ہی ہوگی لیکن اگر وہ باز نہیں آئیں گے تو خدا کو ان کی کوئی پرواہ نہیں۔ کامیابی اسی میں ہے کہ وہ خدا کے حضور گر جائیں اور زاری کریں۔ اگر وہ ایسا نہیں کرینگے تو خدا کا عذاب موجود ہے۔ غرض اس طرح سے جب خدا نے آپ پر حقیقت واضح کر دی تو آپ نے اپنی رائے لکھ کر بھیج دی کہ

"خلیفہ انجمن پر حاکم ہے نہ کہ انجمن خلیفہ پر"

(اختلافات سلسلہ کی تاریخ کے صحیح حالات صفحہ ۲۳)

حضورؓ کے ارشاد پر ۳۱ رجنوری ۱۹۰۹ء کو چالیس نمائندگان کے بجائے دواڑھائی سو افراد مسجد مبارک میں جمع ہوگئے۔ اس موقعہ پر آپؓ نے نہایت موثر اور دل ہلا دینے والا خطاب فرمایا۔ آپؓ نے فرمایا تم نے اپنے عمل سے مجھے اتنا دکھ دیا ہے کہ میں اس حصہ مسجد میں بھی کھڑا نہیں ہوا۔ جو تم لوگوں کا بنایا ہوا ہے۔ بلکہ میں اپنے مرزا کی مسجد میں کھڑا ہوں.....میرا فیصلہ ہے کہ قوم اور انجمن دونوں کا خلیفہ مطاع ہے اور یہ دونوں خادم ہیں۔ انجمن مشیر ہے۔ اس کا رکھنا خلیفہ کے لئے ضروری ہے۔ جس نے یہ لکھا ہے کہ خلیفہ کا کام بیعت لینا ہے اصل حاکم انجمن ہے۔ وہ توبہ کرے خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ اگر اس جماعت میں سے کوئی تجھے چھوڑ کر مرتد ہو جائے گا تو میں اُس کے بدلے تجھے ایک جماعت دونگا۔

اپنے اس خطاب کے بعد آپ نے خواجہ کمال الدین صاحب، مولوی محمد علی صاحب اور ایک دو اور احمدیوں سے فرمایا کہ اِس فتنے کے بانی ہونے کی بناء پر آپ لوگ دوبارہ بیعت کرلیں۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ کو بھی تجدید بیعت کرنے کا ارشاد فرمایا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی یہ سمجھ لیا تھا کہ یہ عام بیعت ہے لہٰذا بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا مگر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے آپ کے ہاتھ کو پرے کر دیا اور فرمایا یہ بات تمہارے متعلق نہیں"

(خلافت احمدیہ کے مخالفین کی تحریک صفحہ ۱۹)

منکرین خلافت نے مسجد مبارک میں جس عہد بیعت کی تجدید کی تھی اس کو پھر نسیاً منسیاً کر دیا اور خلیفۃ المسیح کو معزول کرنے کی باتیں کرنے لگے۔ جب یہ باتیں حضور کے علم میں آئیں تو آپ نے جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۱۱ء کے موقع پر پھر جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"مَیں خلیفۃ المسیح ہوں اور خدا نے مجھے بنایا ہے۔ میری کوئی خواہش اور آرزو نہ تھی اور کبھی نہ تھی اب جب خدا تعالیٰ نے مجھے یہ ردا پہنا دی ہے۔ مَیں اِن جھگڑوں کو ناپسند کرتا ہوں اور سخت ناپسند کرتا ہوں۔

مَیں نہیں چاہتا کہ تم میں ایسی باتیں پیدا ہوں جو تنازع کا موجب ہوں......بلکہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے اِس ارشاد کا عملی نمونہ ہو۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔

نظام خلافت کے دشمنوں کی آپ کے خلاف ریشہ دوانیاں اور آپ کا صبر وتحمل اور بلند حوصلہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ابتداء سے قرآن وحدیث کی روشنی میں نظام خلافت کے حق میں تھے۔ اس لئے نظام خلافت کے دشمنوں نے اپنے ناپاک منصوبوں اور سازشوں میں کامیاب نہ ہونے کا سبب آپ کو ہی سمجھا اور سدّ راہ دیکھ کر آپ کے خلاف بھی ریشہ دوانیاں شروع کر دیں اور انجمن کی بالادستی خلیفہ کی معذولی کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہنا شروع کیا کہ آپ خلیفہ بننے کے خواہشمند ہیں۔ اس لئے نظامِ خلافت کے حامی ومویٔد اور خلیفۃ المسیح کے مطیع وفرمانبرا بنے ہوئے ہیں۔ پہلے تو ان باتوں کو زبانی احباب جماعت میں پھیلایا گیا پھر گمنام اشتہارات کے ذریعہ بھی اس خیال کو شائع کیا گیا حتّٰی کہ حضور انور کو بھی آپ سے بدظن کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ ان خیالات کے علم میں آنے کے بعد جون ۱۹۱۲ء کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے فرمایا:

"مَیں نے تمہیں بار بار کہا ہے اور قرآن مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آدم کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا انی جاعل فی الارض خَلِیْفَۃً اِس خلافت آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا کہ حضور وہ مفسد فی الارض اور مسفک الدم ہے۔ مگر انہوں نے اعتراض کر کے کیا پھل پایا؟ تم قرآن مجید پڑھ لو کہ آخر انہیں آدم کے لئے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو تو مَیں اس سے کہہ دونگا کہ آدم کی خلافت کے سامنے مسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے اور اگر وہ اباو استکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔ (بدر قادیان ۲۸ رجون ۱۹۱۲ء)

خلیفۃ المسیح کے سمجھانے کے باوجود منکرین خلافت اور جمہوری نظام کی باتیں کرنے والوں نے شر پھیلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور حضرت مصلح موعودؓ کے خلاف الزام تراشی اور بدگمانیاں پیدا کرنے کی مہم میں روز بروز بڑھتے گئے حتّٰی کہ بعض احباب متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ بعض ظالموں نے خطوط کے ذریعہ آپ کو مخاطب کر کے تکلیف دہ الزامات اور طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا۔ ایسے ہی ایک دلآزار خط سے شکستہ دل ہو کر آپ نے بھی مطبوعہ خط کے ذریعہ ان الزامات سے اپنی بریت کا اعلان کیا۔ تا کہ احباب جماعت پر حقیقت حال واضح ہو جائے۔ آپ نے اس خط کو مع مفصل جواب کے الفضل ۱۹ رنومبر ۱۹۱۳ء میں شائع کروا دیا تھا۔

آپؓ فرماتے ہیں:

"مجھے آپ کے خط کو پڑھ کو جو صدمہ ہوا اُسے تو خدا ہی جانتا ہے لیکن وہ صدمہ کوئی نیا نہ تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میں اس قسم کے الزامات لگائے جانے کا عادی ہوں اور جب سے ہوش سنبھالا ہے غیروں کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ اپنے دوستوں ہی کے ہاتھوں سے وہ کچھ دیکھا اور اُن زبانوں سے وہ کچھ سنا کہ

دوستوں سے اس قدر صدمے اُٹھائے ہم نے
دل سے دشمن کی عداوت کا گلا جاتا رہا

....اگر یہ خط اکیلا آتا اور اس کے سوا اور مَیں کوئی آواز سنتا تو مَیں بالکل خاموش رہتا لیکن آج پانچ سال کے قریب عرصہ ہونے کو آیا ہے کہ اس قسم کے اعتراضات میں سُنتا آرہا ہوں لیکن پہلے تو افواہًا ان اعتراضات کا علم ہوتا تھا اور اب کچھ مدّت سے تحریراً بھی یہ الزامات مجھ پر قائم کئے جانے لگے ہیں اور صرف مجھ ہی تک بس نہیں بلکہ ٹریکٹوں کے ذریعہ یہ خیال تمام جماعت احمدیہ میں پھیلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ چنانچہ جن دوستوں تک "اظہار حق" نامی ٹریکٹ جو لاہور سے کسی گمنام صاحب کی طرف شائع ہوا ہے پہنچا ہے اور اکثر کو پہنچا ہوگا کیونکہ وہ پنجاب و ہندوستان میں بکثرت شائع کیا گیا ہے۔ ان کو علم ہوگیا ہوگا کہ اب یہ معاملہ زبانوں سے گذر کر تحریر تک اور تحریر سے گذر کر اشاعت تک جا پہنچا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ مجملاً اس کے متعلق کچھ لکھا جائے"

مَیں جواب دینے سے مجبور ہوں اور موجودہ صورت میں اور کیا کہہ سکتا ہوں۔ سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ شاہد ہے۔ اور مَیں اس کو حاضر ناظر جان کر اُس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں نے کبھی اس امر کی

کوشش نہیں کی کہ مَیں خلیفہ ہو جاؤں۔ نہ یہ کہ کوشش نہیں کی بلکہ کوشش کرنے کا خیال بھی میرے دل میں نہیں آیا اور نہ مَیں نے کبھی یہ امید ظاہر کی اور نہ میرے دل نے کبھی خواہش کی اور جن لوگوں نے میری نسبت یہ خیال ہے کہ چاہے، انہوں نے میرا خون کیا ہے۔ وہ میرے قاتل اور خدا کے حضور وہ ان الزامات کے جوابدہ ہونگے.... میرے دل پر وہ اقوال خنجر اور تلوار کی ضرب سے بڑھ کر پڑتے تھے اور میرے جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے تھے۔ مگر خدا کے سوا کسی سے اپنے دکھ کا اظہار نہ کرتا تھا۔....

میرے آقا کا دلبر میرا مطاع امام حسینؓ تو ایک دفعہ کربلا کے ابتلا میں مبتلا ہوا لیکن میں تو اپنے والد کی طرح یہی کہتا ہوں کہ

کر بلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است درگر یبانم

اے نادانو! کیا تم اتنا نہیں سمجھتے کہ اگر میرا خدا مجھے بڑا بنانا چاہے تو تم میں سے کون ہے جو اس کے فضل کو رڈ کر سکے اور کون ہے جو میرے مولا کا ہاتھ پکڑ سکے۔ وَاِن یُرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ۔ یُصِیبُ بِہٖ مَنْ یَشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْم....

پس اپنے آپ کو خدا مت قرار دو کہ عزت دینا اور ذلیل کرنا خدا کے اختیار میں ہے نہ کہ تمہارے مَنْ کَانَ یُرِیدُ العِزَّۃَ فَلِلّٰہِ العِزَّۃ جمیعًا۔

....مَیں تم سے گھبراتا نہیں۔ مَیں تمہارے حملوں سے ڈرتا نہیں کیونکہ میرا خدا پر بھروسہ ہے لیکن مجھے اگر غم ہے تو اس بات کا کہ قوم میں فتنہ نہ ہو اور یہی غم میرے دل کو کھائے جاتا ہے۔ مگر مجھے امید ہے کہ خدا تعالیٰ اس جماعت کو بچائے گا اور اس کی مدد کرے گا۔ کیونکہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ وہ ایک پودا اپنے ہاتھ سے لگا کر پھر اسے سوکھنے دے۔ (الفضل ۱۹ر نومبر ۱۹۱۳)

طویل خط کے چند اقتباسات ہی پیش کئے ہیں تاکہ قارئین جان سکیں کہ مخالفین کے تکلیف دہ الزامات اور طعن و تشنیع کا جواب حضور نے کس متانت شائستگی، وسیع ظرفی اور بلند حوصلگی سے دیا ہے اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا اور اپنے عمل سے الہام کے اِن الفاظ کو بڑی شان سے پورا فرمایا۔

''مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔''

ایک غیر احمدی صحافی کے تأثرات

۱۹۱۳ء میں جبکہ آپ ابھی منصب خلافت پر متمکن نہیں ہوئے تھے ایک غیر احمدی صحافی مکرم محمد اسلم صاحب امرتسر سے قادیان آئے اور چند روز قیام کر کے واپس چلے گئے۔ انہوں نے اپنے تفصیلی بیان میں جن جذبات و تاثرات کو تحریر کیا۔ اُن میں آپ کے متعلق لکھا:

'' (حضرت) صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد سے بھی مل کر ہمیں از حد مسرت ہوئی صاحبزادہ صاحب نہایت ہی خلیق اور سادگی پسند انسان ہیں۔ علاوہ خوش خلقی کے بڑی حد تک معاملہ فہم و مدبّر بھی ہیں۔ علاوہ دیگر باتوں کے جو گفتگو صاحبزادہ صاحب موصوف اور میرے درمیان ہندوستان کے مستقبل پر ہوئی اس کے متعلق صاحبزادہ صاحب نے جو رائے اقوام عالم کے زمانہ ماضی کے واقعات کے بناء پر ظاہر فرمائی وہ نہایت ہی زبردست مدبرانہ پہلو لئے ہوئے تھی۔ صاحبزادہ صاحب نے مجھ سے از راہ نوازش بہت کچھ مخلصانہ پیرایہ میں یہ خواہش ظاہر فرمائی کہ میں کم از کم ایک ہفتہ قادیان میں رہوں۔ اگرچہ بوجوہ چند در چند میں ان کے ارشاد کی تعمیل سے قاصر رہا۔ مگر صاحبزادہ صاحب کی اِس بلند نظرانہ مہربانی و شفقت کا از حد مشکور ہوں۔ صاحبزادہ کا زہد و تقویٰ اور ان کی وسعت خیالانہ سادگی ہمیشہ یادر ہے گی۔

(تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۴۶۹)

خلافت ثانیہ کا قیام اور منکرین خلافت کی ناکامی

۱۳ رمارچ ۱۹۱۴ء کو بروز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات ہوئی۔ حضرت مصلح موعودؓ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر اپنے گھر تشریف لے گئے اچانک حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کا ملازم بلانے کے لئے آیا آپ روانہ ہی ہوئے تھے کہ دوسرا ملازم دوڑتا ہوا آیا اور خبر دی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل وفات پاگئے ہیں۔ آپ نعش مبارک کے پاس پہنچے مقدس وجود کے چہرے کو دیکھا انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر فرمایا طبت حَیًّا وَّ مَیّتًا بلندی درجات کے لئے دعا کر کے احباب کے مجمع میں تشریف لائے۔ سب احباب پریشان غم سے نڈھال تھے۔ اسی حالت میں نماز عصر کا وقت ہوگیا۔ سب احباب نماز کے لئے مسجد نور میں جمع ہوگئے۔ نماز کے بعد آپ نے تقریر فرمائی اور فرمایا کہ یہ نازک وقت ہے اور جماعت کے لئے ایک بھاری ابتلا کی گھڑی درپیش ہے۔ سب لوگ گریہ وزاری کے ساتھ اپنے خدا کے حضور دُعائیں کریں کہ وہ اس اندھیرے وقت میں جماعت کے لئے روشنی پیدا فرمائے اور ہمیں ہر رنگ میں ٹھوکر سے بچا کر اس راستہ پر ڈال دے جو جماعت کے لئے بہتر اور مبارک ہے۔ جن لوگوں کو طاقت ہے وہ کل ہفتہ کے دن روزہ رکھیں تاکہ رات کی نمازوں اور دُعاؤں کے ساتھ کل کا دن بھی دعا اور ذکر الٰہی میں گذرے۔ اس تقریر کے بعد نیک اور سعید الفطرت احباب عاجزانہ دُعاؤں میں لگ گئے۔

لیکن منکرین خلافت نے مختلف جماعتوں میں کارندے دوڑائے تاکہ پہلے سے تیار شدہ انکار خلافت پر مشتمل ۲۰-۲۱ صفحات پر مشتمل رسالہ تقسیم کردیں۔ اس رسالہ میں احباب جماعت کو تاکید کی گئی تھی کہ وہ کسی خلافت پر رضامند نہ ہوں۔ جب اس رسالہ کی خبر پورے قادیان میں پھیل گئی تو حامیان خلافت و موئیدان نظام آسمانی کی طرف سے بھی ایک مختصر نوٹ تیار کر کے حاضر الوقت لوگوں کے دستخطوں کے ساتھ تقسیم کیا گیا۔

اس انتہائی نازک موقعہ پر آپ نے سمجھوتے کے لئے ایک آخری کوشش ضروری سمجھی۔ چنانچہ فریقین کے چند معززین اس غرض کے لئے مکرم نواب محمد علی صاحب کی کوٹھی میں جمع ہوئے۔ آپ نے فرمایا اس وقت سوال اصول کا ہے کسی کی ذات کا نہیں اگر آپ لوگ خلافت کے اصول کو تسلیم کرلیں تو ہم خدا کو حاضر و ناظر جان کر عہد کرتے ہیں کہ مومنوں کی کثرت رائے سے جو بھی خلیفہ منسوب ہوگا۔ خواہ وہ کسی بھی پارٹی کا ہو ہم سب دل و جان سے اس کی خلافت کو قبول کرینگے مگر منکرین خلافت نے اس مخلصانہ اور بااصول پیشکش کو قبول نہ کیا اور ہر قسم کے سمجھوتے سے انکار کر دیا۔ (تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۵۸۲)

جب سمجھوتے کی کوئی صورت باقی نہ رہی اور مولوی محمد علی صاحب اور آپ کے ساتھی نظام خلافت قائم رکھنے پر راضی نہ ہوئے اور خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وصیت درکنار کی تو ۱۴ رمارچ ۱۹۱۴ء بروز ہفتہ قادیان میں احباب عصر کی نماز کے بعد انتخاب خلافت کے لئے مسجد نور میں جمع ہوئے۔ قریبًا دو ہزار کا مجمع تھا۔ سب سے پہلے مکرم نواب محمد علی خان صاحبؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وصیت پڑھ کر سنائی۔ مولانا سید محمد احسن صاحب امروہیؓ نے کھڑے ہو کر خلافت کی ضرورت و اہمیت بتا کر تجویز دی کہ میری رائے میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود صاحب کے ہاتھ پر جمع ہو جانا چاہئے۔ وہی ہر رنگ میں اس مقام کے اہل اور قابل ہیں۔ اس پر سب طرف سے حضرت میاں صاحب، حضرت میاں صاحب کی آوازیں اُٹھنے لگیں اور سارے مجمع نے اس تجویز کو قبول کرلیا۔ مکرم مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھی بھی موجود تھے۔ مولوی صاحب نے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی اسی اثناء میں سید میر حامد شاہ کھڑے ہوگئے انہوں نے کچھ کہنا چاہا ان دونوں میں پہلے بات کرنے کے لئے بحث و تکرار ہوئی تو محترم شیخ یعقوب علی عرفانیؓ نے کہا ان جھگڑوں میں وقت ضائع کرنا مناسب نہیں۔ ہمارے آقا حضرت صاحبزادہ صاحب ہماری بیعت قبول فرماویں اس پر حاضرین بلا توقف لبیک لبیک کہتے ہوئے حضرت صاحبزادہ صاحب کی طرف بڑھے۔ آپ نے بعد اصرار اپنا ہاتھ بیعت کے لئے بڑھایا اور بیعت شروع کی۔

اس طرح خدا کے مسیح کی پیش خبری بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی کہ:

''مَیں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔''

دعا اور تقریر کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے تعلیم الاسلام ہائی اسکول کے شمالی میدان میں قریبًا اڑھائی ہزار اشکبار احباب کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں ہزاروں دُعاؤں کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلو میں دفن کیا۔

آپ کا یہ کارنامہ بلاشبہ ایک استیازی شان رکھتا ہے کہ آپ نے بفضلہٖ تعالیٰ احمدیوں کے قلوب میں خلافت کی عظمت اور اہمیت کو ہمیشہ کے لئے واضح اور راسخ کر دیا۔ نظام خلافت کے خلاف اٹھنے والی ہر تحریک کو رڈ کر دیا۔

خلافت ثانیہ کا انتخاب عمل میں آنے کے بعد بھی منکرین خلافت خاموش نہیں بیٹھے انہوں نے جماعتوں میں یہ خیال پھیلانے کی ہر ممکن کوشش کی کہ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے ذاتی مفاد اور اقتدار کی خاطر نظام خلافت کا ڈھونگ رچایا ہے۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے واضح طور پر صدر انجمن احمدیہ کو جانشین مقرر فرمایا تھا۔ کچی عمر کا نوجوان ہے، اب جلد ہی احمدیت کا شیرازہ بکھر جائے گا اور قادیان پر عیسائیت قابض ہو جائے گی۔ قادیان سے باہر کے لوگوں کو بیعت خلافت سے باز رہنے کی تلقین و تاکید کی۔ اس سازش کے پیچھے صاحب اثر و رسوخ شخصیتیں مولانا محمد علی صاحب، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب، خواجہ کمال الدین صاحب، شیخ رحمت اللہ صاحب اور ڈاکٹر سیّد محمد حسین صاحب کے ذہن کام کر رہے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے خلافت پر متمکن ہوتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ بکثرت رسائل اور اشتہارات کے ذریعہ جماعت پر اصل صورت حال واضح فرمادی اور منکرین خلافت کے اعتراضات کا مؤثر جواب دیا۔ اس ضمن میں سب سے پہلے آپ کا اشتہار ''کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے'' سامنے آیا جس میں آپ فرماتے ہیں:

مجھے اس مضمون کے لکھنے کی اس لئے ضرورت پیش آئی ہے کہ مَیں دیکھتا ہوں کہ جماعت میں تفرقہ کے آثار ہیں بعض لوگ خلافت کے خلاف لوگوں کو جوش دلا رہے ہیں یا کم سے کم اس بات پر زور دیتے ہیں کہ خلیفہ ایک پریذیڈنٹ کی حیثیت میں ہو اور یہ کہ ابھی تک جماعت کا کوئی خلیفہ نہیں ہوا۔ مگر مَیں اس اعلان کے ذریعہ تمام جماعت کو اطلاع دیتا ہوں کہ خلیفہ کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ میں ثابت کر چکا ہوں اس کی بیعت کی بھی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح حضرت خلیفہ اوّلؓ کی تھی۔ یہ بات بھی غلط مشہور کی جاتی ہے کہ جماعت کا اس وقت تک کوئی خلیفہ مقرر نہیں ہوا بلکہ خدا نے جیسے خلیفہ بنانا تھا بنا دیا اور اب جو شخص اس کی مخالفت کرتا ہے وہ خدا کی مخالفت کرتا ہے۔''

مختلف اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں:

''اب کون ہے جو مجھے خلافت سے معذول کر سکے خدا نے مجھے خلیفہ بنایا ہے اور خدا اپنے انتخاب میں غلطی نہیں کرسکتا اگر سب دنیا مجھے مان لے تو میری خلافت بڑی نہیں ہوسکتی اگر سب کے سب خدانخواستہ مجھے ترک کردیں تو بھی خلافت میں فرق نہیں آسکتا۔ جیسے نبی اکیلا نبی ہوتا ہے اسی طرح خلیفہ اکیلا بھی خلیفہ ہوتا ہے۔ مبارک وہ جو خدا کے فیصلے کو قبول کرے۔

....فتنے ہیں اور ضرور ہیں مگر تم جو اپنے آپ کو اتحاد کی رسی میں جکڑ چکے ہو خوش ہو جاؤ کہ انجام تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ تم خدا کی ایک برگزیدہ قوم ہوگے اور اُس کے فضل کی بارشیں انشاء اللہ تم پر اس زور سے برسیں گی کہ تم حیران ہو جاؤ گے۔‘‘

(مندرجہ ضمیمہ اخبار الفضل قادیان ۲۵؍مارچ ۱۹۱۴ء)

تحریک شدھی اور مصلح موعودؓ کی فہم و فراست

جب مسلم رہنماؤں کو ندوۃ العلماء اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے اردگرد بسنے والے بعض ملکانہ راجپوتوں کو ہندو پنڈت ’’شدھ‘‘ کرکے اسلام سے منحرف کرنے کی خبر ملی تو مولانا شبلی نعمانی کو اس خبر سے شدید دھچکا لگا۔ اپنے غصہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

’’جس وقت میں یہاں سے چلا ہوں میری جو حالت تھی یہ طلبہ ندوہ کے جو یہاں بیٹھے ہیں وہ اس کے شاہد ہوں گے کہ میں نے اس وقت کوئی گالی نہیں اٹھا رکھی تھی جو میں نے ان ندوہ والوں کو نہ سنائی ہوگی اور اے بے حیاؤ! اور اے کم بختو! ڈوب مرو۔ یہ واقعات پیش آئے ہیں۔ ندوہ کو آگ لگا دو اور علی گڑھ کو بھی پھونک دو۔ یہی الفاظ میں نے اُس وقت بھی کہے تھے اور آج بھی کہتا ہوں۔ (حیات شبلی ۵۵۷-۵۵۸)

اپریل ۱۹۱۲ء میں انہوں نے لکھنؤ میں تمام مشہور مسلمانوں کی ایک کانفرنس طلب کی اس کے متعلق مولانا سید سلیمان ندوی تحریر کرتے ہیں:

’’مولانا یہ چاہتے تھے کہ اشاعت کے کام تمام فرقے مل کر کریں۔ اسی لئے مرزا بشیر الدین محمود احمد (صاحب) جو اب خلیفہ قادیان ہیں اور خواجہ کمال الدین صاحب تک کی شرکت سے انکار نہیں کیا گیا اس پر اسی جلسہ کے دوران میں مولانا پر یہ الزام رکھا گیا کہ انہوں نے قادیانیوں کو جلسہ میں کیوں شریک کیا؟ اور ان کو تقریر کی اجازت کیوں دی۔‘‘ (حیات شبلی صفحہ ۵۶۹)

اس کا اثر مولانا شبلی پر یہ ہوا کہ ’’مولانا بیمار اور پراگندہ خاطر ہو کر مولوی عبد السلام صاحب اور سیرت کو لے کر بمبئی روانہ ہوگئے اور دو چار ماہ کے غور و فکر کے بعد جولائی ۱۹۱۳ء کو ندوہ سے مستعفی ہو کر سبکدوش ہوگئے اور کام کی ساری تجویزیں درہم برہم ہو کر رہ گئیں۔ (حیات شبلی صفحہ ۵۷۳)

اس واقعہ کے بعد ہندو پنڈت مسلمانوں کو شدھ کرنے میں مشغول رہے۔ لیکن مسلمان علماء قادیانیوں کو اسلامی جہاد میں شرکت سے باز رکھنے کی کامیابی پر گھروں میں بیٹھ گئے۔ مارچ ۱۹۲۳ء میں آریہ سماجی رہنما خوشیاں منا رہے تھے اور شردھانند نے بڑے فخر سے یہ اعلان کیا کہ

’’نواح آگرہ میں راجپوتوں کو تیز رفتاری سے شدھ کیا جا رہا ہے اور اب تک چالیس ہزار تین سو راجپوت ملکانے، گوجر اور جاٹ ہندو ہو چکے ہیں۔ .....ایسے لوگ ہندوستان کے ہر حصے میں ملتے ہیں۔ یہ پچاس ساٹھ لاکھ سے کم نہیں اور اگر ہندو سماج ان کو اپنے اندر جذب کرنے کا کام جاری رکھے تو مجھے تعجب نہ ہوگا کہ ان کی تعداد ایک کروڑ تک ثابت ہو جائے۔‘‘ (اخبار پرتاپ ۱۶؍مارچ ۱۹۲۳ء صفحہ ۴)

مسلمانوں نے اس موقعہ پر کیا کیا، کیا نہ کیا اس کی تفصیل میں نہ جاتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے شدھی تحریک روکنے کے لئے اور فتنہ کے مضرات سے بچانے کے لئے جو نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ مختلف اخبارات نے ان کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ اُن میں سے چند کی آراء درج ذیل ہیں۔

زمیندار اخبار ۲۴؍جون ۱۹۲۳ء میں لکھتا ہے:

’’جو حالات فتنہ ارتداد کے متعلق بذریعہ اخبارات علم میں آچکے ہیں ان سے صاف واضح ہے کہ مسلمانان جماعت احمدیہ اسلام کی انمول خدمت کر رہے ہیں جو ایثار اور کمربستگی نیک نیتی اور توکل علی اللہ ان کی جانب سے ظہور میں آیا ہے وہ اگر ہندوستان کے موجودہ زمانے میں بے مثال نہیں تو بے اندازہ عزت اور قدر دانی کے قابل ضرور ہے۔ جہاں ہمارے مشہور پیر اور سجادہ نشین حضرات بے حس و حرکت پڑے ہیں اس اولوالعزم جماعت نے عظیم الشان خدمت کرکے دکھادی۔‘‘ (زمیندار لاہور ۲۴؍جون ۱۹۲۳ء بیان شیخ نیاز علی ایڈوکیٹ)

اخبار مشرق گورکھپور نے لکھا:

’’جماعت احمدیہ نے خصوصیت کے ساتھ آریہ خیالات پر بہت بڑی ضرب لگائی ہے اور جماعت احمدیہ جس ایثار اور درد سے تبلیغ و اشاعت اسلام کی کوشش کرتی ہے وہ اس زمانہ میں دوسری جماعتوں میں نظر نہیں آتی۔‘‘ (اخبار مشرق گورکھپور ۱۵؍مارچ ۱۹۲۳ء)

اخبار وکیل امرتسر نے لکھا:

احمدی جماعت کا طرز عمل اس بات میں نہایت قابل تعریف ہے جو باوجود چھیڑ چھاڑ کے محض اس خیال سے کہ اسلام کو چشم زخم سے محفوظ رکھا جائے۔ ان خانہ جنگیوں کے انسداد کی طرف خود مسلمانوں کے لیڈروں کو توجہ دلاتے ہیں اور ہر طرح کام کرنے کو تیار ہیں.....ہم علی وجہ البصیرت اعلان کرتے ہیں کہ قادیان کی احمدیہ جماعت بہترین کام کر رہی ہے۔‘‘

یہ تو مسلمان اخبارات کی شہادت تھی۔ ہندو اخبارات کے اعترافات بھی پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔

’’آریہ پتریکا‘‘ بریلی نے یکم اپریل ۱۹۲۳ء میں لکھا۔

’’اس وقت ملکانے راجپوتوں کو .....اپنی پرانی راجپوتوں کی برادری میں جانے سے باز رکھنے لئے جتنی اسلامی انجمنیں اور جماعتیں کام کر رہی ہیں۔ ان میں احمدیہ جماعت قادیان کی سرگرمی اور کوشش فی الواقع قابل داد ہے۔‘‘

اخبار ’’تیج‘‘ دہلی نے اعتراف کیا:

’’میرے خیال میں تمام دنیائے مسلمانوں میں سب سے زیادہ ٹھوس مؤثر اور مسلسل کام کرنے والی جماعت جماعت احمدیہ ہے۔ اور میں سچ کہتا ہوں کہ ہم سے زیادہ اس کی طرف سے غافل ہیں اور آج تک ہم نے اس خوفناک جماعت کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔‘‘ (۲۵؍جولائی ۱۹۲۷ء)

معاہدہ ترکیہ تحریک خلافت و ترک موالات

یکم جون ۱۹۲۰ء کو الہ آباد میں مسلمان راہنماؤں کی ایک اور کانفرنس طلب کی گئی اس جلسہ کے منتظم نے حضرت مصلح موعودؓ کو بھی دعوت شرکت دی۔ جو ۳۰؍مئی کو آپ کو ملی آپ نے چند ہی گھنٹوں میں ایک معرکۃ الآراء مضمون بعنوان معاہدہ ترکیہ اور مسلمانوں کا آئندہ رویہ، تحریر فرما کر راتوں رات طبع کروا کر اگلے روز کانفرنس میں بھجوا دیا۔ آپ نے اس مضمون میں فرمایا:

اے احباب کرام! میں نے ستمبر گذشتہ کے اجتماع کے وقت تحریر کے ذریعہ سے آپ لوگوں کو توجہ دلائی تھی کہ دولت عالیہ عثمانیہ کے مستقبل کے متعلق جدو جہد کی بنیاد اس طور پر رکھنی چاہئے کہ سلطان ترکی کثیر حصہ مسلمانان کے نزدیک خلیفہ ہیں اور باقی تمام مسلمان بھی بوجہ ان کے اسلام بادشاہ ہونے کے ان سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ اس لئے ان سے معاہدہ صلح کرتے وقت تمام عالم کے مسلمانوں کے جذبات کا خیال رکھا جائے اور ان سے انہی اصول کے ماتحت معاملہ کیا جائے جن کے ماتحت دوسری مسیحی حکومتوں سے معاملہ کیا گیا ہے اور میں نے بتایا تھا کہ اس طریق پر وہ تمام فرقے جو اسلام کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ ان کا آپس میں کیسا ہی اختلاف ہو اس معاملے میں اکٹھے ہو سکیں گے۔

لیکن افسوس کہ اس وقت آپ لوگوں کو میرا مشورہ پسند نہ آیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یورپ کو یہ بات کہنے کا موقعہ ملا کہ خلافت عثمانیہ کے متعلق تمام مسلمانوں کی آواز ایک نہیں اور اس لئے یہ کہنا کہ ترکوں کے متعلق تمام مسلمانوں کی ایک رائے ہے درست نہیں۔

اگر میرا مشورہ اس وقت تسلیم کیا جاتا تو احمدیہ جماعت کو خلافت کے مسئلہ کے متعلق اپنے خیالات کے اظہار کی کوئی ضرور پیش نہ آتی۔ اور وہ ترکوں کے لئے انصاف کا جائز طور پر مطالبہ کرتے ہیں اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ شامل ہو سکتی تھی۔

اگر اس وقت میرا مشورہ قبول کر لیا جاتا تو شیعہ اصحاب کو جو کروڑوں کی تعداد میں ہیں علی الاعلان اس تحریک سے برات کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی اور وہ بھی دوسرے بھائیوں کے ہم زبان ہو کر اس مسئلہ کے متعلق اپنی ہمدردی کا اظہار کر سکتے تھے۔

آپ کے مشوروں کو رد کرنے کی وجہ سے بہت نقصان ہوا تھا۔ اُس کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔ اگر میرا مشورہ قبول کیا جاتا تو عرب کے وہابی فرقہ کو بھی کھلے طور پر اس مسئلہ میں دوسرے ممالک کے لوگوں کے ساتھ شریک ہونے میں کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ اور اگر میرا مشورہ قبول کر لیا جاتا تو یورپ کے لوگوں کو اس بات پر ہنسی اُڑانے کا موقعہ نہ ملتا کہ مسلمان اپنے خلیفہ کی حفاظت کی اپیل عیسائی حکومتوں سے کرتے ہیں۔

اگر اس کام کو تکمیل پر پہنچانے کے متعلق جو بات میں نے لکھی اُس پر عمل کیا جاتا تو یقیناً شرائط صلح موجودہ شرائط سے مختلف ہوتیں۔ وفود کا بھیجا جانا اس قدر معرض التواء میں ڈالا کہ عمل کا وقت ہاتھ سے جاتا رہا۔ امریکہ کی طرف کوئی وفد نہیں بھیجا گیا عراق، شام عرب اور قسطنطنیہ کی طرف وفد بھیجے جانے ضروری تھے مگر اس کا کچھ خیال نہیں کیا گیا۔ فرانس اور اٹلی کی طرف مستقل وفدوں کی ضرورت تھی مگر اس کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔ جاپان بھی توجہ کا مستحق تھا اُسے بھی نظر انداز کیا گیا۔ انگلستان کی طرف وفد گیا وہ بھی آخری وقت میں۔ ساری کوشش ہندوستان کی گورنمنٹ کو بُرا بھلا کہنے میں یا ان لوگوں کو گالیاں دینے میں صرف کر دی گئی جو گو ترکوں سے ہر طرح ہمدردی رکھتے تھے مگر سلطان المعظم کو خلیفہ تسلیم نہیں کرتے تھے۔ مگر کیا گالیاں دینے سے کام ہوتے ہیں۔ کام کام کرنے سے ہوتے ہیں.....

بعد ازاں آپ نے ترکی کے متعلق اتحادیوں کے فیصلوں پر کڑی نکتہ چینی کی اور مضبوط دلائل سے ثابت کیا کہ ترکوں کے ساتھ انتہائی ناانصافی کی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا ترکوں کے متعلق شرائط صلح کا فیصلہ کرتے وقت ان اصولوں کی پابندی نہیں کی گئی جن کی پابندی یورپ کے مدبر انصاف کے لئے ضروری قرار دے چکے ہیں۔ عراق کی آبادی کو ایسے طور پر اپنی رائے کا اظہار کا موقعہ نہیں دیا گیا جیسا کہ جرمنی کے بعض حصوں کو۔ ان سے باقاعدہ طور پر دریافت نہیں کیا گیا کہ وہ اپنے لئے کس حکومت یا کس طریق حکومت کو پسند کرتے ہیں۔ شام کی آبادی کو باوجود اس کے صاف صاف کہہ دینے کے کہ وہ آزاد رہنا چاہتی ہے فرانس کے زیر اقتدار کر دیا گیا۔ فلسطین کو جس کی آبادی کا ۳/۴ حصہ مسلمان ہے ایک یہودی نوآبادی قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہود کی آبادی اس علاقہ میں ۱/۱۴ کے قریب ہے اور یہ آبادی بھی جیسا کہ انسائیکلوپیڈیا برٹینکا میں لکھا ہے ۱۸۷۸ء سے ہوئی ہے اور یہ زیادہ تر ان پناہ گیروں کی ہے جنہوں نے ان ممالک سے آکر پناہ لی ہے جن میں یہودیوں پر ظلم کرنا سیاست کا ایک بڑا جزو قرار دیا گیا ہے۔ یعنی روس وغیرہ۔

پس ایسے علاقہ سے ترکوں کو دست بردار کرنا اور یہود کے سپرد کر دینا جس میں کثیر حصہ آبادی مسلمان ہے اور جو یہود کے لئے ایک ہی جائے پناہ تھی کیا اس جرم کے سبب سے ہے کہ انہوں نے کیوں یہود کو اس وقت پناہ دی جبکہ مسیحی حکومتیں ان کو اپنے گھروں اور اپنی جائیدادوں سے بے دخل کر رہی تھیں۔

بعد ازاں آپ نے مسلمانوں کے آئندہ لائحہ عمل کے متعلق جو قیمتی مشورے دیئے ان کے متعلق آپ فرماتے ہیں۔ اس سوال کے جواب میں کہ اگر اتحادی اس معاہدہ کو نرم نہ کریں تو مسلمانوں کو کیا کرنا

چاہئے۔مختلف آرائشیں کی گئی ہیں۔بعض نے ہجرت کی تجویز پیش کی ہے۔بعض نے جہادِ عام کو پسند کیا ہے۔بعض نے قطع تعلق کی پالیسی کو سراہا ہے۔مگر میرے نزدیک ان سب تجاویز میں سے ایک تجویز بھی درست نہیں اور ناقابل عمل ہے۔ ہندوستان کی ۷ کروڑ آبادی ہندوستان چھوڑ کر باہر نہیں جاسکتی اور نہ اس کے باہر جانے کی کوئی غرض اور فائدہ ہے....دوسری تجویز جہاد کی ہے۔جہاد اس ملک میں رہ کر جائز نہیں....ہمیں سب سے زیادہ اپنا مذہب عزیز ہونا چاہئے۔اگر ہم تمام دنیا کی حکومت کے لئے بھی اپنا مذہب قربان کردیتے ہیں تو ہم گھاٹے میں رہیں گے۔ پس حکومت برطانیہ کے زیرسایہ رہتے ہوئے اس کی حفاظت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، اس کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرنا یا اس کے متعلق تدابیر سوچنا ایک مسلمان کے لئے جو اپنے مذہب کی کچھ بھی قدر کرتا ہے۔ ناجائز ہے اور اسلام کی عظمت کرنے والا مسلم اس تجویز پر بھی عمل نہیں کرسکتا۔

باوجود اس علم کے کہ سچی اور حق بات کہنا مسلمانوں کی شدید دشمنی مول لینے کے مترادف ہے۔ آپ نے محض اسلام کی محبت اور مسلمانوں کی خیرخواہی سے مجبور ہوکر نصائح وعلمی دلائل پر مشتمل کتاب لکھی جو ترک عدالت اور احکام اسلام کے نام سے طبع کرواکر مسلم دانشوروں میں تقسیم کی گئی۔آپ نے اس میں قرآنی آیات سے استدلال کرتے ہوئے مسلمان قیادت کی غلطیوں کی نشان دہی کی اور ان کے لائحہ عمل کو غیر اسلامی ثابت کیا اور اس امر پر سب سے زیادہ افسوس کا اظہار فرمایا کہ آج ملّت اسلامیہ کا راہنما ایک ایسے شخص کو بنایا گیا ہے۔جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے آزاد ہے۔آپ نے مسٹر گاندھی کی قیادت پر واشگاف الفاظ میں فرمایا۔لیکن اگر یہ پروگرام شریعت اسلامیہ کا نہیں بلکہ مسٹر گاندھی کا ہے تو پھر اس کو شریعت کی طرف منسوب کرنا اور آیات قرآنیہ سے اس کا استدلال کرنا ایک خطرناک گناہ ہے اگر ترک موالات حامی اسے شریعت کا فرض مقرر کرتے ہیں تو پھر اس طرح عمل کریں جس طرح کہ شریعت نے کہا ہے اور اگر اسے مسٹر گاندھی کا ارشاد قرار دیتے ہیں تو عوام کو قرآن کریم کے نام سے دھوکا نہ دیں اور اسلام کا تمسخر نہ اڑائیں۔

تحریک خلافت کے ہنگامہ خیز دور میں جہاں بڑے بڑے مسلمان راہنما ٹھوکر کھا گئے اور جہالت کے اندھیروں میں بھٹکنے لگے وہاں اسلام کے حامی و علمبردار حضرت مصلح موعودؓ نے عالم اسلام کی صحیح راہنمائی فرمائی۔

فتنہ احرار اور اس کا تدارک

۱۹۳۴ء میں مجلس احرار نے دوسری سیاسی اور مذہبی طاقتوں سے ملکر جماعت کے خلاف ایک محاذ کھولا اور اعلان کیا کہ ہم قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجادینگے۔"ہم مینارۃ المسیح کی اینٹیں دریائے بیاس میں بہا دیں گے قادیان اور اس کے گردونواح سے احمدیت کا نام ونشان ختم کردینگے۔" اسی سال مجلس احرار نے قادیان گورنمنٹ کی اجازت سے تبلیغی کانفرنس کا انعقاد کیا۔جس میں احمدیوں کو شمولیت کی اجازت نہیں تھی۔

احرار کی سیاست اور لائحہ عمل جھوٹ گھڑنے اور جھوٹ بولنے کے سوا اور کچھ نہ تھا لیکن جب احرار نے اپنی تقاریر اور بیانات میں یہ الزام پھیلانا شروع کیا کہ احمدی آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔ مکہ و مدینہ کا احترام نہیں کرتے تو اس کے جواب میں الفضل ۳؍ستمبر ۱۹۳۵ء میں نہایت وضاحت کے ساتھ اپنے عقیدے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مکہ و مدینہ سے عقیدت واحترام کے جذبات کا اظہار فرمایا۔ پھر اسی پر بس نہیں فرمایا بلکہ احرار کو چیلنج مباہلہ دیتے ہوئے فرمایا:

"دوسرا طریق یہ ہے کہ ان مخالفین میں سے وہ علماء جنہوں نے سلسلہ احمدیہ کی کتب کا مطالعہ کیا ہوا ہے۔ پانچ سو یا ہزار میدان میں نکلیں۔ہم میں سے بھی پانچ سو یا ہزار میدان میں نکل آئیں گے۔ دونوں مباہلہ کریں یا دعا کریں کہ وہ فریق جو حق پر نہیں خدا تعالیٰ اسے اپنے عذاب سے ہلاک کردے......یہ مباہلہ ہے جو وہ ہمارے ساتھ کرلیں اور خدا پر معاملہ چھوڑ دیں۔" (الفضل ۳؍ستمبر ۱۹۳۵ء)

اسی طرح خانہ کعبہ کی حرمت وعظمت کے متعلق الزام کا فیصلہ کرنے کے لئے بھی حضور نے دعوت مباہلہ دی۔(الفضل ۳؍ستمبر ۱۹۳۵ء)

احرار اپنے الزامات کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے مختلف حیلوں اور بہانوں سے مباہلہ کے اس چیلنج کو ٹالنا چاہتے تھے لیکن آپ نے اتمام حجت کے طور پر اپنے چیلنج کو دوہرایا۔(الفضل ۱۹؍نومبر ۱۹۳۵ء)

احرار نے جو ۱۹۳۴ء میں شورش کی جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے آپؓ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اسی طرح احرار میرے مقابل پر اٹھے احرار کو بعض ریاستوں کی بھی تائید حاصل تھی کیونکہ کشمیر کمیٹی کی صدارت میرے سپرد کی گئی تھی اس کی وجہ سے کئی ریاستوں کو یہ خیال پیدا ہوگیا تھا کہ اس زور کو توڑنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ کسی اور ریاست کے خلاف کھڑے ہو جائیں...احرار نے ۱۹۳۴ء میں شورش شروع کی اور اس قدر مخالفت کی کہ تمام ہندوستان کو ہماری جماعت کے خلاف بھڑکا دیا۔ اس وقت مسجد میں منبر پر کھڑے ہوکر میں نے ایک خطبہ میں اعلان کیا کہ تم احرار کے فتنہ سے مت گھبراؤ۔ خدا مجھے اور میری جماعت کو فتح دیگا کیونکہ خدا نے جس راستہ پر مجھے کھڑا کیا ہے وہ فتح کا راستہ ہے۔ جو تعلیم مجھے دی ہے وہ کامیابی تک پہنچانے والی ہے اور جن ذرائع کے اختیار کرنے کی اس نے مجھے توفیق دی ہے۔ وہ کامیاب و بامراد کرنے والے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں زمین ہمارے دشمنوں کے پاؤں سے نکل رہی ہے اور مَیں ان کی شکست کو ان کے قریب آتے دیکھ رہا ہوں۔ وہ جتنے زیادہ منصوبے کرتے اور اپنی کامیابی کے نعرے لگاتے ہیں اتنی ہی نمایاں مجھے ان کی موت دکھائی دیتی ہے۔" (الفضل ۳۰؍مئی ۱۹۳۵ء)

تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ احرار کا انجام کیا ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مصلح موعودؓ کو انہی ایام میں جو الٰہی القاء کے ذریعہ قوموں کو برکت بخشنے والی زندگی بخش سکیم "تحریک جدید" دل میں ڈالی گئی جس نے جماعت کو نئی ترقیات اور عظمتوں سے ہمکنار کیا اور آج اس نہایت مبارک تحریک کے نتیجہ میں ۱۹۰ سے زائد ملکوں میں احمدیت کا جھنڈا آب وتاب سے لہرا رہا ہے۔

داغ ہجرت اور مصلح موعودؓ

الٰہی جماعتوں کی ترقی واستحکام کے لئے ہجرت بھی ایک ضروری مرحلہ ہے۔ خدائی نوشتوں کے مطابق احباب جماعت کو ۱۹۴۷ء میں قادیان سے ہجرت کرنا پڑی۔ یہ ہجرت اپنے اندر بے شمار مسائل و مشکلات اور خطرات پر مشتمل تھی۔ حضور مصلح موعودؓ اپنے خداداد علم وبصیرت کی روشنی میں جماعت کو پہلے سے تیار کررہے تھے۔" قادیان اور نواح میں جو مظالم ڈھائے گئے ہیں اس سلسلہ میں قادیان کا خونی روزنامچہ" محررہ حضرت مرزا بشیر احمدؓ اور مکرم خواجہ غلام نبی سابق ایڈیٹر الفضل نے جو حالات قلمبند کئے ہیں۔ حالات پر اور کھلیر وشنی ڈالتے ہیں۔ تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے الفضل کا مطالعہ کرسکتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی حفاظت میں حضرت مصلح موعودؓ ۳۱؍اگست کو لاہور پہنچ گئے۔ جہاں آپ نے امیر جماعت احمدیہ لاہور حضرت شیخ بشیر احمد صاحب کے مکان پر قیام فرمایا اس کے بعد رتن باغ نزد ہوسپٹل میں منتقل ہوگئے اور اس کے بالمقابل جودھامل بلڈنگ میں جماعتی دفاتر قائم ہوگئے۔ نئے مرکز (ربوہ) بننے تک یہی مرکز رہا۔

قادیان کے بارے اخبارات نے جو رپورٹیں شائع کیں۔اُن میں سے چند تراشے پیش ہیں۔اخبار نوائے وقت اپنی اشاعت ۱۰؍دسمبر ۱۹۴۷ء میں لکھتا ہے:

"اس وقت جب سارے مشرقی پنجاب میں افراتفری زوروں پر ہے اور لاکھوں مسلمان اپنا عزیز وطن چھوڑ کر محض اپنی جان بچا کر مغربی پنجاب میں پہنچ رہے ہیں اور بحیثیت مجموعی مسلمانوں کے وقار کو ضعف پہنچ رہا ہے۔قادیان ضلع گورداسپور کے مسلمان اپنے مقام پر ڈٹے ہوئے ہیں اور وہ باعزت موت کو ذلت اور رسوائی کی زندگی پر ترجیح دینے کا تہیہ کرچکے ہیں۔"

احسان لاہور ۲؍اکتوبر ۱۹۴۷ء نے لکھا:

"لمبی چوڑی باتیں لکھنے کا وقت نہیں...اس وقت کم وبیش پچاس ہزار افراد قادیان میں پناہ لئے بیٹھے ہیں۔ انہیں احمدیوں کی طرف سے زندہ رہنے کے لئے کھانا مل رہا ہے بعض کو مکان بھی مل چکے ہیں۔ مگر اس قصبہ میں اتنی گنجائش کہاں؟ ہزاروں آسمان کی چھت کے نیچے زمین فرش پر بیٹھے ہیں۔جنہیں دھوپ بھی کھانی پڑتی ہے اور بارش میں بھی بھیگنا پڑتا ہے۔ پھر بھی ہم جوں توں کر کے زندگی کے دن گذار رہے ہیں...پچھلے جمعہ کو ہمیں یہاں سے قافلہ کی صورت میں ملٹری نے چلے جانے کا حکم دیا لیکن یہاں کے بھلے لوگوں نے ہمیں اس لئے روک لیا کہ حفاظت کے بغیر رستے میں لُٹ جاؤ گے۔"

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ تقسیم ملک کے وقت امت مسلمہ کی ہمدردی اور انکی حفاظت کے لئے جس طرح کام کیا اور قادیان میں آنے والے ہزاروں مصیبت زدگان کو پناہ دے کر بہت سے کارہائے نمایاں انجام دیتے رہے مسلم پریس نے خاص طور پر انہیں سراہا اور خراج تحسین پیش کیا۔

۱۹۵۳ء کے ہولناک فسادات میں حضور مصلح موعودؓ کی مدبرانہ قیادت

"ان فسادات میں بہت سے احمدیوں نے شہادت پائی۔احمدیوں کی قیمتی جائیدادوں کو آگ لگادی گئی۔ بہتوں کے کاروبار ختم ہوگئے اور بہت سے احمدی ملازمت سے محروم ہوگئے۔شرپسندوں نے اس پر بس نہیں کی۔حکومت سے بھی مطالبہ کیا کہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔حضرت سر محمد ظفراللہ خان صاحبؓ کو وزارت خارجہ سے الگ کیا جائے۔تمام احمدیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹا دیا جائے۔اس تحریک کو مذہبی رنگ دیا گیا حالانکہ اس کا مذہب سے کوئی تعلق نہ تھا جیسا کہ تحریک پاکستان نے کارکن حمید نظامی کے نزدیک یہ مطالبات بعض سیاسی طالع آزماؤں نے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کئے تھے۔"

(روزنامہ ملت ۲۵؍دسمبر ۱۹۵۳ء)

مسٹر غیاث الدین احمد ہوم سکرٹری حکومت پنجاب کے نزدیک احرار...عوام کے مذہبی جذبات سے ناجائز فائدہ اُٹھانے کے لئے سیاسی غرض سے کام لے رہے ہیں۔ جناب چوہدری فضل الٰہی صاحب جو تحقیقاتی عدالت میں حکومت پنجاب کی وکالت کررہے تھے اور جو بعد میں صدر مملکت کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے) کی تحقیق کے مطابق مسٹر دولتانہ کا مقصد یہ تھا کہ خواجہ ناظم الدین کو اقتداد کی کرسی سے اتار پھینکیں۔ خود اپنی قیادت میں مرکزی حکومت قائم کریں اور پاکستان کو ایک کمیونسٹ حکومت بنادیں۔"

(روزنامہ آفاق ۳۰؍اکتوبر ۱۹۵۳ء)

فسادات کی روک تھام کے لئے وفاقی حکومت کی آخری وقت پر مداخلت کی وجہ سے لاہور میں مارشل لا لگا دیا گیا۔جس کے سربراہ جنرل اعظم تھے قیام امن کی اس ذمہ دارانہ کوشش سے چند گھنٹوں میں کشت وخون لوٹ مار اور غنڈہ گردی ختم کی گئی اور حالات قابو میں آنے لگے۔ فسادات کے عوامل اور ذمہ داری کا تعین کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے ایک تحقیقات عدالت قائم کی اس عدالت کے صدر

جناب چیف جسٹس محمد منیر اور دوسرے ممبر جناب جسٹس محمد رستم کیانی تھے۔ ان دونوں ججوں نے یکم جولائی ۱۹۵۳ء سے ۲۸رفروری ۱۹۵۴ء تک اپنی کاروائی جاری رکھی۔ اس عدالت کے سامنے غیر احمدیوں کے مشہور وکلاء پیش ہوئے جماعت کی طرف سے محترم جناب شیخ بشیر احمد محترم عبدالرحمٰن صاحب خادم نے مؤقف پیش کیا۔ حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خانؓ بھی عدالت میں پیش ہوئے۔ خود حضرت مصلح موعودؓ بھی عدالت میں تشریف لے گئے۔ آپؓ کا بیان ۱۲رجنوری ۱۹۵۴ء سے ۱۷رفروری ۱۹۵۴ء تک جاری رہا۔ بالآخر عدالت نے کاروائی کا جائزہ لینے کے بعد دوٹوک فیصلہ سنایا کہ ان فسادات کے ذمہ دار مجلس احرار جماعت اسلام آل پاکستان مسلم پارٹیز کنونش کراچی، آل مسلم پارٹیز کنونشن لاہور، تعلیمات اسلامی بورڈ کراچی، صوبائی مسلم لیگ مرکزی حکومت محکمہ مرسلہ حیات اور بعض اخبارات کو قرار دیا۔

حضورؓ کے بیان کے متعلق بعض آراء وتاثرات محترم چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ نے تحریر کئے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

ہر وکیل جو ملتا ہے تعریف کرتا ہے۔ بے حد تعریف اپنے اپنے رنگ میں کوئی اپنی خفت مٹانے کے لئے اپنے وکیلوں کو کوستا ہے۔.....کوئی کہتا ہے کہ ایسا مولوی تلاش کرنا چاہئے تھا جس کو دینی اور دنیاوی علوم پر عبور ہوتا۔ کوئی مظہر علی اظہر اور میکش کو کوستا ہے اور نالائق بیان کرتا ہے۔ اور بعض یک زبان ہوکر کہتے ہیں کہ واقعی ایسا بیان دہانت کا شاہکار ہے۔ میر قیوم ایک مشہور وکیل نے کہا کہ خیالات سے کوئی متفق ہو یا نہ ہو۔ مگر بیان پڑھ کر یہ احساس شدید ہوا ہے کہ بیان (Straight) ہے اور پوری دیانت وامانت سے اپنی رائے کا اظہار ہے...ان مولویوں کی زبردست شکست ہے کہ کچھ بھی اپنے مطلب کی بات نہ پوچھ سکے۔ ایک نے کہا کہ ایک تو یہ ثابت ہوگیا ہے کہ مرزا صاحب پاکستان میں واحد عالم ہے۔ بیان میں تناقص قطعًا نہیں....لوگ حیران ہیں کہ اس قدر اختصار...اور ایسے مشکل اور حیران کن مسائل کے متعلق....ایک وکیل نے کہا مرزائیوں کے عقائد بڑے (Rational) ہیں انہوں نے مذہب کو Rational کر دیا ہے۔......مرزائیوں کے عقائد عقل اور دلیل پر مبنی ہیں...ایک ہنس کر کہنے لگا مجھے تو ڈر ہے منیر بھی (چیف جسٹس) مرزائی نہ ہوجائے۔''

محترم جناب گیانی عباداللہ صاحب نے لاہور سے ایک خط میں پڑھے لکھے طبقہ کے تاثرات پیش کر کے لکھا:

''پڑھا لکھا طبقہ جن میں بعض کمیونسٹ بھی شامل ہیں کہہ رہا ہے کہ اگر تو اسلام کی یہی تعلیم ہے جو حضور نے بیان کی ہے۔ تو پھر یہ اسلام ایسا ہے جو مستقبل میں قابل قبول ہوگا۔ مولوی کا اسلام تو بہت گھناؤنا ہے اس کے لئے کوئی جگہ نہیں۔'' (تاریخ احمدیت جلد ۱۶ صفحہ ۴۱۱)

تحقیقاتی عدالت کے ججوں نے اپنی رپورٹ میں یہ بھی لکھا ہے:

''اُن بہت سی تعریفوں کے پیش نظر جو کہ علماء نے پیش کی ہیں۔ کیا ہمیں کسی تبصرے کی ضرورت ہے۔ سوائے اس کے کہ کوئی بھی دو مقدس عالم اس بنیادی اصول پر متفق نہ تھے اگر ہم خود اسلام کی تعریف پیش کرنے کی کوشش کریں جیسا کہ ہر فاضل دین نے کی ہے اور ہماری تعریف ان سے مختلف ہو جو دوسروں نے کی ہے تو ہم متفقہ طور پر دائرہ اسلام سے خارج اور اگر ہم کسی ایک عالم کی بتائی ہوئی تعریف کو قبول کر لیں تو ہم صرف اس ایک عالم کی تعریف کے مطابق ہی مسلمان رہتے ہیں لیکن باقی تمام علماء کی تعریفوں کے مطابق ہم کافر بن جاتے ہیں۔''

حضرت مصلح موعودؓ نے اس پرآشوب زمانہ میں جماعت کو جس طرح ہر قسم کی لاقانونیت اور عدم تعاون سے الگ رکھا وہ حضور کی قائدانہ صلاحیتوں کا مظاہرہ اور خدائی تائید ونصرت کا جلوہ ہے۔

حضورؓ کی المناک وفات پر ملکی اور غیر ملکی پریس نے آپ کی ملکی اور قومی خدمات کو سراہتے ہوئے آپ کی وفات کی خبر کو نمایاں طور پر شائع کیا۔ اسی طرح اندرون ملک اور بیرون ملک کے دانشوروں صحافیوں اور مذہبی راہنماؤں نے خراج تحسین پیش کیا۔ ایک ادیب وصحافی سید ابونازش ظفر رضوی نے لکھا:

''افسوس کہ وہ وجود جو انسانیت کے لئے سراپا احسان ومروت تھا آج اس دنیا میں انہیں وہ عظیم الشان سپر آج پیوند زمین ہے۔ جس نے مخالفین اسلام کی ہر تلوار کا وار اپنے سینے پر برداشت کیا مگر یہ گوارا نہ کیا کہ اسلام کو گزند پہنچے۔

حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحبؓ کی وفات سے جماعت احمدیہ یقیناً بہت غمگین ہے کیونکہ اس کا وہ امام اور سربراہ رخصت ہو چکا ہے جس نے اس جماعت کو بنیان مرصوص بنادیا لیکن اس جماعت سے باہر بھی ہزاروں ایسے افراد ہیں جو اختلاف عقائد کے باوجود آپ کی وفات کو دنیائے اسلام کا ایک عظیم سانحہ سمجھ کر بے اختیار اشکبار ہیں۔ آپ نے دنیا کے مختلف ممالک میں چار سو کے قریب مساجد تعمیر کروائیں۔ تبلیغ اسلام کے لئے یکصد مشن قائم کئے۔ جو عیسائیت کی بڑھتی ہوئی رُو کے سامنے ایک آہنی دیوار بن گئے۔ مختصر یہ کہ حضرت صاحب نے اپنی زندگی کا ایک ایک سانس اپنے مولیٰ کی رضا اور اسلام کی سربلندی کے لئے وقف کر دیا تھا۔ خدا ان سے راضی ہوا اور وہ خدا سے راضی ہوئے۔ اگر مَیں ایک شیعہ ہوتے ہوئے انہیں رضی اللہ عنہ لکھتا ہوں تو یہ ایک حقیقت کا اظہار ہے۔ محض اخلاقی رسم نہیں۔'' (الفضل ۱۹۶۶ء)

☆☆☆☆☆

بقیہ مضمون از صفحہ نمبر 21

ہیں۔ اور اللہ فساد کرنے والے کو اصلاح کرنے والے کے مقابلہ میں خوب جانتا ہے۔ اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا۔ اللہ یقیناً غالب اور حکمت والا ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ یتیموں کی اصلاح کی ضرورت کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''یتامیٰ کے متعلق آج دنیا میں بڑا ظلم ہو رہا ہے۔ یا تو ان پر حد سے زیادہ سختی کی جاتی ہے یا پھر حد سے زیادہ پیار کیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ بگڑ جاتے ہیں۔ حالانکہ نہ ان پر زیادہ سختی کرنی چاہئیے اور نہ اتنا پیار کرنا چاہئیے کہ خواہ وہ کچھ کریں، یہ کہدیا جائے کہ اسے کچھ نہیں کہنا۔ اس کا باپ مرا ہوا ہے۔ عام طور پر لوگ ان کو لاوارث پاکر یا تو حد سے زیادہ سختی کرتے ہیں یا پھر حد سے زیادہ نرمی۔ لوگ جھوٹے رحم سے کام لیکر انہیں کچھ نہیں کہتے۔ اور اس طرح وہ بچے یتیم رہ جاتے ہیں۔ بگڑ جاتے اور ان کی زندگی تباہ ہوجاتی ہے۔ قرآنِ کریم کہتا ہے کہ تم ہر بات میں ان کی اصلاح کو مدنظر رکھو۔ درمیانی راہ اختیار کرو۔ قرآنِ کریم میں ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ یتامیٰ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ کہ وہ لوگ جو ان کی طرف توجہ نہیں کرتے انہیں یہ تو سوچنا چاہئیے کہ کیا یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ خود مرجائیں اور اپنے بچوں کو یتیم چھوڑ جائیں۔ اس رنگ میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ یتامیٰ کی پرورش اور ان کی نگہداشت ایک اہم ترین فرض ہے۔''

(تفسیر کبیر جلد دوم: ۴۹۶)

یتیم کے مال کی حفاظت کی جائے

یہ ایک اہم خلق اور یتیموں کی کفالت کے لئے لازمی امر ہے۔ کہ یتیموں کے مال کی حفاظت کی جائے۔ سڑک حادثات یا پھر بمباری کی وجہ سے یا بعض اور مواقع پر والد اور والدہ دونوں ہی فوت ہوجاتے ہیں۔ ان میں سے بعض لوگ اپنے پیچھے مال چھوڑ جاتے ہیں۔ ایسے مواقع پر جن لوگوں نے ان بچوں کی پرورش کی ذمہ داری لی ہے۔ خواہ وہ رشتہ دار ہوں یا سماج کے دیگر ذمہ دار افراد ہوں انہیں لازمی ہے کہ ان کا مال امانت داری کے ساتھ رکھا جائے اور وہ مال، ان بچوں کو اس وقت دیا جائے جب وہ بلوغت کی عمر کو پہنچ کر اپنے مال کی دیکھ بھال وہ خود کرسکتے ہوں۔ زمین ہوسکتی ہے۔ کاروبار ہوسکتے ہیں۔ یا نقدی ہوسکتی ہے۔ یا آمدنی کا کچھ اور ذریعہ ہوسکتا ہے۔ کفیلوں کو چاہئیے کہ وہ ان ذرائع آمدنی کی حفاظت کر کے جب یتیم بچے اس قابل ہوجائیں کہ وہ خود سنبھال سکیں تو پھر پورا حساب کے ساتھ واپس ادا کریں۔ ہاں اگر کفیل بالکل غریب ہے تو معروف رنگ میں اس مال میں سے خرچ کر کے اپنے ضروری اخراجات نکالے اور اسی مال میں سے بچوں کی پرورش بھی کرے مگر خوفِ خدا کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وابتلوا الیتامیٰ حتی اذا بلغوا النکاح فان اٰنستم منهم رشداً فادفعوا الیهم اموالهم ولا تأکلوها اسرافاً و بدارًا ان یکبروا ومن کان غنیًا فلیستعفف و من کان فقیرًا فلیأکل بالمعروف فاذا دفعتم الیهم اموالهم فاشهدوا علیهم وکفیٰ باللّٰه حسیبًا (سورۃ النساء : ۷)

یعنی اور یتیموں کی آزمائش اس وقت تک کہ وہ شادی کے عمر کو پہنچ جائیں کرتے رہو۔ پھر اگر تم ان میں کچھ سمجھ کے آثار دیکھو تو ان کے مال انہیں واپس دے دو۔ اور ان کے جوان ہوجانے کے خوف سے ان مالوں کو ناجائز طور پر اور جلدی جلدی نہ کھاؤ اور جو کوئی مال دار ہو اسے چاہئیے کہ وہ اس مال کے استعمال سے کلی طور پر اجتناب کرے لیکن جو نادار ہو وہ مناسب طور پر اس مال میں سے کھائے۔ پھر جب تم انہیں ان کے مال واپس دے دو۔ تو ان یتامیٰ کے روبرو گواہ مقرر کرلو۔ اور اللہ حساب لینے کے لحاظ سے اکیلا کافی ہے۔

قوم کو دردمندانہ نصیحت

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

''پس ضروری ہے کہ ساری قوم کا یہ کیریکٹر بن جائے کہ جب کوئی شخص فوت ہو، یہ سوال نہ ہو کہ کون اس کے بچوں کی پرورش کرے گا۔ بلکہ لوگ خود دوڑتے ہوئے جائیں، اور ان بچوں کو اپنے سینہ سے لگاتے ہوئے، اپنے گھروں میں لے آئیں، اور اپنے بچوں کی طرح بلکہ اپنے بچوں سے بھی بڑھکر، ان سے محبت اور پیار اور نرمی اور شفقت کا سلوک کریں۔''

(تفسیر کبیر، جلد، دوم : ۴۹۷)

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم قرآنِ کریم کی اس حسین تعلیم کو حضرت مصلح موعودؓ کے حوالہ سے غیروں تک پہنچائیں اور انہیں اسلام کی فطرتی تعلیم کا گرویدہ بنانے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

احترام خلافت اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

(محمد کلیم خان مبلغ انچارج بنگلور کرناٹک)

منصب نبوت کے بعد منصب خلافت آتا ہے۔ ان ہر دو مناصب پر فائز بزرگان (انبیاء علیہم السلام و خلفاء کرام) کا مقام ''امام'' کا ہوتا ہے تو دوسروں کا مقام اِن کے مقابل پر ماموم کا ہوتا ہے۔ یہ عالی مناصب چونکہ خداداد ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کا واجبی احترام لازمی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

اِنَّما الْمُؤمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَاِذَا کَانُوْا مَعَہٗ عَلٰی اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْھَبُوْا حَتّٰی یَسْتَاْذِنُوْہ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَکَ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ۔ فَاِذَا سْتَاْذَنُوْکَ لِبَعْضِ شَاْنِھِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْھُمْ وَاسْتَغْفِرْلَھُمُ اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ (سورۃ النور آیت ۶۳)

ترجمہ: صرف وہی لوگ مومن کہلانے کے مستحق ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں اور جب کسی قومی کام کے لئے اس (رسول) کے پاس بیٹھے ہوں تو اُٹھ کر نہیں جاتے جب تک اس کی اجازت نہ لے لیں۔ وہ لوگ جو کہ اجازت لیکر جاتے ہیں وہی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ جب وہ اپنے کسی اہم کام کے لئے تجھ سے اجازت لیں تو اُن میں سے جن کے متعلق تو چاہے اُنہیں اجازت دے دے۔ اور اللہ سے ان کے لئے بخشش مانگ اور اللہ یقیناً بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ (ترجمہ از تفسیر صغیر)

اس کی وضاحت کرتے ہوئے ایک واقعہ کا ذکر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ یوں بیان فرماتے ہیں:

''مجھے یاد ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ ایک دفعہ لاہور تشریف لے گئے۔ جب آپ نے واپس قادیان آنے کا ارادہ فرمایا تو چونکہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے ابھی وہاں کچھ دن اور ٹھہرنا تھا۔ اس لئے آپ نے مجھے لاہور میں ہی ٹھہرنے کی ہدایت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تم اُن کے ساتھ آجانا جب مَیں آیا اور آپ کے پاس آکر مَیں نے السلام علیکم کہا تو میرے سلام کا جواب دینے سے بھی پہلے آپ نے فرمایا۔ میاں تمہیں معلوم ہے کہ ہمارے ساتھ کیا ہوا۔ مَیں نے کہا مجھے تو معلوم نہیں۔ آپ نے فرمایا ہمارے ساتھ جتنے بھی آدمی تھے وہ سارے ہمیں بٹالہ چھوڑ کر آگئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ان لوگوں نے امر جامع کے متعلق جو قرآنی حکم تھا اس پر عمل نہ کیا۔ خلیفہ وقت کا وجود تو ایسی اہمیت رکھتا ہے کہ اس کا اثر سارے عالم اسلام پر پڑتا ہے۔ اگر خدانخواستہ کوئی حادثہ ہو جائے تو اس کا اثر سب جماعت پر پڑے گا۔ اس لئے اس بارہ میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تو اس سختی کے ساتھ اس پر عمل کرتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تھوڑی دیر کے لئے بھی اِدھر اُدھر ہونا اُن کے لئے ناقابل برداشت ہو جاتا تھا۔''

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۴۰۷)

اطاعت: اطاعت اور صرف اطاعت ہی نہیں بلکہ حسب موقعہ و محل اِن کے لئے خدمات بھی پیش کرنی ہیں اور یہی ماموم (متبعین) کی سعادت مندی ہے۔ اور اسی میں برکتیں بھی ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی زندگی (۱۸۸۹ء تا ۱۹۶۵ء) میں ایک دَور ماموم کا آیا اور دوسرا دَور امام کا۔ پہلا دَور یعنی ماموم کی حیثیت سے دو اماموں کے سامنے آیا۔ یعنی (۱۸۸۹ء تا ۱۹۰۸ء) کا دَور۔ حضرت امام مہدی و مسیح موعود نبی اللہ علیہ السلام کے سامنے اور اگلا دَور (۱۹۰۸ء تا ۱۹۱۴ء) خلیفہ برحق حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے سامنے آیا۔ فی الوقت آپؓ کی زندگی کے پہلے دَور کے دوسرے حصہ سے متعلق آپ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو آپؓ کے اندر احترام خلافت کے جذبہ کا قابلِ تقلید نمونہ ہمیں نظر آتا ہے۔ آپ کی اس سیرت کا مطالعہ اور اس سے استفادہ کرنا۔ اس لئے بھی ضروری ہے کہ بعد میں آپ کو بھی خداداد منصب خلافت ملنا تھا۔ اس لئے آپ کا یہ عمل قابل تقلید بھی بن جاتا ہے۔ جیسا کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:

عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْن۔

(مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۱۲۶)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات (۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء) کے بعد اللہ تعالیٰ نے صدیق ثانی حضرت مولانا حکیم نور الدین اعظم رضی اللہ عنہ کو منصب خلافت پر فائز فرمایا تو آپ کے سامنے ساری جماعت ماموم کی طرح تھی اور کل جماعت نے شرح صدر کے ساتھ آپؓ کے دستِ مبارک پر بالاتفاق بیعت کر لی اور ان خوش نصیبوں میں سب سے پیش پیش حضرت مرزا محمود احمدؓ تھے۔ خدا تعالیٰ کے عارف بندوں کو بیعت کی حقیقت اور احترام خلافت (اَمر جامع) کا علم ہوتا ہے۔ اس لئے ان کے لئے کوئی مسئلہ کہیں نظر نہیں آتا۔ مگر دوسروں کے لئے کئی چور دروازے نظر آنے لگتے ہیں اور یہی لوگ اِباء۔ استکبار اور فرار کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ چنانچہ اس خلافت کے قیام کے ابتدائی چند ایام میں ایسے عناصر نے یہ شوشہ چھوڑا کہ خلافت کے اختیارات کو محدود کیا جائے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کو ابھی پندرہ دن بھی نہ گزرے تھے کہ خواجہ صاحب (خواجہ کمال الدین صاحب) نے مولوی محمد علی صاحب کی موجودگی میں مجھ سے سوال کیا کہ میاں صاحب! آپ کا خلیفہ کے اختیارات کے متعلق کیا خیال ہے۔ مَیں نے کہا کہ اختیارات کے فیصلہ کا وہ وقت تھا۔ جب کہ ابھی بیعت نہ ہوئی تھی جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے صاف صاف کہہ دیا کہ بیعت کے بعد تم کو پوری پوری اطاعت کرنی ہوگی اور اس تقریر کو سُن کر ہم نے بیعت کی تو اب آقا کے اختیارات مقرر کرنے کا حق غلاموں کو کب حاصل ہے؟ میرے اس جواب کو سن کر خواجہ صاحب بات کا رُخ بدل گئے اور کہا بات تو ٹھیک ہے مَیں نے یوں ہی علمی طور پر دریافت کی تھی اور ترکوں کی خلافت کا حوالہ دیکر کہا کہ چونکہ آج کل لوگوں میں اس کے متعلق بحث شروع ہے۔ اس لئے مَیں نے بھی آپ سے اِس کا ذکر کر دیا۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ آپ کی کیا رائے ہے اور اس پر ہماری گفتگو ختم ہوگئی۔ اس سے بحرحال مجھ پر اُن کا عِندیہ ظاہر ہو گیا اور مَیں نے سمجھ لیا کہ اِن لوگوں کے دلوں میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا کوئی ادب اور احترام نہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح خلافت کے اس طریق کو مٹا دیں جو ہمارے سلسلہ میں جاری ہوا ہے۔''

(بحوالہ سوانح فضل عمر جلد اوّل صفحہ ۱۸۶)

صاف ظاہر ہے کہ خلیفہ وقت کے سامنے اپنے آپ کو غلام شمار کیا۔ کامل اطاعت کا اقرار کیا۔ مگر آپؓ کے مدِّ مقابل خلافت کا عدم احترام کرنے والوں نے ایک اور شوشہ چھوڑا کہ خلیفہ اور انجمن کے اختیارات کیسے ہوں یعنی کوشش یہ تھی کہ لوگوں کے دلوں سے خلافت کا احترام مٹایا جائے یا کم از کم انجمن کو خلیفہ پر حاکم کی حیثیت دی جائے۔ اس سلسلہ میں وضاحت کے لئے خود حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے پاس ایسے سوالات پہنچے تو آپؓ نے اِن سوالات کی کئی نقول کر کے سرکردہ لوگوں سے جواب طلبی کی اور حضرت میاں محمود احمدؓ سے بھی دریافت فرمایا۔ اَوروں نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق کچھ احترام خلافت اور کچھ عدم احترام خلافت کے بارہ میں لکھا۔ مگر حضرت مصلح موعودؓ نے ایسے اہم معاملہ میں جواب سے قبل اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا کی اور اُسی سے رہنمائی چاہی اور آخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کی زبان پر یہ آیت جاری ہوئی

''قُلْ مَایَعبؤ بِکُمْ رَبِّی لَوْلَا دُعَاءُ کُمْ'' اس آیت سے یہ تفہیم ہوئی کہ جو لوگ خلافت احمدیہ کے خلاف ہیں اُن کو خداوند تعالیٰ کی طرف سے کہہ دو کہ یورپ کی تقلید میں کامیابی اور فلاح نہیں۔ یہ دینی سلسلہ ہے اس لئے جس طرح خدا کے نبیوں کے خلیفے ہوتے رہے ہیں۔ اُسی طرح یہاں بھی خلافت ہی ہوگی۔ لیکن اگر وہ باز نہیں آئیں گے تو خدا کو اُن کی کوئی پرواہ نہیں۔ کامیابی اسی میں ہے کہ وہ خدا کے حضور گِر جائیں اور زاری کریں۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو خدا کا عذاب موجود ہے۔ غرض اس طرح سے جب خدا نے آپؓ پر حقیقت واضح کر دی تو آپ نے اپنی رائے لکھ کر بھیج دی کہ خلیفہ انجمن پر حاکم ہے نہ کہ انجمن خلیفہ پر۔ (سوانح فضل عمر جلد اوّل صفحہ ۱۹۲)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو خلافت سے اِس قدر والہانہ محبت و احترام تھا کہ ان کے روّیہ سے مایوس ہونے کے بعد ان کو خلافت کی پیشکش کر دی۔ ایسے وقت میں بھی آپ کی سیرت سامنے آجاتی ہے کہ کس قدر احترام آپ کے دل میں خلیفہ وقت اور خلافت کا ہے۔ واقعہ آپؓ کے الفاظ میں یوں ہوا۔ ۱۹۱۰ء کے آخری مہینوں کا واقعہ ہے کہ:

''دوپہر کے وقت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب میرے پاس آئے کہ ایک مشورہ کرنا ہے آپ ذرا مولوی محمد علی صاحب کے مکان پر تشریف لے چلیں۔ میرے نانا صاحب میر ناصر نواب صاحب کو بھی وہاں بلوایا گیا تھا۔ جب مَیں وہاں پہنچا تو مولوی محمد علی صاحب۔ خواجہ صاحب، مولوی صدرالدین صاحب اور ایک یا دو آدمی وہاں پہلے سے موجود تھے۔ خواجہ صاحب نے ذکر شروع کیا کہ آپ کو اس لئے بلوایا ہے کہ حضرت مولوی صاحب کی طبیعت بہت بیمار ہے۔ پس اس وقت دوپہر کو جو آپ کو تکلیف دی ہے تو اس سے ہماری غرض یہ ہے کہ کوئی ایسی بات طے ہو جاوے کہ فتنہ نہ ہو اور ہم لوگ آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم میں سے کسی کو خلافت کی خواہش نہیں ہے۔ کم سے کم میں اپنی ذات کی نسبت تو کہہ سکتا ہوں کہ مجھے خلافت کی خواہش نہیں ہے اور مولوی محمد علی صاحب بھی آپ کو یہی یقین دلاتے ہیں اس پر مولوی محمد علی صاحب بولے کہ مجھے بھی ہرگز خواہش نہیں۔ اس کے بعد خواجہ نے کہا کہ ہم بھی آپ کے سِوا خلافت کے قابل کسی کو نہیں دیکھتے اور ہم نے اس امر کا فیصلہ کر لیا ہے لیکن آپ ایک بات کریں کہ خلافت کا فیصلہ اُس وقت تک نہ ہونے دیں۔ جب تک ہم لاہور سے نہ آجاویں۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص جلد بازی کرے اور پیچھے فساد ہو۔ ہمارا انتظار ضرور کر لیا جاوے۔

میر صاحب نے ان کو یہ جواب دیا کہ ہاں جماعت میں فساد مٹانے کے لئے کوئی تجویز ضرور ہونی چاہئے۔ مگر مَیں نے اُس وقت کی ذمہ داری کو محسوس کر لیا اور صحابہؓ کا طریق میری نظروں کے سامنے آگیا کہ ایک خلیفہ کی موجودگی میں دوسرے کے متعلق تجویز خواہ وہ اُس کی وفات کے بعد کے لئے ہی کیوں نہ ہو ناجائز ہے۔ پس مَیں نے اُن کو یہ جواب دیا کہ ایک خلیفہ کی زندگی میں اس کے جانشین کے متعلق تعیّن

کردینی اور فیصلہ کردینا کہ اس کے بعد فلاں شخص خلیفہ ہوگناہ ہے۔ مَیں تو اس امر میں کلام کرنے کو ہی گناہ سمجھتا ہوں۔‘‘ (آئینہ صداقت صفحہ ۱۴۶ تا ۱۴۷ طبع اوّل)

اس سے ایک طرف ان لوگوں کا حال بھی معلوم ہو جاتا ہے جو خلافت کا احترام نہیں کرتے۔ دوسری طرف حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا حال بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ کے دل میں کس قدر منصبِ خلافت کا احترام تھا۔ پھر خلیفہ وقت سے بھی آپ کی یگانگت جو تھی وہ بھی ظاہر و باہر تھی۔ اس لئے آپ کے حاسدوں نے ایسی چال چلنا چاہی۔ جس سے خلیفۂ وقت کی نظروں سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو گرایا جا سکے۔ چونکہ نظامِ جماعت جو نظامِ خلافت کے تابع ہوتا ہے اس تعلق سے خلیفہ وقت کا فیصلہ آخری Authority ہوتی ہے اس لئے ایک موقعہ ایسا آیا۔ جس میں حضرت خلیفہ اوّلؓ فیصلہ کر چکے تھے۔ چنانچہ صدر انجمن کی ایک جائیداد کو جب بیچنے کا وقت آیا تو بلالحاظ قیمت بازار اُسے کسی قدر کم قیمت اور رعایت پر اس کے سابق مالک کو ہی بیچنے کا فیصلہ حضرت خلیفہ اوّل (رضی اللہ عنہ) نے کر دیا تھا۔ اس پر انجمن کے بعض کارندوں نے بُرا منایا۔ واقعہ کی تفصیل یوں ہے کہ:

معاملہ اجلاس میں پیش ہوا۔ ڈاکٹر سیّد محمد حسین شاہ صاحب نے کہا کہ ہم لوگ خدا کے حضور جوابدہ ہیں اور ٹرسٹی ہیں اور حضرت صاحبزادہ صاحب سے پوچھا ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا کہ جب حضرت خلیفہ اوّل فرماتے ہیں کہ اس شخص کو رعایت کریں تو ہمیں بھی اس کی رعایت کرنی چاہئے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس پر کہا کہ حضرت نے تو اجازت دے دی ہے۔ جب خط سنایا گیا تو آپ کو اس سے صاف ناراضگی کے آثار معلوم ہوئے اور آپ نے کہا کہ یہ خط تو ناراضگی پر دلالت کرتا ہے نہ کہ اجازت پر۔ اس پر ڈاکٹر صاحب نے ایک لمبی تقریر کی جس میں خشیۃ اللہ اور تقویٰ اللہ کی آپ کو تاکید کرتے رہے۔ آپ نے بار بار یہی جواب دیا کہ آپ جو چاہیں کریں میرے نزدیک تو یہی رائے درست ہے۔ چونکہ باقی سارے ممبر اُن کے ہمنوا تھے۔ اس لئے کثرت رائے سے اپنی منشاء کے مطابق فیصلہ کیا۔ جس کے مختصر الفاظ یہ تھے:

درخواست سید زمان شاہ صاحب برائے توسیع میعاد نامنظور ہے۔ پندرہ یوم کی میعاد ان کو دی گئی تھی انہوں نے حسبِ منشاء فیصلہ انجمن روپیہ دیکر رجسٹری نہیں کرائی۔ سیّد زماں شاہ کا روپیہ واپس دیا جائے۔ ازاں بعد ممبران انجمن حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی خدمت میں پہنچے اور بتایا کہ یہ فیصلہ سب کے مشورہ سے ہوا ہے اور صاحبزادہ صاحب بھی اس میں موجود تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے حضرت صاحبزادہ صاحب کو طلب فرمایا۔ آپ تشریف لے گئے حضرت خلیفہ اوّل نے فرمایا کیوں میاں ہمارے حکموں کی اس طرح خلاف ورزی کی جاتی ہے؟ آپ نے عرض کیا کہ مَیں نے تو صاف کہہ دیا کہ اس امر میں حضرت خلیفۃ المسیح کی مرضی نہیں۔ اس لئے اس طرح نہیں کرنا چاہئے اور آپ کی تحریر سے اجازت نہیں بلکہ ناراضگی ٹپکتی ہے۔ یہ سن کر حضرت خلیفہ اوّلؓ نے ممبران انجمن سے فرمایا کہ دیکھو تم اس کو بچہ کہا کرتے ہو۔ یہ بچہ میرے خط کو سمجھ گیا۔ اور تم لوگ اس کو سمجھ نہ سکے۔ پھر بہت کچھ تنبیہ کی اور فرمایا: اطاعت میں ہی برکت ہے۔ اپنا رویہ بدلو ورنہ خدا تعالیٰ کے فضلوں سے محروم ہو جاؤ گے۔‘‘ (تاریخ احمدیت جلد سوئم جدید مطبوعہ قادیان ۲۰۰۷ء صفحہ ۲۶۷)

خلافت کے حکموں کی اطاعت کے معاملہ میں آپ کی سیرت واضح ہے اور آپ کے حاسدوں کی کوشش کہ خلیفہ وقت سے بدظّن کروایا جائے۔ آپ کے دل میں خلیفہ کا احترام جو تھا اس کا تقاضا یہ بھی تھا کہ آپ اپنے آقا (خلیفہ وقت) سے فیض یاب ہوئے۔ چنانچہ اس معاملہ میں بھی آپ کی سیرت نمایاں تھی۔ اس دَور (۱۹۰۸ء تا ۱۹۱۴ء) میں آپ اکثر اَوقات خلیفہ وقت کی صحبت میں ہی گزارتے۔ آپ کی باتیں سنتے۔ چنانچہ آپ نے بعد میں خلیفہ وقت سے (حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے دربار سے سُنی ہوئی باتیں اور ہدایات کو) جو بیان فرمایا ہے وہ اس قدر طویل ہے کہ (یعنی حضرت مصلح موعودؓ کے ذریعہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے دربار کی باتیں) اگر جمع کیا جائے تو ایک مستقل ضخیم کتاب بن سکتی ہے۔ فی الحال کثرت صحبت کے تعلق سے وابستے دو واقعات پیش کئے جاتے ہیں۔

اوّل: ایک دفعہ جبکہ حضرت خلیفہ اوّلؓ گھوڑے سے گر گئے تھے۔ سیدنا محمود آپ کے پاس بیٹھے دُعا کر رہے تھے اور آپ تکلیف سے کراہ رہے تھے کہ کئی بار پیغام آیا کہ میاں ناصر احمد صاحب تشویشناک طور پر بیمار ہیں حضرت سیدنا (مصلح موعودؓ) حضرت خلیفہ اوّلؓ کی بیماری کے باعث یہ سُن کر خاموش ہو گئے۔ مگر حضرت خلیفہ اوّلؓ اس وقت ہوش میں تھے آپؓ نے یہ بات سُن لی۔ آپ نے سیدنا محمود کی طرف اپنا رُخ مبارک کیا اور کسی قدر ناراضگی کے لہجہ میں فرمایا۔ ’’میاں تم گئے نہیں‘‘۔ اور پھر کہا کہ تم جانتے ہو کس کی بیماری کی اطاعت آدمی دے کر گیا ہے وہ تمہارا بیٹا ہی نہیں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پوتا بھی ہے۔ اس پر سیدنا (محمودؓ) کو بادلِ ناخواستہ اُٹھنا پڑا۔‘‘ (تاریخ احمدیت جلد سوئم جدید صفحہ ۵۷۰ حالات و واقعات خلافت اوّل)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی قابل رشک ضِد تھی جو خلیفہ وقت کی صحبت کو چھوڑنے پر تیار نہیں تھی اور اس صحبت کے مقابل پر اپنے بیٹے کی تشویشناک علالت کو مؤخر کر دیا اور اُس وقت اُسے چھوڑا جب اَلْاَمر فَوْق الْاَدَب کا موقعہ آیا۔ یعنی خود خلیفہ وقت کی بھی شفقت ایسی تھی کہ اپنے اس فرمابردار ماموم کو جُدا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ چنانچہ ایسے کئی واقعات خلیفہ وقت کے دربار میں آئے کہ بعض لوگ اس دربار میں خواہ مخواہ ایسی حد تک بیٹھے رہتے کہ خلیفہ وقت کو تخلیہ کی ضرورت ہوتی تھی اور آپ کو کہنا پڑتا تھا کہ دوست اب جا سکتے ہیں۔ اس طرح کے واقعات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خود حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

’’آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ) جب کبھی زیادہ بیمار ہوتے تو فرماتے دوست تشریف لے جائیں اس پر ایک تہائی لوگ چلے جاتے اور باقی بیٹھے رہتے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ پھر فرماتے دوست تشریف لے جائیں اس پر ایک تہائی اور چلے جاتے جیسا آپ دیکھتے اب بھی بعض لوگ بیٹھے ہیں تو پھر آپ فرمایا کرتے اب نمبردار بھی (کبھی فرماتے اب چودھری بھی) چلے جائیں مطلب یہ کہ ایسے لوگ جو سمجھتے ہیں کہ ہم مخاطب نہیں وہ گویا اپنے آپ کو نمبردار (یا چودھری) قرار دیتے ہیں۔ مجھے اس نظارہ کو دیکھنے کا اس طرح موقعہ مل جاتا کہ جب آپ فرماتے دوست اُٹھ کر چلے جائیں اور مَیں بھی اُٹھتا تو آپؓ فرماتے آپ بیٹھے رہیں میرا مطلب آپ سے نہیں اس لئے مجھے کئی دفعہ آپؓ سے یہ فقرہ سننے کا موقعہ مل گیا۔‘‘ (رسالہ ملک میں فتنہ و فساد کی روح کو کچلنے کی ضرورت صفحہ ۱۵ بحوالہ الفضل ۷ / جولائی ۱۹۳۲ء خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ / ستمبر ۱۹۵۶ء بحوالہ بدر جلسہ سالانہ نمبر صفحہ ۱۲)

خلیفہ وقت کے لئے حضرت مصلح موعودؓ کے دل میں جو احترام تھا وہ آپؓ کے مذکورہ بالا حالات و واقعات سے ظاہر ہوتا ہے علاوہ ازیں آپ کے کردار میں یہ عمل بھی شامل تھا چنانچہ یہ احترام خلافت ہی تھا کہ آپ جو بھی اہم کام کرتے وہ خلیفہ وقت کی اجازت سے کرتے چنانچہ خدمت دین کے لئے دُعاؤں کے ساتھ ایک تنظیم مجلس انصاراللہ جو آپ نے قائم کی تو حضور کی اجازت لیکر ہی قائم کی۔ پھر لندن مشن کے لئے چندہ خود اکٹھا کیا مگر لندن مشن پر جانے والے (حضرت چودھری فتح محمد سیالؓ) کو براہِ راست اخراجات سفر نہیں دیئے بلکہ خلیفہ وقت کی خدمت میں اسے پیش کر کے اُن ہی کے ذریعہ یہ رقم دینے کی استدعا کی۔ یہ بھی احترام خلافت کے تقاضا کے طور پر کیا۔ جو بھی کتاب وغیرہ لکھتے اُسے اشاعت سے قبل خلیفہ وقت کے علم میں لا کر آپؓ کی اصلاح اور اجازت لیکر ہی شائع فرماتے اور خلیفۂ وقت کے خلاف اُٹھنے والی ہر آواز کا دِفاع کرتے۔ چنانچہ آپؓ نے انجمن انصاراللہ کی جانب سے رسالہ ’’خلافت احمدیہ‘‘ ۲۳ / مارچ ۱۹۱۳ء کو شائع فرمایا۔ اس رسالہ کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

’’خلافت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ وہی باتیں ہیں جن کا مفصل جواب خلافت احمدیہ میں حضرت خلیفۂ اوّل کے ماتحت انجمن انصاراللہ نے دیا تھا..... جس کا خود خلیفہ اوّلؓ نے حکم دیا اسے دیکھا اصلاح فرمائی اجازت دی۔‘‘

(القول الفصل صفحہ ۴۶ طبع اوّل)

بہرحال خلیفہ وقت اور خلافت کے دشمنوں کے خلاف آپ نے ایسی ہی خدمات کی ہیں جیسا کہ قرونِ اُولیٰ میں حضر خالد بن ولیدؓ نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء کرام کے لئے کی تھیں۔ اور یہ ایسی حقیقت تھی کہ خود خلیفہ وقت اُسے تسلیم فرماتے تھے۔

چنانچہ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے معاندین خلافت کو مخاطب کرتے ہوئے دیگر باتیں سمجھانے کے بعد یہ بھی تنبیہًا فرمایا:

’’اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مُرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔‘‘ (بدر ۲۸ / جون ۱۹۱۲ء بحوالہ سوانح فضل عمر صفحہ ۲۰۷)

اس امر واقعہ کی وضاحت کرتے ہوئے ایک مرتبہ آپؓ نے فرمایا کہ:

’’حضرت خلیفہ اوّلؓ کی خلافت کے خلاف جب حملے ہوئے تو حضرت خلیفہ اوّل نے فرمایا تھا کہ مفرور مت ہو میرے پاس خالد ہیں جو تمہارا سر توڑ دیں گے مگر اُس وقت سوائے میرے (المصلح الموعودؓ ناقل) کوئی خالد نہیں تھا۔ صرف مَیں ایک شخص تھا۔ جس نے آپ کی طرف سے دِفاع کیا....اور ان سے چالیس سال گالیاں سنیں۔‘‘

(الفضل ۱۵ / مارچ ۱۹۵۷ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۱۸ جدید صفحہ ۲۷۹ مطبوعہ قادیان ۲۰۰۷ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی یہ سیرت جو خلافت کے احترام کے تعلق سے تھی وہ خلیفہ وقت سے پوشیدہ نہ تھی۔ بلکہ خلیفہ وقت کی طرف سے اس اطاعت و فرمانبرداری کے لئے خراج تحسین بھی پیش کی جا چکی تھی۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے واضح الفاظ میں فرمایا تھا:

’’میاں محمود بالغ ہے۔ اس سے پوچھ لو وہ سچا فرمانبردار ہے۔ ہاں ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ سچا فرمانبردار نہیں۔ مگر نہیں۔ مَیں خوب جانتا ہوں کہ وہ میرا سچا فرمانبردار ہے اور ایسا فرمانبردار کہ تم (میں سے) ایک بھی نہیں۔‘‘ (بحوالہ سوانح فضل عمر جلد اوّل صفحہ ۲۰۴)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی یہ سنّت جو احترام خلافت کے تعلق سے ظاہر ہے اُس کی اقتداء کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ سب خیر و برکت اسی میں ہے۔ والحمدللہ رب العالمین

☆☆☆☆☆

حضرت مصلح موعودؓ اور یتامیٰ کی کفالت

حافظ سید رسول نیاز مبلغ سلسلہ چنتہ کنٹہ آندھرا پردیش

مامور زمانہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خوشخبری پا کر ۲۰/فروری/۱۸۸۶ءکوایک پیشگوئی فرمائی کہ آپؑ کے ہاں ایک پسر عظیم پیدا ہوگا جو کہ اسلام کا نام روشن کرنے والا ہوگا۔اس پیشگوئی کو ’’ پیشگوئی دربارہ مصلح موعود‘‘ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضورؑ کے ہاں مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ بتاریخ ۱۲/جنوری/۱۸۸۹ءکو پیدا ہوئے۔ اور آپؓ ۱۴/مارچ/۱۹۱۴ءکو جماعتِ احمدیہ کے دوسرے خلیفہ کے طور پر منتخب ہوئے۔ جبکہ ۲۸/جنوری ۱۹۴۴ءکو آپؓ نے الہامِ الٰہی پا کر یہ اعلان فرمایا کہ وہ مصلح موعود آپؓ ہی ہیں۔جس کی پیشگوئی حضرت مسیح موعودؑ نے فرمائی تھی۔ اور 52 سال جماعتِ احمدیہ کی کامیاب قیادت فرمائی۔آپؓ کی زندگی کے کارناموں کا مطالعہ کرنے سے ہر ایک ذی شعور سمجھ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہ تمام علامات جو اس پیشگوئی میں بیان کئے گئے تھے، وہ تمام اپنی شان وشوکت کے ساتھ پوری ہوگئی ہیں۔اس طرح پیشگوئی مصلح موعودؓبھی حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی ایک عظیم الشان دلیل ثابت ہوئی۔ پیشگوئی میں آپؓ کے بارہ میں ’’ اور دل کا حلیم‘‘ کے الفاظ بیان کئے گئے ہیں۔ بعینہٖ ان الفاظ کے مطابق ہی حضرت مصلح موعودؓ کی ساری زندگی گذری اور عہدِ خلافت بھی صفتِ حلیم کی آئینہ دار رہی ہے۔

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی مصلح موعودؓ نے ’’ یتامیٰ کی کفالت‘‘ کے تعلق سے نہ صرف اہم خدمات سرانجام دیں بلکہ یتیموں کی کفالت کے بارہ میں نہایت اہم اور زریں ھدایات ارشاد فرمائیں۔خود بھی اس کار خیر میں حصہ اور اپنے خاندان اور اپنی جماعت کو بھی یتیموں کی پرورش کرنے کی نصیحت فرمائی۔ موجودہ دور میں اس مضمون کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ چونکہ مذہبی فسادات، بمباری، سڑک حادثات، آفاقی مصائب یعنی زلزلے، طوفان اور سیلاب سے کئی لاکھوں بچے روز یتیم ہو رہے ہیں۔ امیر ممالک اپنی برتری قائم رکھنے کے لئے غریب ممالک پر دہشت گردی کے نام سے حملہ کر رہے ہیں۔ ان حملوں میں عام شہری ہلاک کئے جارہے ہیں۔ اس طرح روز بروز یتیم بچوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

قرآنِ کریم میں یتیموں کی پرورش کی تعلیم

قرآنِ کریم میں مختلف جگہوں پر یتیموں کی پرورش کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور ان کی کفالت کے لئے مفید اصول اور ضوابط بھی تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

واٰتوا الیتامٰی اموالھم ولا تتبدلوا الخبیث بالطیب ولا تأکلوا اموالھم الیٰ اموالکم انه کان حُوباً کبیراً۔(سورۃ النساء: ۳)

ترجمہ:۔ اور یتیموں کو ان کے مال دے دو اور پاک مال کے بدلے میں ناپاک مال نہ لو۔اور ان کے مال اپنے مال سے ملا کر نہ کھاؤ۔یہ یقیناً بڑا گناہ ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن حتی یبلغ اشدہ۔

(سورۃ الانعام : ۱۵۴)

ترجمہ:۔ اور تم یتیم کے مال کے پاس اس کے جوانی کو پہنچنے تک بے احتیاطی سے نہ جاؤ۔

آنحضرتؐ اور یتامیٰ کی پرورش کی ھدایت

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خود یتیم تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی کفالت کے بہتر انتظام فرمادئے تھے۔ آپؐ کی پیدائش سے قبل ہی آپؐ کے والد کا انتقال ہوگیا تھا۔ جب آپؐ کا تولد ہوا تو آپؐ کو عرب روایات کے مطابق شہر سے باہر دائی حلیمہ کے ہاں پرورش کے لئے بھیجا گیا۔ والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد آپؐ کے دادا عبد المطلب نے آپؐ کی دیکھ بھال کی ذمہ داری لی۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ اب عنقریب ان کو بھی اس فانی دنیا سے جانا ہے تو اپنے بیٹے ابو طالب کو بُلا کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کی ذمہ داری سونپ دی۔ اور آپؐ کے چچا ابو طالب نے بھی آپؐ کو اپنے بیٹوں سے بھی زیادہ پیار اور محبت سے رکھا۔لیکن حضورؐ بچپن سے ہی باوقار شخصیت کے مالک تھے۔حدیث شریف میں آیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ’’ انا وکافل الیتیم فی الجنة ھٰکذا۔ واشار بالسبابة والوسطیٰ وفرج بھا‘‘ **ترجمہ:۔** مَیں اور یتیم کی پرورش کرنے والا (معاملات انجام دینے والا، کفالت کرنے والا) جنت میں اس طرح ہوں گے۔ اور اپنی درمیانی اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا اور دونوں کے درمیان فاصلہ رکھا۔ (بخاری)

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ:

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ’’ کافل الیتیم له او لغیرہ انا وھو کھاتین فی الجنة‘‘ (بخاری)

ترجمہ:۔ جو یتیم کی پرورش کرتا ہے خواہ وہ اس کا رشتہ دار ہو یا اجنبی ہو وہ اور مَیں جنت میں اس طرح ہوں گے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ’’ انی احرج حق الضعیفین الیتیم والمرأۃ‘‘

ترجمہ:۔حضورؐ نے فرمایا مَیں کمزوروں یعنی یتیم اور عورت کی حق تلفی کو سخت گناہ سمجھتا ہوں یعنی جو ان کا حق ضائع کرتا ہے۔اور مَیں اس کو سختی سے ڈراتا ہوں اور مَیں اس سے شدت سے روکتا ہوں۔ (نسائی)

ایک اور روایت اس ضمن ہے کہ:

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ’’ اجتنبوا سبع الموبقات .... واکل مال الیتیم ......‘‘(بخاری)

ترجمہ:۔ حضورؐ نے فرمایا کو سات مہلک چیزوں سے بچو! .....چھٹا یتیم کا مال کھنا ہے......‘‘

صحابہؓ کا عملی نمونہ

قرآنِ کریم کی ھدایت کے مطابق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود عمل کرتے ہوئے اپنے صحابہؓ کو اور امتِ مسلمہ کو یتامیٰ کی خبر گیری کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ جو حکم بھی حضورؐ کی طرف سے دیا جاتا تھا صحابہؓ اس پر فوری عمل کیا کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اس معاملہ میں بھی اپنا عملی نمونہ دکھایا ہے۔ اسی لئے ان کو رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا عظیم الشان خطاب ملا۔

ایک موقعہ پر ایک یتیم بچے کو مسجد میں پیش کیا گیا ۔ اور سوال پیش ہوا کہ اس یتیم کی پرورش کون کرے گا۔اس ذمہ داری کو قبول کرنے کیلئے دو صحابی کھڑے ہوئے۔ اور دونوں میں تکرار ہوئی کہ اس بچے کو مَیں لے جاؤں گا۔ دوسرے نے کہا اس کو تو مَیں لے جاؤں گا۔ دونوں صحابی تیار تھے کہ وہ اس یتیم بچے کی کفالت کی ذمہ داری کا ثواب حاصل کریں۔ اس نظارہ کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کو ایک صحابی کے سپرد فرمایا کہ وہ اس کی کفالت کرے۔

ایک اور واقعہ سے بھی یتیموں کی دیکھ بھال کے بارہ میں صحابہؓ کے دلی جذبہ کا علم ہوتا ہے۔ صحابہؓ اپنی ذاتی خوشیوں کو بھی یتیموں کی پرورش کے لئے قربان کر دیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت جابرؓ بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ ہم غزوہ تبوک سے واپس لوٹ رہے تھے کہ مَیں ایک ضعیف اونٹ پر سوار تھا جو دیر میں چلتا تھا مَیں نے دیکھا پیچھے سے ایک سوار نے آکر لکڑی سے میری اونٹ کو ٹھونسا دیا تو وہ اچھے تیز اونٹ کی طرح چلنے لگا۔ پھر جو مَیں نے خیال کیا تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپؐ نے پوچھا تو کیوں جلدی کر رہا ہے۔ یعنی گھر کیوں جلدی جانا چاہتا ہے ؟ مَیں نے عرض کیا مَیں نے ابھی ایک نئ شادی کی ہے۔ آپؐ نے پوچھا کنواری سے کی یا ثیبہ سے۔ مَیں نے کہا ثیبہ سے کی ہے۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ کنواری سے کیوں نہ کی۔ وہ تُجھ سے کھیلتی اور تو اُس سے کھیلتا۔ مَیں نے جواب دیا کہ میرے بھائی کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ ثیبہ سے اس لئے شادی کی تا وہ ان بچوں کی صحیح تربیت کر پائے۔ (بخاری) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یتیم بچوں کی تربیت کے لئے ہی صحابیؓ نے ثیبہ سے شادی کی تھی۔

یتامیٰ کی خبر گیری کی اہمیت اور جماعتِ احمدیہ کا پاک نمونہ

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے قرآنِ کریم اور سنتِ رسول کی روشنی میں یتامیٰ کی خبر گیری کی اہمیت کو دنیا کے سامنے اجاگر فرمائی۔ اور آپؓ کی پاکیزہ تفسیر اور ہدایات نے واضح کر دیا کہ یتامیٰ کی کفالت کا انتظام جس رنگ میں اسلام نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اُس اعلیٰ رنگ میں کسی اور مذہب نے پیش نہیں کیا ہے۔ یتامیٰ کی خبر گیری نہ صرف ایک دینی فریضہ اور قابلِ ستائش کام ہے بلکہ اس میں قومی ترقی کا اور قومی غلبہ کا راز بھی مضمر ہے۔ چنانچہ آپؓ نے اپنی اعلیٰ انتظامی صلاحیت اور دور اندیشی کا ثبوت دیتے ہوئے تمام دنیا کو یتامیٰ کی کفالت اور پرورش کی طرف توجہ مبذول کرنے کی ھدایت فرمائی۔ اور آپؓ نے اپنی جماعت کو اور اپنے خاندان کو بھی اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی نصیحت فرمائی۔ چنانچہ حضورؓ فرماتے ہیں۔

’’ قومی تباہی کے چار بڑے بڑے اسباب بیان کئے گئے ہیں۔ جن میں سے پہلا اور اہم سبب یتامیٰ کی خبر گیری نہ کرنا ہے۔ بظاہر یہ ایک روحانی اور دینی کام معلوم ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ قومی ترقی اور اس کے تنزل کے ساتھ اس کا بڑا گہرا تعلق ہے۔ ...دوسرے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قوم صنعتی ترقی سے محروم ہو جاتی ہے۔ ... تیسرا نقصان یہ ہے کہ حُبّ مال کی وجہ سے قومی چندوں میں کمی آجاتی ہے۔ ...چوتھے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جن کے دلوں میں مال کی محبت ہوتی ہے وہ قومی ایثار کے وقت دشمن کے غلبہ سے ڈر غدار بن جاتے ہیں۔ ...اگر ہماری جماعت ترقی کرنا چاہتی ہے تو ضروری ہے کہ وہ یہ چار باتیں اپنے اندر پیدا کرلے۔ اور پوری مظبوطی کے ساتھ ان پر قائم رہے۔ اگر ہمارے مبلغ اور معلم اور ہمارے صدر اس بات کو مدنظر رکھیں کہ ہم نے یتامیٰ کی خبر گیری کرنی ہے۔ ہم نے صرف ان کو کھانا نہیں کھلانا بلکہ ان کا اکرام کرنا ہے۔ اگر وہ سمجھیں کہ ہم نے مساکین کو کھانا پینے کے لحاظ سے ہر قسم کی تکالیف سے محفوظ رکھنا ہے، اگر وہ خیال رکھیں کہ ہم نے لوگوں میں کام کرنے کی عادت پیدا کرنی ہے۔ یہ

نہیں سکتا کہ ہم میں سے کوئی شخص اپنے باپ دادا کی جائیداد لیکر بیٹھ جائے اور خود کوئی کام نہ کرے اگر ایک شخص کروڑ پتی بھی ہے مگر وہ صرف اپنے باپ دادا کی جائیداد پر بیٹھا ہوا ہے۔ خود کوئی کام نہیں کرتا تو قوم کو اس کی ذرا بھی عزت نہیں کرنی چاہئے۔ ... اگر یہ چار باتیں تم اپنے اندر پیدا کرلو تو چاہے تمہارے دشمن لاکھ ہوں، کروڑ ہوں، دس کروڑ ہوں وہ کروڑ یا دس کروڑ چڑیاں ہوں گی اور تم ان کے مقابلہ میں باز رہو گے۔"

(تفسیر کبیر جلد دہم: ۵۶۶۔۵۷۴)

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بذاتِ خود ۱۹۱۹ء میں ایک یتیم خانے کا آغاز فرمائے۔ لیکن کسی وجہ سے وہ جاری نہیں رہ سکا۔

حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک کے بعد حضرت امِ طاہر مرحومہؓ بھی اپنا فرض ادا فرمائے۔ چنانچہ ان کی اس خدمت کا ذکر کرتے ہوئے حضورؓ خود بیان فرماتے ہیں۔ "میری اس نصیحت کے بعد امِ طاہر مرحومہؓ نے ایک یتیم بچہ پالا بعد میں تو اس کی حالت ایسی اچھی ثابت نہیں ہوئی۔ مگر بہر حال انہوں نے اس بچے کو اسی طرح پالا جس طرح وہ اپنے بچوں کو پالتی تھیں اور انہوں نے کسی قسم کا فرق پیدا نہ ہونے دیا۔"

(تفسیر کبیر جلد دہم: ۵۶۷)

☆......مکرم مرزا مظفر احمد جو کہ حضور کے بھتیجے تھے انہوں نے بھی یتیم کی پرورش کا اعلیٰ نمونہ دکھایا ہے۔ حضورؓ بیان فرماتے ہیں۔

" اس بارہ میں نہایت ہی اعلیٰ نمونہ عزیزم مرزا مظفر احمد نے دکھایا ہے جو میرے بھتیجے ہیں۔ بنگال کے وہ فاقہ زدہ لوگ جو لاکھوں کی تعداد میں وہاں ہلاک ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک کی یتیم بچی کو لیکر انہوں نے اس کی پرورش شروع کی ہے۔ اور اس عمدگی اور خوبی کے ساتھ وہ اس کی پرورش کررہے ہیں کہ اس میں اور ان کی لڑکی میں کوئی بھی فرق نظر نہیں آتا۔ وہ ان کو مار پیٹ لیتی ہے اور یہ اس کو مار پیٹ لیتی ہے، دونوں کے بالکل ایک جیسے کپڑے ہوتے ہیں، ایک جیسا دونوں کو کھانا کھلاتے ہیں، ایک جیسی دونوں کو تعلیم دلاتے ہیں، اور ایک جیسی دونوں کی نگرانی رکھتے ہیں۔ ان کی لڑکی اس لڑکی کو باجی کہتی ہے اور اس کا احترام کرتی ہے اور یہی وہ چیز ہے جسے یتیم کا پالنا کہتے ہیں۔"

(تفسیر کبیر جلد دہم: ۵۶۷)

☆......مکرم بشارت احمد صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن بھی اس سلسلہ میں بہت خاطر خواہ خدمات سرانجام دی ہیں۔ انہوں نے اور ان کی اہلیہ نے بیسیوں یتیم بچوں کو نہ صرف پالا ہے بلکہ خود ان کے تمام انتظامات کرتے تھے۔ بچوں کو سکول بھجوا کر اعلیٰ تعلیم بھی دلاتے تا وہ خود اپنے پیروں پر کھڑے ہوسکیں۔ اور سماج میں عزت و احترام کے ساتھ اپنی زندگی گذار سکیں۔ آج بفضلہ تعالیٰ وہ بچے اچھی حالت میں ہیں۔

☆......آج جماعتِ احمدیہ Humanity First کے تحت انسانی ھمدردی میں دل و جان سے مصروف ہے۔ دنیا بھر میں کسی بھی ملک میں اور کسی بھی قوم پر جب کبھی کوئی آفت وارد ہوتی ہے۔ وہاں پر جماعتِ احمدیہ کے پروانے پہنچ جاتے ہیں اور بےلوث خدمات بجالاتے ہیں۔ دہشت گردی کے نام پر فلسطین کے علاقہ غازا میں جو ظالمانہ حملے اسرئیل کررہا ہے۔ اس میں کئی عام اور معصوم مسلمان موت کا شکار ہورہے ہیں۔ سینکڑوں بچے یتیم ہورہے ہیں۔ ان بچوں کی آہ و پکار سے سننے والے کا مل لرز جاتا ہے کیونکہ ناحق انسانیت کا بے دردی سے خون کیا جارہا ہے۔ چنانچہ مورخہ ۱۶/جنوری/ ۲۰۰۸ء کے خطبہ جمعہ میں امام جماعتِ احمدیہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ذکر فرمایا کہ وہاں بھی Humanity First کی ٹیم زخمیوں کی خدمات بجالارہی ہے۔ اور آپ نے تمام دنیا کے احمدیوں کو ان مظلوموں کے لئے دعا کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جس زور سے غیر اقوام اس ظلم کو روکنے کی اپیل کررہے ہیں اس زور کے ساتھ مسلمان ممالک اپنا احتجاج نہیں کررہی ہیں۔ اگر سارے اسلامی ممالک ملکر اس معاملہ میں توجہ دیں تو ممکن ہے کہ ان حملوں کو فوری روکا جائے گا۔

یتیم خانوں کے لئے قابلِ تقلید اصول اور ضوابط

قرآنِ کریم اور بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آج سے چودہ سو سال قبل ہی یتیموں کی پرورش پر زور دے چکے ہیں۔ اور یتیموں کی پرورش کے بارہ میں نہایت ضروری اور عمدہ رہنما اصول بھی بیان کردئے ہیں۔ آج کل لوگوں میں اور سرکاری طور پر بھی اکثر صوبوں میں یتیم خانوں اور Old Age Houses کو کھولنے کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے۔ ایسے یتیم خانوں میں ان کے نگرانوں کے ذہن میں خالص نیت یہ ہونی چاہئے کہ وہ ان یتیم بچوں کو صحیح معنوں میں قابلِ قدر وجود بنائیں گے۔ اور تمام بچوں کے ساتھ ایسا سلوک روا رکھنے کی ضرورت ہے جو کہ ان بچوں میں یکسانیت پیدا کرے۔ ان بچوں کو وہ سہولیات بہم پہنچائی جائیں جو عام بچے حاصل کرتے ہیں۔ تربیت کے تمام پہلوں کو مدنظر رکھا جائے۔ ان میں بڑوں کا ادب ہو، اساتذہ کے عزت کرنے والے ہوں، ان میں محنت کی عادت ڈالی جائے، ان میں خود اعتمادی کی صلاحیت پیدا کی جائے۔ ان میں خدا تعالیٰ کا خوف بھی ہو، خدا کی عبادت بھی کرنے والے ہوں۔ گویا جہاں یتیم بچوں کے لئے روٹی، کپڑا اور مکان کا انتظام کیا جاتا ہے۔ وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ ان میں اعلیٰ اخلاق بھی پیدا کئے جائیں۔ چند اصول ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

یتیموں کا اکرام اور احترام کرنا ضروری ہے

عام طور پر لوگوں کے ذہن میں ہوتا ہے کہ یتیموں کو صرف کھانا کھلا دینا اور کچھ دے دینا ہی کافی ہے۔ یہی ان پر بڑا احسان ہے لیکن اسلام اور قرآنِ کریم کہتا ہے کہ یہ کافی نہیں ہے۔ بلکہ ضروری ہے کہ ان کے ساتھ عزت اور احترام کا سلوک کیا جائے۔ جیسے اپنی اولاد کو باعزت دیکھنا چاہتے ہیں اسی طرح ان یتیم بچوں کو بھی قابلِ احترام سمجھنا چاہئیے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کلا بلا تکرمون الیتیم (سورۃ الفجر) یعنی اے لوگو تم یتیم کا اکرام نہیں کیا کرتے تھے۔ اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

" قرآنِ کریم صرف یتامیٰ کو کھانا کھلانا ضروری نہیں سمجھتا بلکہ فرماتا ہے قومی ترقی کے لئے یہ نہایت ضروری امر ہے کہ یتیم کو عزت سے رکھا جائے۔ اگر یتامیٰ کا اکرام قوم میں نہیں پایا جاتا تو خواہ تم ہزار بار لوگوں سے کہو کہ جاؤ اور خدا کی راہ میں مرجاؤ۔ جاؤ اپنی جانیں قربان کردو۔ وہ کہیں گے ہم چلے تو جائیں گے ۔ مگر ایسا نہ ہو کہ ہم مرجائیں اور ہمارے بچوں کو تکلیف اٹھانی پڑے لیکن اگر وہ یہ دیکھیں کہ ہماری زندگی اور ہماری موت بچوں کی پرورش کے لحاظ سے برابر ہے۔ ہمارے مرنے کے بعد بھی یہ اسی طرح رہیں گے۔ بلکہ موجودہ حالت سے بھی ہزار گناہ بڑھکر ان کی پرورش کے سامان ہوں گے۔ تو بےشک تم قوم کے ایک ایک فرد کو مرواتے جاؤ کوئی شخص بھی اپنے قدم پیچھے نہیں ہٹائے گا۔ اور خوشی سے اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کردے گا۔ غرض یہ ایک نہایت ہی عظیم الشان مسئلہ ہے۔ اور جب تک کسی قوم کے افراد اس کو نہ سمجھ لیں وہ کبھی ترقی نہیں کرسکتے۔" (تفسیر کبیر جلد ہشتم: ۵۶۹)

یتیموں سے غیر مناسب کام نہ لیا جائے

جو لوگ انفرادی طور پر یتیموں کی پرورش کررہے ہیں۔ یا انتظامی طور پر یتیم خانے چلارہے ہیں۔ ان کو یہ امر یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ یتیم بچوں سے صرف اس حد تک کام لیا جائے جس حد تک وہ اپنے بچوں سے لیتے ہیں۔ یہ نہ ہو کہ دن بھر ان کو کام بولتے جارہے ہیں۔ اس تعلق میں یہ امر نہایت قابلِ توجہ ہے کہ یتیموں سے صرف اس طرح کے کام لئے جائیں جو ان کی عزتِ نفس کو ٹھیس نہ پہنچانے والی ہوں۔ جن کاموں کو لوگ اپنے بچوں کے لئے پسند نہیں کرتے وہ کام یتیم بچوں سے بھی نہ لیا جائے۔ چنانچہ حضورؓ اس ضمن میں فرماتے ہیں:-

" مَیں نے قادیان میں ایک دفعہ یتیم خانہ بنایا تو تھوڑے دنوں کے بعد ہی مجھے پتہ لگا کہ ان یتیموں سے سارا سارا دن کام لیا جاتا ہے۔ کام لینا منع نہیں لیکن ہمیں ان سے اتنا ہی کام لینا چاہئیے جتنا ہم اپنے بیٹے سے کام لیتے ہیں۔ یہ نہ ہو کہ ہمارا بیٹا تو آرام سے بیٹھا رہے اور کام کا بوجھ یتیم پر ڈال دیا جائے۔ محض اس لئے کہ اس کا باپ زندہ نہیں، اس کی ماں زندہ نہیں اور وہ اب دوسرے لوگوں کے رحم پر ہے۔"

(تفسیر کبیر، جلد ہشتم: ۵۶۸)

یتیموں کو محنت کا عادی بنایا جائے

یتیم بچوں میں محنت کی عادت ڈالنا بھی لازمی ہے۔ تا وہ کام اور محنت سے دور نہ بھاگیں۔ تعلیم میں دلچسپی دکھاتے ہوں ۔ اچھے نمبرات حاصل کرتے ہوں۔ ان میں خود اعتمادی پیدا ہو تا وہ کسی بھی منزل کو حاصل کرنے کی ہمت اپنے اندر پاتے ہوں۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

"مَیں یہ نہیں کہتا کہ ان سے بالکل کام نہ لیا جائے۔ اگر ان سے کام نہیں لیا جائے گا تو وہ آوارہ ہوجائیں گے۔" (تفسیر کبیر، جلد ہشتم: ۵۶۸)

بچوں میں خود اعتمادی کا پیدا ہونا لازمی ہے تا کہ اپنے کام خود کرسکتے ہوں۔ اور وہ کسی کام سے نہ گھبرائیں۔

یتیم بچوں کی اصلاح ضروری ہے

بچوں کی نشو نما کے لئے جہاں ہم ضروری غذا مہیا کرتے ہیں۔ وہاں یتیم بچوں میں تمام اخلاقِ فاضلہ پیدا کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ ان کو اعلیٰ تعلیم دلائی جائے۔ ان میں دوسرے لوگوں کی مدد کرنے کی عادت پیدا کی جائے۔ جیسے کسی نابینا شخص کو سڑک پار کروانا۔ مریضوں کی خدمت کرنا۔ وقارِ عمل کی عادت ڈالی جائے۔ ان میں ایثار اور قربانی کا مادہ پیدا کیا جائے۔ عبادت کرنے کی عادت ڈالی جائے۔ اس طرح ان کی اصلاح کی جائے کہ وہ سماج کے لئے ایک مفید وجود بن جائیں۔ وہ باوقار شخصیت کے مالک ہوں۔ جیسے ہمارے بچے غلطی کریں تو ہم اپنے بچوں کی اصلاح کے لئے بچوں کو مارنا پڑتا ہے اسی طرح یتیم بچوں کو بھی مارنے کی ضرورت پڑے تو کوئی حرج نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ان سے اتنا پیار کیا جارہا ہے کہ وہ کام چور بن جائیں اور ان کو اتنی ڈھیل دی جارہی ہے کہ بدتمیز بن جائیں۔ اسی لئے یتیموں کی تربیت اور اصلاح پر زور دیتے ہوئے قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ویسئلونک عن الیتامیٰ قل اصلاح لھم خیر وان تخالطوھم فاخوانکم واللّٰہ یعلم المفسد من المصلح ولو شاء اللّٰہ لاعنتکم ان اللّٰہ عزیز حکیم۔ (سورۃ البقرۃ: ۲۲۱)

ترجمہ:۔ اور یہ لوگ تجھ سے یتامیٰ کے بارہ میں بھی پوچھتے ہیں۔ تو کہدے ان کی اصلاح بہت اچھا کام ہے۔ اور اگر تم ان سے مل جل کر رہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ تمہارے بھائی

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

سیدنا محمودؓ کے روشن فرامین میں سے

﴾سید قیام الدین برق مبلغ سلسلہ کشن گنج راجستھان﴿

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ اپنی تصنیف ’’سوانح حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد‘‘ کے صفحہ ۵۷ میں رقمطراز ہیں:

’’اپنی تقریروں اور تحریروں میں بھی آپ کا یہی طریق ہے کہ آپ تشریح اور توضیح اور دلائل کے ذریعہ اپنی بات منوانے کی سعی فرماتے ہیں نہ کہ محض اختیار اور رُعب کے طریق سے۔‘‘

ایک اور سیّدنا محمودؓ کی تقاریر اور تصانیف کے تعلق سے یوں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں:

’’آپ کی بے شمار تقاریر و تصانیف کے فقرہ فقرہ میں علوم کا بحرِ ذخار نظر آتا ہے۔ یہ تقریر نئے علوم کی کان معلوم ہوتی ہیں اور انسانی عقل یہ نظارہ دیکھ کر حیران ہو جاتی ہے کہ ہر دن بلکہ ہر دوسری ساعت میں آپ کے اندر سے نئے علوم کا چشمہ پھوٹ رہا ہوتا ہے۔ اس تک کسی ذہن کی رسائی نہیں ہوتی۔ حالانکہ خود جماعت احمدیہ میں بھی اور دوسری دنیا میں بہتر سے بہتر علمی و ذہنی قابلیت کے اصحاب موجود ہیں پھر ایک علم یا دو چار علوم میں نہیں قریباً ہر علم میں اس کے مقابل دوسروں کی طفلِ مکتب کی بھی حیثیت نہیں معلوم ہوتی یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہزاروں سال بھی اس انسان کی کوئی شاگردی کرے تب بھی وہ اتنا دور نظر آتا ہے جیسے زمین سے ستارے۔ کبھی یہ شخص دنیا کے سیاسی و تمدّنی مشکلات کی گتھیوں کو سلجھانے والے نکات بیان کرتا ہے اور کبھی روحانی علوم بیان کرتا ہے ان میں سے ہر نقطہ اور ہر نظریہ ایک مستقل تصویر نظر آتا ہے۔ جس پر دنیا کی فلاح و بہبود کا انحصار ہے‘‘۔ (بحوالہ کتاب حضرت فضل عمر کے زریں کارنامے صفحہ ۱۳۵۔ بتقریب سعید سلور جوبلی)

اس قدر تمہیدی بیان کے بعد راقم الحروف نفسِ مضمون کی طرف عود کرتا ہے۔ حضرت محمودؓ کے سینکڑوں صفحات پر مشتمل تحریرات میں سے چند ایک کو ہی خاکسار یہاں پر نقل کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

انیس بیس سال کی عمر میں جبکہ آپؓ منصب خلافت پر سرفراز نہیں کئے گئے تھے ایک ماہانہ تبلیغی علمی رسالہ ’’تشحیذ الاذھان‘‘ جاری کیا جس کے پہلے نمبر میں جماعت احمدیہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’اے میرے احمدی بھائیو! اگر ہم نے خدا تعالیٰ کے ایک فرستادہ کو مانا ہے تو یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اب ہم بالکل سبکدوش ہو گئے ہیں بلکہ ہم نے اپنے سر پر ایک بارِ گراں اُٹھا لیا ہے اور ایک کام اپنے ذمہ لیا ہے کہ جس کا کرنا سہل نہیں ہے۔ بلکہ ایک نہایت ہی دشوار کام ہے کہ بجُز خدا تعالیٰ کی مدد کے کامیاب ہونا مشکل ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنا کوئی ایسی بات نہیں جو زبان سے کہہ دینے پر اُس سے خلاصی ہو جائے۔ نہیں بلکہ اُس کے لئے بڑی قربانی کی ضرورت ہے ایک بہت ہی بڑی قربانی کی ضرورت ہے۔ اپنی خواہشوں اور ارادوں کی قربانی اُس کے لئے ضروری ہے۔ آج وہ وقت ہم کو ملا ہے کہ تیرہ سو برس سے لوگ اس کا انتظار کرتے چلے آئیں ہیں لیکن خدا تعالیٰ نے جو ہم کو اس زمانہ میں پیدا کیا ہے تو بے فائدہ نہیں کیا۔ اس کا ہم پر یہ بہت بڑا احسان ہے اور ہم اُس کے احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ اور اس مسیح کی شناخت عطا کرنی اور بھی بڑا فضل ہے۔ ایسی زبان کوئی نہیں جو اس کا شکریہ ادا کر سکے۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خدا تعالیٰ نے جس بات کا ارادہ کیا ہے اس کو ضرور کر کے ہی چھوڑے گا ہم کو جو اس نے اس زمانہ میں پیدا کیا اور اُس کی شناخت عطا کی تو ہم کیوں نہ مفت کا ثواب حاصل کریں اور جبکہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کے بیٹھنے کا اُلٹا عذاب ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ کل دنیا سے مخالفت کر کے ایک خدا کے برگزیدہ بندہ کو نہ مانا جائے اور پھر اُس کی اطاعت نہ کر کے عذاب سہیڑا جائے۔ کیا یہ بھی کوئی عقل کی کوئی بات ہے۔ وہی مثل ہوئی۔

نہ خدا ہی ملا نہ وِصالِ صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے ہوئے

اگر ہم کو دین اسلام کی مدد کرنے کا جوش نہیں تو با خدا ہم نہایت ہی سخت ٹوٹا پانے والوں میں ہیں۔ وہ دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے جس میں اسلام کی محبت نہ ہو اور وہ آنکھ جو اسلام کی ترقی دیکھنے کی مشتاق نہیں پھوٹ جائے تو بہتر ہے۔ ٹوٹ جائیں وہ ہاتھ جو اسلام کی مدد سے قاصر ہیں۔ رونے کا مقام ہے اگر ہم اسلام کی ترقی کی کوشش میں کچھ بھی سُستی کریں۔ سو اَے بھائیو! دُعا کرو اور خدا تعالیٰ سے مدد مانگو کہ اے رب ذی الاکرام اب ہم گنہگاروں پر رحم کر اور ہماری پچھلی خطاؤں کو معاف کر اور آئندہ ہم کو نیکی کی توفیق دے اور اے خدا! اے قادر! جب ہماری جان نکلے تو ہم مسلمان ہوں۔ ہم ایک دم کے لئے بھی اشاعت دین سے غفلت نہ کریں۔ اے غیّور خدا تو دیکھتا ہے کہ اسلام پر شرک نے کیسے حملے کئے ہیں۔ پس ہماری مدد کر کہ ہم تیرے مسیح کے ساتھ ساتھ شرک کے توڑنے میں لگے ہیں۔‘‘

(تشحیذ الاذھان نمبر ۱ جلد ۱ صفحہ ۱۲)

سیدنا محمود نور اللہ مرقدہٗ نے ۱۹۱۳ء میں اخبار الفضل جاری کیا اس میں سب سے پہلا اداریہ لکھتے ہوئے آپؓ نے اللہ پاک کو یوں مخاطب کیا:

’’اے بادشاہ ہماری کمزوریوں پر نظر کر اور ہمارے دلوں سے زنگ دور کر۔ اسلام کی ترقی کے دن پھر آویں۔ اور پھر یہ درخت بار آور ہو اور اس کے شیریں پھل ہم کھائیں۔ اور تیرا نام دنیا میں بلند ہو اور تیری قدرت کا اظہار ہو۔ نور چمکے اور ظلمت دُور ہو۔ ہم پیاسے ہیں اپنے فضل کی بارش ہم پر برسا اور ہمیں طاقت دے کہ تیرے سچے دین کی خدمت میں ہم اپنا جان و مال قربان کریں۔ اور اپنے وقت اس کی اشاعت میں صرف کریں۔ تیری محبت ہمارے دلوں میں جاگزیں ہو اور تیرا عشق ہمارے ہر ذرّہ میں سرایت کر جائے۔ ہماری آنکھیں تیرے ہی نور سے دیکھیں اور ہمارے دل تیری ہی یاد سے پُر ہوں اور ہماری زبانوں پر تیرا ہی ذکر ہو۔ تُو ہم سے راضی ہو جائے اور ہم تجھ سے راضی ہوں۔ تیرا نور ہمیں ڈھانک لے۔ اے میرے مولیٰ اس مشتِ خاک نے ایک کام شروع کیا ہے اُس میں برکت دے۔ اور اُسے کامیاب کر۔ مَیں اندھیروں میں ہوں تو آپ ہی راستہ دکھا لوگوں کے دلوں میں الہام کر کہ وہ الفضل سے فائدہ اُٹھائیں اور اُس کے فیض کو لاکھوں نہیں کروڑوں پر وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی اُسے مفید بنا اس کے سبب سے بہت سی جانوں کو ہدایت ہو۔ میری نیّتوں کا تُو واقف ہے مَیں تجھے دھوکا نہیں دے سکتا کیونکہ میرے دل میں خیال آنے سے پہلے تجھے اس کی اطلاع ہوتی ہے پس تو میرے مقاصد و اغراض کو جانتا ہے اور میرے دلی تڑپ سے آگاہ ہے۔ لیکن میرے مولیٰ میں کمزور ہوں اور ممکن ہے کہ میری نیّتوں میں بعض پوشیدہ کمزوریاں بھی ہوں تو ان کو دور کر اور اُن کے شر سے مجھے بچا لے اور میری نیّتوں کو صاف کر اور میرے ارادوں کو پاک۔ تیری مدد کے بغیر میں کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ پس اس ناتواں وضعیف کو اپنے دروازہ سے خائب و خاسر مت پھیر یو کہ تیرے جیسے بادشاہ سے مَیں اس کا اُمیدوار نہیں تو میرا دستگیر ہو جا اور مجھے تمام ناکامیوں سے بچا۔ آمین ثم آمین (الفضل جلد اوّل نمبر ۱)

کتاب ’’تحفہ شاہزادہ ویلز‘‘ میں آپؓ فرماتے ہیں:

’’اب اُس نے ارادہ کیا ہے کہ اگر لوگ اُس کے حق کو تسلیم نہ کریں گے اور اُس کے دین کو قبول نہ کریں گے اور اُس کے ماموروں پر ایمان نہیں لائیں گے تو وہ اُن پر عذاب پر عذاب نازل کرے گا اور اُن کو دکھ پر دکھ پہنچائے گا اور اُس وقت تک نہیں باز آئے گا جب تک وہ اُس کے احکام کو قبول نہ کریں اور اُس کی بادشاہت کو تسلیم نہ کریں جبکہ ادنیٰ ادنیٰ حاکم پسند نہیں کرتا کہ لوگ اُس سے منہ پھیر کر دوسروں کی طرف توجہ کریں تو وہ جو احکم الحاکمین ہے کب برداشت کر سکتا ہے؟ جب تک خدا کا مُرسل نہیں آیا تھا لوگوں کے لئے فیصلہ کرنا مشکل تھا۔ مگر اب کسی کے لئے کوئی عُذر باقی نہیں۔ سورج سر پر آ گیا ہے اور اندھیرا جا تا رہا ہے اور وہ لوگ جو آنکھیں کھولتے ہیں خدا کے جلال کو دیکھتے ہیں۔ آہ! لوگ نہیں سوچتے کہ جس کی یاد میں کروڑوں انسان گزر گئے اس کا زمانہ خدا تعالیٰ نے ان کو دیا ہے۔ جو آج سے پہلے مر چکے اُن میں ایسے بہت ہوں گے جو خواہش کرتے ہوں گے کہ کاش! ہم سے سب کچھ لیا جاتا اور مسیح کا زمانہ ہم کو مل جاتا اور جو آئندہ آئینگے لیکن دیر کے بعد پیدا ہوں گے وہ بھی خواہش کریں گے کہ کاش! ہم سے سب نعمتیں لے لی جاتیں مگر خدا کے مُرسل کا قرب پاتے‘‘۔

اپنی معروف تصنیف ’’دعوۃ الامیر‘‘ جو حضورؓ نے امیر امان اللہ خان والیٔ افغانستان کو تبلیغ کی غرض سے لکھی اس کتاب میں آپؓ نے امیر کو یوں خطاب کیا:

’’مَیں آپ سے سچ سچ کہتا ہوں کہ احمدیت کے باہر خدا نہیں مل سکتا ہر ایک شخص جو اپنے دل کو ٹٹولے گا اُسے معلوم ہو جائے گا کہ اس کے دل میں خدا اور اُس کی باتوں پر وہ یقین اور وثوق نہیں جو قطعی اور یقینی باتوں پر ہونا چاہئے اور نہ وہ اپنے دل میں وہ نور پائے گا جس کے بغیر اللہ تعالیٰ کا چہرہ نظر نہیں آ سکتا۔ یہ یقین اور وثوق اور یہ نور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے باہر نہیں مل سکتا کیونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ سب کو ایک نقطہ پر جمع کرے مگر کیا کوئی شخص جو موت پر نظر رکھتا ہے اس زندگی پر خوش ہو سکتا ہے جو خدا سے دُوری میں کٹے۔ اور جس میں اللہ تعالیٰ کے نور سے حصہ نہ ملے پس اس نور کو حاصل کیجئے اور اس یقین کی طرف دوڑیئے جو احمدیت میں ہی حاصل ہو سکتا ہے اور جس کے بغیر زندگی بالکل بے مزہ اور بے لطف ہے اور دوسروں پر سبقت لے جایئے تا کہ آئندہ نسلوں میں بھی آپ کا نام ادب اور احترام کے ساتھ لیا جائے اور زمانہ کے آخر تک آپ کے نام پر رحمتیں بھیجنے والے لوگ موجود رہیں..... یہ دنیا چند روزہ ہے اور نامعلوم کہ کون کب تک زندہ رہے گا آخر ہر ایک کو مرنا ہے اور خدا تعالیٰ کے حضور میں پیش ہونا ہے اُس وقت سوائے صحیح عقائد اور صالح اعمال کے اور کچھ کام نہیں آئے گا۔ غریب بھی اس دنیا سے خالی ہاتھ جاتا ہے اور امیر بھی۔ نہ بادشاہ اب تک اس دنیا سے کچھ لے گئے ہیں نہ غریب۔ ساتھ جانے والا صرف ایمان ہے یا اعمالِ صالحہ۔ پس خدا تعالیٰ کے مامور پر ایمان لایئے تا خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو امن دیا جائے اور اسلام کی آواز کو قبول کیجئے تا سلامتی سے آپ کو حصہ ملے مَیں آج اس فرض کو ادا کر چکا ہوں۔ جو مجھ پر تھا۔ خدا تعالیٰ کا پیغام مَیں نے آپ کو پہنچا دیا ہے۔ اب ماننا نہ ماننا آپ کا کام ہے ہاں مجھے آپ سے اُمید ضرور ہے کہ میرے خط پر پوری طرح غور کریں گے اور جب اُس کو بالکل راست اور درست پائیں گے تو وقت کے مامور پر ایمان لانے میں دریغ نہیں کریں گے خدا کرے ایسا ہی ہو۔‘‘

(بحوالہ کتاب ’’دعوۃ الامیر‘‘ صفحہ ۲۸۲ تا ۲۸۳)

فرمایا:

’’مَیں اس لئے خلیفہ نہیں کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ کی وفات کے دوسرے دن جماعت کے لوگوں نے جمع ہو کر میری خلافت پر اتفاق کیا بلکہ اس لئے خلیفہ

ہوں کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ خلافت سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے الہام سے فرمایا تھا کہ میں خلیفہ ہوں۔ پس میں خلیفہ نہیں بلکہ موعود خلیفہ ہوں۔ میں مامور نہیں بلکہ میری آواز خدا تعالیٰ کی آواز ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اُس کی خبر دی تھی۔ گویا اس خلافت کا مقام ماموریت اور خلافت کے درمیان کا مقام ہے اور یہ موقعہ ایسا نہیں کہ جماعت احمدیہ اسے رائیگاں جانے دے اور پھر خدا تعالیٰ کے حضور سُرخرو ہو جائے جس طرح یہ بات درست ہے کہ نبی روز روز نہیں آتے اسی طرح یہ بھی درست ہے کہ موعود خلیفے بھی روز روز نہیں آتے۔'' (تقریر مجلس مشاورت ۱۹۳۴ء)

فرمایا:

''عقائد کی اصلاح کے متعلق جو تعلیم حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش فرمائی اُس کے متعلق ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُس میں ہمیں ایسی عظیم الشان کامیابی حاصل ہوئی ہے کہ وہی امور جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کفر کے فتوے لگاتے تھے جنہیں خلاف عقل تسلیم کرتے تھے جن کو ماننے اور قبول کرنے کے لئے ملک کا کوئی طبقہ تیار نہ تھا آج ہماری جماعت کے شدید سے شدید معاند اور بدترین مخالف بھی نہ صرف یہ کہ اُن کی تردید نہیں کرتے بلکہ انہیں تسلیم کرتے اور اُن کی درستی کا اقرار کرتے ہیں اور اب بجائے یہ اعتراض کرنے کے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید کی تعلیم کے خلاف عقائد دنیا میں پھیلائے لوگ اگر کہتے ہیں تو یہ کہ یہ سب باتیں تو پہلے سے قرآن مجید میں موجود تھیں۔ حضرت مرزا صاحب کا انہیں پیش کرنا ان کی کون سی خوبی اور کمال ہے؟ یہ تغیر کوئی معمولی تغیر نہیں پچاس سال کے اندر دنیا کے لاکھوں نہیں کروڑوں افراد کے قلوب میں ایسا حیرت انگیز اور عظیم الشان انقلاب پیدا ہو جانا الٰہی نصرت اور اُس کی تائید کے بغیر ممکن نہیں اور پھر یہ تغیر نہ صرف ہندوستان میں پیدا ہوا بلکہ ہندوستان سے باہر بھی پیدا ہو چکا ہے۔ پیدا ہو رہا ہے اور پیدا ہوتا چلا جائے گا اور دنیا کی کوئی طاقت اس تغیر کو رونما ہونے سے نہیں روک سکتی۔''

(الفضل خطبہ فرمودہ ۲۹/مئی ۱۹۳۶ء)

فرمایا:

''بے شک آج ہم وہ کام نہیں کر سکتے جو حکومت اور بادشاہت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ مگر وہ باتیں جو ہمارے اختیار میں ہیں اُن پر آج سے ہی عمل شروع ہو جانا چاہئے اور پھر آئندہ قریب زمانہ میں جوں جوں شریعت کے احکام تفصیل سے لکھے جائیں ان تمام احکام کو عملی رنگ دیتے چلے جانا چاہئے اور جماعت اُن کو یاد کرتی چلی جائے تا یہ نہ ہو کہ وہ صرف چندہ دیکر یہ سمجھ لے کہ اُس کا کام ختم ہو گیا بلکہ اسلام کے تمام احکام پر عمل اُس کی غذا ہو اور سنّت و شریعت کا احیاء اس کا مشغل ہو۔ یہاں تک کہ دنیا تسلیم کرے کہ سوائے اس حصہ کے جو خدا تعالیٰ نے چھین کر انگریزوں کو دے دیا ہے باقی تمام امور میں جماعت احمدیہ نے فی الواقعہ ایک نیا آسمان اور ایک نئی زمین بنا دی ہے اور ہم میں سے ہر شخص جہاں بھی پھر رہا ہو اُسے دیکھ کر یہ نہ سمجھے کہ یہ بیسویں صدی میں انگریزوں کے پیچھے پھرنے اور مغربیّت کی تقلید کرنے والا ایک شخص ہے بلکہ یہ سمجھے کہ یہ آج سے تیرہ سو سال پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ کی گلیوں میں پھر رہا ہے۔'' (انقلاب حقیقی صفحہ ۱۱۴ تا ۱۱۷)

فرمایا:

''یہ کس طرح ممکن ہے کہ تمہارے دل میں ایمان پایا جائے اور پھر تم زید سے اور سلوک کرو اور بکر سے اور سلوک کرو مسلمان سے اور نگ میں پیش آؤ اور ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں سے اور رنگ میں پیش آؤ اگر تمہارے دل میں ایمان ہوگا اگر تم واقعی میں بااخلاق ہو گے اور اگر تم حقیقت میں اپنے اندر نیکی اور تقویٰ رکھتے ہو گے تو تمہاری نیکی کی خوشبو جس طرح تمہارے دوست کے ناک میں جائے گی اسی طرح تمہارا دشمن بھی اُس سے متاثر ہوگا۔ لیکن اگر ایسا نہیں اگر تمہارا دُشمن تمہارے اندر اعلیٰ اخلاق نہیں دیکھتا اگر تمہارے حسن سلوک کا وہ کوئی مشاہدہ نہیں کرتا تو اس کے معنے یہ ہیں کہ تمہارے اندر ایمان نہیں پایا جاتا۔ ورنہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک ہی شیشی کا منہ جب دوستوں کی طرف ہو تو انہیں اُس میں خوشبو آئے اور جب اُس کا منہ دشمنوں کی طرف کر دیا جائے تو انہیں اُس سے بدبو محسوس ہو۔ پس اخلاق کی درستی نہایت ہی ضروری چیز ہے اور ہماری جماعت کے دوستوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ یاد رکھو اخلاق کے بغیر کبھی وہ مضبوطی اور جرأت پیدا نہیں ہو سکتی جو اسلام پیدا کرنا چاہتا ہے۔ مومن تو اپنے ایمان میں ایسی پختگی رکھتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے دین کے لئے ہر قربانی کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں لیکن اس کی قربانی کے ارادے نہیں ٹل سکتے کیونکہ وہ غیر متزلزل ہوتے ہیں جیسا حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اُحد کے پہاڑ کے متعلق اگر تم سنو کہ وہ اپنی جگہ سے بدل گیا ہے تو اُسے تسلیم کر لو لیکن تم اس بات کو کبھی تسلیم نہ کرو کہ کسی شخص کی فطرت اور طبیعت بدل گئی ہے اسی طرح جب ایمان کسی شخص کی طبیعت ثانیہ بن جاتا ہے تو اُسے کوئی طاقت ایمان سے منحرف نہیں کر سکتی۔ اُس کا سلوک جیسے مومنوں سے ہوتا ہے اُسی طرح کافروں سے حسن سلوک کرنا اس کا شیوہ ہوتا ہے۔ جس طرح تمہاری شکلیں تبدیل نہیں ہو سکتیں جس طرح تمہارا رنگ تبدیل نہیں ہو سکتا جس طرح یہ نہیں ہو سکتا کہ تمہاری شکل تمہارے دوست کو اور طرح نظر آئے اور تمہارے دشمن کو اور طرح دکھائی دے۔ تمہارا دوست تمہارے رنگ کو سفید سمجھے اور تمہارا دشمن تمہارے رنگ کو سیاہ سمجھے اسی طرح اگر ایمان تمہاری طبیعت ثانیہ بن چکا ہے تو یہ ناممکن ہے کہ تم ایک سے کچھ سلوک کرو اور دوسرے سے کچھ کرو۔ لیکن اگر ایمان تمہاری طبیعت ثانیہ نہیں بنا تو جب بھی قربانی کا موقعہ آئے گا تم پھسل جاؤ گے اور تم کبھی بھی مومنوں کی صف میں کھڑے نہیں رہ سکو گے۔''

(الفضل ۱۲/اپریل ۱۹۴۴ء)

فرمایا:

''میں جماعت کو پھر توجہ دلاتا ہوں کہ دیکھو رستہ دور کا ہے وقت تھوڑا ہے۔ تمہاری کوششیں نامکمل ہیں اور فتح کا دن نزدیک آ رہا ہے تم جلد جلد قدم بڑھاؤ اور ہر میدان میں اسلام کے جانباز سپاہی بننے کی کوشش کرو اگر تم میں سے ہر شخص اپنے جسم کا ذرّہ ذرّہ اسلام کی فتح کے لئے اس طرح اُڑا دیتا ہے جس طرح روئی دھنکنے والا روئی کے ذرّات کو ہوا میں اُڑاتا ہے تو تمہاری اس سے زیادہ خوش قسمتی اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ تمہارا فرض ہے کہ تم باہر نکل جاؤ اور جو لوگ ہماری جماعت میں جاہل ہیں اُن کو مجبور کرو کہ وہ اسلام کی تعلیم کو سیکھیں اور قرآن کریم کے احکام پر عمل کریں اسی طرح جماعت کے افراد کا فرض ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور اسلام کی خدمت کے لئے اپنی زندگیوں کو وقف کر دیں۔ ضرورت ہے کہ ہمارے پاس ہزاروں ایسے لوگ ہوں جو دین کو پوری طرح سیکھے ہوئے ہوں تا کہ جب بھی کوئی ملک اسلام کے لئے فتح ہو اور اللہ اُس میں نیک تغیّر پیدا کرے تو ہمارے پاس اس ملک کو سنبھالنے والی جماعت بھی موجود ہو اور ہم یہ نہ کہہ سکیں کہ ملک تو اسلام کے لئے فتح ہو گیا مگر جماعت اُس کو سنبھالنے کے لئے تیار نظر نہیں آتی ہمارے پاس وہ آدمی موجود ہونے چاہئیں جن کو اس ملک میں پھیلایا جا سکے ہمارے پاس وہ لٹریچر موجود ہونا چاہئے جو اس ملک میں شائع کیا جا سکے ہمارے پاس وہ کتابیں موجود ہونی چاہئے جو اس ملک کے کونے کونے میں پھیلائی جا سکیں ہمارے پاس روپیہ موجود ہونا چاہئے۔ جس سے مبلغین کے سفر خرچ اور دیگر اخراجات کا انتظام کیا جا سکے۔ اس طرح ضروری ہے کہ اسلام کی جائیدادیں ہماری اپنی جائیدادوں سے لاکھوں بلکہ کروڑوں گنا زیادہ ہوں۔ اور ہماری مالی قربانیاں اسلام کے فنڈ کو اس قدر مضبوط کر دیں کہ جب کسی ملک میں اسلام لشکر بھجوانے کی ضرورت محسوس ہو جب سپاہیوں کے لئے روحانی گولہ بارود کی ضرورت ہو جب لوگوں کی پیاس بجھانے کے لئے لٹریچر فراہم کرنا ضروری ہو تو ہمارے پاس اس قدر سامان موجود ہو کہ بغیر کسی قسم کے فکر کے اور بغیر اس کے کہ ہمارے سپاہیوں کو کسی قسم کی تشویش ہو اسلام کی ان تمام ضروریات کو پورا کریں۔''

(الفضل ۲۷/اپریل ۱۹۴۴ء)

مبلغین احمدیت کو نصائح

تاریخ احمدیت جلد ۵ صفحہ ۱۷۸ تا ۱۷۹ میں درج ہے: ۲۹/جنوری ۱۹۳۰ء کو مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلباء نے حکیم فضل الرحمٰن صاحب کے اعزاز میں افریقہ سے واپسی پر چائے کی دعوت دی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے تقریر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''دین کے لئے قربانی کرنے کا خیال ہمیشہ یاد رکھنے والا خیال ہے مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مذہب کے لئے جو قربانی کی جائے وہ اپنا بدلہ خدا تعالیٰ سے لاتی ہے تم اپنے اندر روحانیت پیدا کرو آگے اس کے نتائج تمہیں خود حاصل ہو جائیں گے۔ روحانی درجے بھی دو قسم کے ہوتے ہیں بعض انسانوں کو خدا تعالیٰ اس قابل سمجھتا ہے کہ دنیا میں اس کی قبولیت ہو۔ ایسے لوگوں کی قبولیت پھیلا دیتا ہے چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ فیوضع له القبول فی الارض دوسرا درجہ یہ ہے خدا تعالیٰ اپنے بندوں میں قبولیت نہیں پھیلاتا مگر اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے ایسا انسان ولایت الٰہی کے اثرات محسوس کرنے لگ جاتا ہے اس طرح بھی وہ سمجھتا ہے ناکام نہیں رہا کیونکہ وہ خدا کے فضل اور نوازش اپنے اوپر نازل ہوتا دیکھ لیتا ہے۔ پس دین کی خدمت کرنا اور قربانی کے لئے تیار رہنا بہت بڑی بات ہے مگر اس سے بڑی بات یہ ہے کہ خدمت اور قربانی خدا کے لئے ہو بندوں کے لئے نہ ہو اور جب خدا کے لئے ہوگی تو انسان کی نگاہ روحانیت پر ہوگی اور وہ کامیاب ہو جائے گا لیکن جو دنیا پر نظر رکھتا ہے اس کی نگاہ مادیات پر ہوتی ہے اس پر خدا کے فیوض نازل نہیں ہوتے اور نہ وہ دنیا کے لئے مفید ہوتا ہے۔''

☆☆☆

ارشاد نبویؐ

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 مینگو لین کلکتہ 70001

دکان :2248-5222

2248-16522243-0794

رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

نونیت جیولرز

NAVNEET JEWELLERS

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ

احمدی احباب کیلئے خاص

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے مبارک دورِ خلافت کی

آخری تحریک - وقف جدید

........................(دلاور خان قادیان)........................

تحریک وقف جدید سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی آخری تحریک تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دلی خواہش تھی کہ: ''اشاعت دین کے لئے.....ہر جگہ واعظ مناظر مقرر ہوں اور (وہ) بندگان خدا کو دعوت حق کریں۔''

(نشان آسمانی صفحہ ۴۴ تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۱۰۳)

چنانچہ وقت جدید کی الٰہی تحریک اس خواہش کی تکمیل کی ایک اہم کڑی نظر آتی ہے۔ وقف جدید کا قیام ۲۷ردسمبر ۱۹۵۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا اور اس کا اہم مقصد معلمین سلسلہ کا جال پھیلا کر تعلیم و تربیت و تبلیغ انتظام کرنا ہے۔

تحریک وقف جدید کی اہمیت وفضیلت بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ہے:

''یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے اور ضرور پورا ہو کر رہے گا.....اس لئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں کپڑے بیچنے پڑیں مَیں اس فرض کو تب بھی پورا کروں گا....خدا تعالیٰ ان لوگوں کو الگ کردے گا جو میرا ساتھ نہیں دے رہے اور میری مدد کے لئے فرشتے آسمان سے اتارے گا۔'' (الفضل ۷رجنوری ۱۹۵۸ء)

ایک اور جگہ پر احباب جماعت کو وقف جدید کے بابرکت مالی نظام میں شامل ہونے کی تلقین کرتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں:

''وقف جدید کو مضبوط کرو۔ ہمت کرو۔ خدا برکت دے گا۔ دین حق کو دنیا کے کناروں تک پھیلا دو.....وقف جدید کا کام بہت پھیل رہا ہے۔ دوستوں کو چاہئے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے اور کام میں برکت دے۔ آمین''

قیام وقف جدید کا مقصد اور جماعت کی ذمہ داریاں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اجرائے وقف جدید کے سلسلہ میں بیان فرمایا کہ:

''نوجوان اپنی زندگیاں وقف جدید کے لئے وقف کریں اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے مشابہت حاصل کریں اور حضرت معین الدین چشتیؒ.....حضرت شہاب الدین سہروردی اور حضرت اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسے اولیاء صوفیا کے نقش قدم پر چلیں اور روحانی طور پر ویرانوں کو آباد کریں۔ مسلمانوں کو تعلیم دیں۔ قرآن کریم اور حدیث پڑھائیں اور اپنے شاگرد تیار کر کے دور مقامات پر پھیلائیں اور نور اسلام کو پھیلائیں۔'' (الفضل ۶رفروری ۱۹۵۸ء)

آپؓ نے مزید فرمایا:

''ہماری جماعت....اگر وہ ترقی کرنا چاہتی ہے تو اس کو چاروں طرف رشد و اصلاح کا جال پھیلانا پڑے گا....اب مہا جال ڈالنے کی ضرورت ہے اور اس کے ذریعہ گاؤں گاؤں.....بلکہ ہر گاؤں کے ہر گھر تک ہماری (آواز) پہنچ جائے۔''

(الفضل ۱۱رجنوری ۱۹۵۸ء)

دیکھئے ایک زمانہ وہ تھا کہ جب یوروپ و امریکہ کے مشہور پادری عیسائیت کی تبلیغ کے لئے ہندوستان میں آیا کرتے تھے خاص کر کے ہزاروں ہزار مسلمانوں اور دیگر اقوام کے پسماندہ افراد کو انہوں نے عیسائی بنالیا تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا...قومیں اس سے برکت پائیں گی....پس دنیا نے دیکھ لیا۔ آپؓ نے اپنی متعدد تحریکات کے علاوہ دنیا میں وہ انقلاب پیدا کردیا کہ رہتی دنیا تک اسے یاد کیا جائے گا۔ آپ کی ہر تحریک مبارک ہے اور خاص کر تحریک وقف جدید اصلاح وارشاد کا ایک بابرکت آسمانی منصوبہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

(سورۃ اٰل عمران:۱۰۵)

ترجمہ: اور چاہئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو جو بھلائی کی طرف بلاتے رہیں اور اچھی باتوں کی تعلیم دیں اور بُری باتوں سے روکیں اور یہی ہیں وہ جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کے بے شمار کارہائے نمایاں ہیں ان میں سے تحریک وقف جدید بھی ایک اہم تحریک ہے۔ ذرا غور کر کے دیکھیں کہ تھوڑی سی تعلیم و تربیت کے ذریعہ ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش میں معلمین کرام نے وہ کام کیا اور اُن مسلمانوں کو جو اپنا مذہب بھلا چکے تھے اور راہ راست سے ہٹ گئے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ کی فوج کے ان ادنیٰ سپاہیوں نے آپ کے حکم کی تعمیل میں سردھڑ کی بازی لگادی۔ نہایت قلیل رقم میں عظیم فریضہ تبلیغ و تربیت کا سرانجام دیا اور خدمت انسانیت بھی بجالائی اور پھر دین سے بھٹکے ہوئے افراد کو اپنے دین پر مضبوطی کے ساتھ کاربند کروادیا۔

قرآن تعلیم کے مطابق عبادات اور مالی قربانی کے مضمون کو سمجھایا جہاں لازمی اور طوعی چندہ جات کی اہمیت بتلائی وہاں خود انسپکٹران کے ساتھ ملکر ۱۰۰ فی صدی وصولی بھی کی۔ دیہاتوں میں احباب جماعت کو مالی نظام کا فعال حصہ اگر کسی نے بنایا ہے تو یہ معلمین کرام ہی ہیں۔

پس حضرت مصلح موعودؓ کی یہ بابرکت تحریک وقف جدید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی غرض کو پورا کرنے میں اہم کردار ادا کررہی ہے۔

اپنے اپنے وقت میں خلفائے احمدیت نے بھی اس تحریک کی یاددہانی کروائی اور نئے سال کا آغاز کرتے ہوئے اپنی ذریں نصائح سے احباب جماعت کو نوازا۔ ہر سال حضرت خلیفۃ المسیح نئے سال کا جب اعلان فرماتے ہیں تو گذشتہ سال مالی قربانی کرنے والے ممالک کا جائزہ بھی پیش کرتے ہیں۔ اس طرح فاستبقوا الخیرات کی روح پیدا ہوتی ہے اور ہر ایک شخص چاہتا ہے کہ وہ مالی قربانی کے جہاد میں اور زیادہ بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔ امسال بھی ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وقف جدید کے نئے مالی سال کے آغاز کا اعلان فرمایا اور جہاں ہمیں ذریں نصائح فرمائی ہیں وہیں نومبائعین اور اطفال و ناصرات بچے بچیوں کو بھی اس بابرکت مالی جہاد میں شامل کرنے کی خصوصی تلقین فرمائی ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں پیارے آقا کی توقعات کے مطابق بڑھ چڑھ کر مالی قربانی میں حصہ لینے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

☆☆☆☆☆

طلبہ کے لئے مفید معلومات............

بھارت کے اہم سائنس کالج

لویالا کالج چنئی، ویب سائٹ:www.loyola-college.edu

☆-سینٹ جیویرس کالج کولکتہ:www.presidencycollegekolkata.org

☆-سینٹ جیویرس کالج احمد آباد:www.stxavierscollege.net

☆-سینٹ سٹیفینس کالج دہلی:www.ststephens.edu

☆-سینٹ جیویرس کالج ممبئی:www.xaviers.edu

☆-مدراس کرسچن کالج، چنئی:www.mcc.edu.in

☆-پریسیڈنسی کالج چنئی:www.presidencychennai.com

☆-پریسیڈنسی کالج کولکتہ:www.presidencycollegekolkata.org

☆-فرگیوسن کالج پونے:www.fergusson.edu

بھارت کے اہم کامرس کالج

☆-شری رام کالج آف کامرس (ایس آر سی) دہلی:www.srcc.edu

☆-لیڈی شری رام کالج دہلی:www.lsrcollege.org

☆-لویولا کالج چنئی:www.loyolacollege.edu

☆-سینٹ جیویرس کالج کولکتہ:www.sxccal.edu

☆-کرسٹ کالج بنگلورو:www.christcollege.edu

☆-مدراس کرسچن کالج چنئی:ای میل:apro@mcc.edu.in

☆-سمبایوسیس سوسائٹیز کالج آف آرٹس اینڈ کامرس پونے:ای میل:sbmujumdar@vsnl.net

☆-پریسیڈنسی کالج چنئی، فون نمبر:(044)8544894

☆-سینٹ جوسیف کالج بنگلورو، فون نمبر:080-22245831,22211429

☆-ہنس راج کالج دہلی، ای میل:hrcdu@rediffmail.com

بھارت کے اہم آرٹس کالج

لویالا کالج چنئی، ویب سائٹ:www.loyola-college.edu

☆-سینٹ سٹیفینس کالج دہلی:www.ststephens.edu

☆-لیڈی شری رام کالج دہلی:www.lsrcollege.org

☆-سینٹ جیویرس کالج ممبئی:www.xaviers.edu

☆-سینٹ جیویرس کالج کولکتہ:www.sxccal.edu

☆-سینٹ جیویرس کالج کولکتہ:www.presidencycollegekolkata.org

☆-سینٹ جوسیف کالج بنگلورو:www.sjc.ac.in

☆-کرائسٹ کالج بنگلورو:www.chrstcollege.edu, www.sjc.ac.in

☆-مدراس کرسچن کالج چنئی:www.mcc.edu.in

☆-پریسیڈنسی کالج چنئی، فون نمبر:(044)8544894

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088 TIN : 21471503143

حالاتِ حاضرہ

پاکستان میں سکولوں کوتباہ کرنے کا سلسلہ جاری

پاکستان میں صوبہ سرحد کے ضلع سوات میں تعلیمی اداروں کوتباہ کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔گزشتہ دوہفتوں کے دوران سکولوں کے تباہ کرنے کے واقعات میں شدت آئی ہے اوراس دوران تباہ کئے جانے والے سکولوں کی تعداد ایک درجن سے زائد تک پہنچ چکی ہے۔گزشتہ ایک سال تین ماہ سے جاری فوجی آپریشن اور شدت پسندوں کی کارروائیوں کے دوران سرکاری اعداد وشمار کے مطابق مجموعی طور پر ۱۷۸ اسکول متاثر ہوئے ہیں جن میں سے ۱۴۰ کو مکمل طور پر تباہ کردیا گیا ہے۔ان میں سب سے زیادہ لڑکیوں کے تعلیمی ادارے شامل ہیں جن کی تعداد بانوے کے قریب بنتی ہے۔سوات میں طالبان نے پہلے ہی ۱۵ جنوری کے بعد لڑکیوں کے سکول جانے پر بھی پابندی کا اعلان کیا ہے۔اس سے پہلے طالبان نے سوات وادی میں ۱۵ ؍جنوری سے لڑکیوں کی تعلیم پر پابندی لگادی تھی۔ یہاں کے لگ بھگ ۴۰۰ پرائیویٹ سکول گذشتہ ہفتے سے بند کردیئے گئے ہیں۔جس سے ۴۵۰۰۰ طالبات اور ایک لاکھ طلباء کی پڑھائی متاثر ہوئی ہے۔

غزہ میں لڑائی کے تباہ کن نتائج

غزہ کے 1.4 ملین لوگوں کی مدد کے لئے کروڑوں ڈالرکی اضافی امداد کی ضرورت ہوگی۔اس کی تباہ شدہ عمارتوں کی تعمیر نو کے لئے اربوں ڈالر درکار ہونگے۔اقوام متحدہ نے یہ وارننگ دیتے ہوئے کہا ہے کہ اسرائیل کے تین ہفتوں کے حملہ میں بنیادی ڈھانچہ کودرست کرنے کے لئے بھی کافی رقم کی ضرورت ہوگی۔

جانی نقصان:

ہلاک شدہ فلسطینی	کم از کم ۱۳۰۰
زخمی ہوئے فلسطینی	۵۵۰۰
حماس کے ہلاک شدہ جنگجو	سینکڑوں
۱۰ فوجیوں سمیت مارے گئے اسرائیلی	۱۳

مزید نقصان:

تباہ شدہ عمارتیں	۴۰۰۰
جن عمارتوں کوشدید نقصان پہنچا	۲۰۰۰۰
لوگ جو بے گھر ہوئے	۱۰۰۰۰۰
پانی کے بغیر لوگ	۴۰۰۰۰۰
متاثرہ طبّی مراکز	۲۱
اقوام متحدہ کے ٹھکانوں کو پہنچا نقصان	۵۰

(ہندسما چار ۲۱ ؍جنوری ۲۰۰۸ء)

منقولات

زہر اُگل رہے ہیں پاکستان کے علماء

اسلام آباد: ممبئی پر دہشت گردانہ حملے کے بعد سے ہی بھارت اور پاکستان کے درمیان کشیدگی کے بادل چھٹنے کا نام نہیں لے رہے۔ بھارت جہاں بین الاقوامی دباؤ بنا کراس مسئلہ کو بحث ومباحثہ کے پُرامن طریق سے حل کرنا چاہتا ہے وہیں پاکستان میں جنگ کے حالات پیدا کئے جارہے ہیں۔مسلم اسکالرز اور علماء کی ایک تنظیم کے ذریعہ جاری ایک فتوے میں جنگی صورت حال پر ''جہاد'' کو ہرشہری کا اولین فریضہ بتایا گیا ہے۔

لاہور میں واقع جامعہ نعیمیہ کے زیر اہتمام تحفظ ناموس رسالت مآب کے عنوان سے منعقدہ جلسہ میں یہ فتویٰ جاری کیا گیا۔ مرکزی وزیر نور الحق قادری کی صدارت میں ہوئے اس جلسہ کا انعقاد جنگ بندی اور حفاظتی انتظامات کے مسئلہ پر گفت وشنید کے لئے کیا گیا تھا۔ملاؤں نے سائنسدان عبدالقادر خان کے اعزاز میں تعریفی کلمات بیان کرتے ہوئے حملہ کی صورت میں ایٹمی ہتھیاروں کو تیار رکھنے کی بات کہی۔

فتوے میں جہاں بھارت کے خلاف جنگ میں جہاد کو ہر پاکستانی کا اولین فریضہ قرار دیا گیا ہے وہیں امریکی افواج کے ذریعہ دہشت گردی کے خلاف جاری مہم کی تائید نہ کرنے کی بات کہی گئی۔ ملاؤں نے حکومت پاکستان سے بھارت کے دباؤ کے آگے کسی بھی قیمت پر نہ جھکنے اور دنیا کے سامنے اس کے مکروفریب کا پردہ فاش کرنے کی اپیل کی ہے۔اس جلسہ میں قادری کے علاوہ پاکستان کی مختلف سیاسی پارٹیوں کے رہنماؤں نے بھی شمولیت کی۔ پاکستان کی ایک انتہا پسند تنظیم جماعت اسلامی نے بھارت پر مغربی ممالک کی کٹھ پتلی بننے کا الزام لگایا ہے۔ جماعت اسلامی کے مطابق اگر بھارت کوئی غیر متوقع اقدام اٹھاتا ہے تو اس علاقے میں تباہی اور ایٹمک جنگ کی ذمہ داری بھی اسی کی ہوگی۔ بحوالہ روزنامہ دینک جاگرن ہندی جنوری ۲۰۰۹ء)

آپ کے خطوط آپ کی رائے ....

اسرائیل-فلسطین جنگ کا المیہ- ذمہ دار کون......؟

اسرائیل اقوامِ متحدہ اور بین الاقوامی انصاف کے ادارے کی اپیلیں کیوں نظر انداز کرتا رہا؟ قریبًا تیرہ صد فلسطینی جو جنگ میں مارے گئے اور ہزاروں زخمی ہوئے ہیں، کا کون ذمہ دار ہے؟ دورخی پالیس کیوں اپنائی جارہی ہے؟

تین ہفتے حکومت اسرائیل کی افواج معصوم فلسطینی عوام کو اپنی جارحانہ جنگی جنونی کارروائی کا نشانہ بناتی رہی اور سینکڑوں لوگوں کو بمباری سے موت کے گھاٹ اُتار دیا جبکہ ہزاروں کوشدید طور سے زخمی کیا گیا ہے اور بے تحاشہ املاک کو بے دردی سے نقصان پہنچایا گیا ہے ایک رپورٹ کے مطابق ایک شہر کوکھنڈر بنا دیا گیا ہے۔حتّٰی کہ جو یواین او کے امدادی کیمپ تھے اُن کو بھی اسرائیل نے اپنا نشانہ بنایا ہے اور انہیں نقصان پہنچایا ہے۔

مکرم بانکی مون جنرل سکرٹری نے علاقے کا دورہ کرکے بتایا کہ وہاں کے حالات دیکھ کر مجھے انتہائی دُکھ اور افسوس ہوا ہے ایسے ہیبت ناک مناظر دیکھ کر دل دہل جاتا ہے۔مزید کہا کہ اسرائیلی فوج نے حد سے زیادہ طاقت کا استعمال کیا ہے ۔یواین او کے کیمپوں پر ہوئی بمبائی کی تحقیق ہونی چاہیئے۔

بی بی سی کے نمائندے ہریندر مشرا کی رپورٹ کے مطابق ہلاک ہونے والے افراد میں زیادہ تعداد بچوں اور عورتوں کی ہے۔نمائندے نے یہ بھی بتایا کہ بمباری کی وجہ سے فلسطینی عوام اُن دنوں میں گھروں میں پھنس کررہ گئے تھے اور وہ اپنے گھروں سے ہی مدد کے لئے پکارتے رہے لیکن اُن کی فریاد سننے والا کوئی نہیں تھا۔اسرائیل نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ حماس کو اتنا کمزور کیا جائے کہ وہ دوبارہ اُٹھ کھڑا نہ ہوسکے اور راکٹ بھی نہ چلا سکے۔

اسرائیل کی فوج فلسطین کے شہروں میں بھی داخل ہوگئی تھی۔اُس نے فاسفورس والے بم بھی گرائے جو کہ بہت خطرناک ہیں۔اسرائیل نے باہر کے صحافیوں کو پہلے ہی اندر آنے سے روکا تھا جس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ اسرائیل کا مقصد اور ارادہ کیا تھا۔گو وہ کسی حد تک اپنے مقصد میں کامیاب تو ہوگیا اور وہ دعویٰ بھی کررہا ہے کہ حماس کی کمر توڑ دی گئی۔ جبکہ حماس کا کہنا ہے کہ ہماری جیت ہوئی ہے اور اسرائیل کی ناکامی ہوئی ہے بہر حال فلسطینیوں کو مالی وجانی نقصان کافی ہوا ہے لیکن بین الاقوامی اور اندرونی طور پر حماس کی مقبولیت اب پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ کسی بھی ملک کو ہمیشہ ہمیش کے لئے طاقت کے بل بوتے پر دبایا نہیں جاسکتا ہے۔وقتی طور پر دبایا جاسکتا ہے۔

حیرانی کی بات یہ ہے کہ عرب ممالک حکومتی سطح پر خاموش رہے اور اسرائیل کے حملوں کی مذمت نہیں کی۔البتہ عوام نے فلسطین کیساتھ ہمدردی کھل کر ظاہر کی۔ پہلے مصر میں کانفرنس ہوئی اب حال میں کویت میں عرب سربراہوں کی کانفرنس ہوئی جس میں فلسطین کا مسئلہ چھایا رہا اگرچہ فلسطین کو مالی امداد دینے کے سلسلہ میں اتفاق ہوگیا ہے لیکن آگے اس سلسلے میں کیا قدم اُٹھایا جانا چاہیئے اس پر آپس میں کوئیبا ہمی اتفاق نہیں ہوا۔

فلسطین والوں نے بھی اب عرب ملکوں سے اُمید چھوڑ دی ہے۔اور امریکہ اور دیگر بڑی طاقتوں کی دوُرخی پالیسی اس موقعہ پر کھل کر سامنے آگئی ہے۔سپر پاور طاقت امریکہ اس موقعہ پر خاموش کیوں رہا۔ باقی طاقتیں سامنے کیوں نہ آئیں؟ کیوں فلسطینیوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا جاتا رہا؟

عراق کا کویت پر حملہ کرنے پر امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے عراقی حکومت کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ آج تک کتنے عراقی شہری مارے گئے اور بلاوجہ غاصبانہ رنگ میں عراق پر کیوں حملہ کیا گیا اور اب تک امریکہ اور اُس کے اتحادیوں کی فوج عراق میں کیوں موجود ہے؟ جب روس نے افغانستان میں حملہ کیا تو امریکہ نے اُس وقت ہر لحاظ سے کس کی مدد کی تھی؟ وہاں کے حالات کا کون ذمہ دار تھا؟ مجاہدین کو کس نے امداد کی تھی یہ کس کی پیداوار ہیں اور آج وہی مجاہدین امریکہ کی نظر میں کیوں کھٹکتے ہیں؟

یادرہے دنیا میں غیر منصفانہ سلوک دوُرخی پالیسی اور امتیاز برتنے کی وجہ سے ہی نوجوان غلط راستہ اختیار کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ بعض تنظیمیں انہیں حالات کے پیش نظر اپنا اپنا بیان دے کر اپنے جذبات کا اظہار کرتی ہیں اور دھمکی دیتی نظر آتی ہیں جیسا کہ حال ہی میں کسی لیڈر نے بھی اسرائیل کو دھمکی دی ہے کہ ظلم کرنا بند کرے ورنہ خمیازہ بھگتنے کے لئے تیار رہے۔اگرچہ فی الحال دونوں طرف سے جنگ بند ہوگئی ہے لیکن اس پر کب تک عمل ہوگا یہ وقت ہی بتائے گا۔ادھر امریکہ میں نئے صدر کا انتخاب ہوگیا فروری میں اسرائیل میں انتخاب ہوگا لہٰذا حالات کیا رُخ اختیار کریں گے وہ تو وقت ہی بتائے گا۔نیز سیاستدان کیا سوچتے ہیں اور عملاً وہ کیا کریں گے۔ ہنوز دلی دور است۔مگر اسرائیل نے اس مرتبہ بہت زیادتی کی ہے اس کے صرف ۱۳ افراد مارے گئے ہیں جبکہ فلسطین کو بہت مالی وجانی نقصان ہوا ہے۔ وہاں پانی، بجلی ادویات اور خوراک کے مسائل بہت اہم ہیں اور اب تو لوگوں کے مکانات کا بھی مسئلہ ہے مکانات کو زیرزمین کردیا گیا ہے۔لاشیں مکانوں کے ملبے کے نیچے دبی ہوئی ہیں۔

انہی حالات کے پیش نظر جماعت احمدیہکے امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ۱۶ ؍جنوری کے خطبہ جمعہ میں لندن سے براہ راست بین الاقوامی جماعت احمدیہ کو ایم ٹی اے کے ذریعہ فرمایا کہ فلسطین کے حالات بہت خراب ہیں اُنہیں ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا، اُن کے لئے خاص طور سے دُعائیں کریں نیز اُن کے لئے مالی مدد بھی کریں۔آپ نے فرمایا کہ اگرچہ بین الاقوامی ادارے کئی کام اس سلسلے میں کررہے ہیں لیکن وہ بہت کم ہے وہاں بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے جماعت کے لوگ ان اداروں کے ذریعہ فلسطین کی عوام کی مالی مدد کریں۔انشاء اللہ جماعتی طور سے بھی مالی مدد کی جائے گی فرمایا اپنی دُعاؤں میں فلسطین کی عوام کو ضرور اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔اللہ تعالیٰ انہیں اپنی حفظ وامان میں رکھے اور مسلمانوں کو نیک ہدایت دے۔آمین (محمد یوسف انور استاذ جامعہ احمدیہ قادیان)

امتحان دینی نصاب ومطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مجلس انصار اللہ بھارت برائے سال ۲۰۰۹ء

امتحان مورخہ ۱۲/جولائی بروز اتوار ہوگا نصاب کی تفصیل درج ذیل ہے:

☆قرآن مجید باترجمہ سورۃ الانفال	30 نمبر
☆کتاب ''برکات الدعا'' (تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام)	30 نمبر
☆دینی معلومات کا بنیادی نصاب صفحہ ۱ تا صفحہ 46 (باب اوّل)	30 نمبر
☆خلافت جوبلی کی دعائیں زبانی یاد کر کے سنائیں	10 نمبر

علاوہ ازیں دو ماہی مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفصیل درج ذیل ہے۔

جنوری فروری	برکات الدعا
مارچ اپریل	ضرورۃ الامام
مئی جون	لیکچر سیالکوٹ
جولائی اگست	لیکچر لاہور
ستمبر اکتوبر	کشتی نوح
نومبر دسمبر	نشانِ آسمانی

انعامی مقالہ نویسی ۲۰۰۹ء بابت مجلس انصار اللہ بھارت

اراکین مجالس انصار اللہ بھارت میں مضمون نویسی کا شوق پیدا کرنے کے لئے انعامی مقالہ نویسی کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔امسال انعامی مقالہ کا عنوان ''تربیت اولاد انصار اللہ کی اہم ذمہ داری'' قرآن مجید، احادیث، حضرت مسیح موعود علیہ السلام وخلفاء کرام کے ارشاد کی روشنی میں تجویز کیا گیا ہے۔انصار حضرات مذکورہ عنوان پر کم از کم پانچ ہزار الفاظ پر مشتمل مقالہ تحریر کر کے ۱۵ جولائی تک دفتر انصار اللہ بھارت کو بھجوادیں۔

انعام اوّل 1000 روپے - انعام دوم 700 روپے۔انعام سوم 500 روپے۔

نوٹ: زعماء کرام اس کے مطابق اپنی مجلس کے انصار کو دینی امتحان، مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مضمون نویسی کی طرف توجہ دلائیں اور زیادہ انصار کو امتحان میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔

(مظفر احمد ناصر قائد تعلیم مجلس انصار اللہ بھارت)

اعلانات نکاح

۱-مورخہ ۵/دسمبر ۲۰۰۸ء مکرم محمد اسلم صاحب بھٹی چارکوٹ نے مکرم محمد اسحاق صاحب گنائی ولد مکرم محمد عبداللہ صاحب گنائی مرحوم آف ریشی نگر کشمیر کا نکاح ہمراہ مسماۃ مکرمہ نصرت بیگم صاحبہ بنت مکرم عبدالعزیز صاحب بھٹی آف چارکوٹ ضلع راجوری ایک لاکھ روپے حق مہر پر پڑھایا۔اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو فریقین کے لئے بابرکت فرمائے۔(اعانت بدر ۱۰۰ روپے) (مدثر احمد ریشی نگر کشمیر)

۲-مورخہ ۱۹/جنوری ۲۰۰۹ء کو میری بیٹی عزیزہ شبانہ خاتون خانپور ملکی بہار کا نکاح مکرم امتیاز احمد صاحب ابن مکرم نیاز احمد صاحب کے ساتھ حق مہر ۲۱۱۰۰ روپے پر مکرم مولوی آفتاب احمد صاحب نے خانپور ملکی کی مسجد میں پڑھایا۔اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے احباب جماعت سے خصوصی دُعا کی درخواست ہے۔(منیجر بدر)

۳-مورخہ ۵/جنوری ۲۰۰۹ء کو محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس کارپرداز بھارت نے مسجد مبارک قادیان میں بعد نماز ظہر خاکسار کی بیٹی عزیزہ ماریہ نعمان صاحبہ کا نکاح ہمراہ مکرم پرویز احمد صاحب ملک مبلغ سلسلہ ولد مکرم عبدالغنی ملک صاحب آف آسنور کشمیر کے ساتھ مبلغ چالیس ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔اللہ تعالیٰ اس نکاح کو فریقین کے لئے ہر لحاظ سے باعث برکت اور مثمر بثمرات حسنہ کا موجب بنائے۔(اعانت بدر ۱۰۰ روپے)

(محمد نعمان دہلوی کارکن دفتر آڈیٹر قادیان)

ولادت

۱-میری بیٹی عزیزہ طاہرہ نصیر اہلیہ عزیزم افتخار الدین قمر کو محض اللہ کے فضل سے مورخہ ۱۴/دسمبر ۲۰۰۸ء کو پہلی بیٹی تولد ہوئی ہے۔حضور انور نے ازراہِ شفقت بیٹی کا نام ثمرین قمر تجویز فرمایا ہے۔عزیزہ وقفِ نو کی تحریک میں شامل ہے۔نومولودہ محترم حمید الدین شمس صاحب مرحوم مبلغ سلسلہ کی پوتی ہے۔نومولودہ کے نیک صالح اور خادمہ دین ہونے کے لئے احباب سے دُعا کی درخواست ہے۔(ڈاکٹر نصیر الدین قمر قادیان)

۲-اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو بروز جمعۃ المبارک بتاریخ یکم/اگست ۲۰۰۸ء کو پہلی بچی عطا کی ہے۔نومولودہ کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت ''امۃ الوکیل'' تجویز فرمایا ہے۔نومولودہ مکرم محمد اقبال صاحب منڈ اسگر کی نواسی اور مکرم عبدالستار صاحب کی پوتی ہے۔احباب جماعت کی خدمت میں عاجزانہ درخواست ہے کہ مولا کریم اپنے فضل خاص سے بچی کو نیک خادم دین اور قرۃ العین بنائے۔(بدیع الزمان معلم سلسلہ)

بقیہ خلاصہ خطبہ از صفحہ نمبر 28

الصراط المستقیم کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں محمدی سلسلہ میں مسیح موعود کے آنے کی خوشخبری ہے جو کہ نبی اللہ ہوگا چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

''نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضۂ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اُس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لئے ضروری تھا کیونکہ ضرور تھا کہ یہ دنیا ختم نہ ہو جب تک کہ محمدیؐ سلسلہ کے لئے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا جیسا کہ موسوی سلسلہ کے لئے دیا گیا تھا اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۔''

(کشتی نوح صفحہ ۱۳)

فرمایا: پس یہ ہے اسلام کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے افضل ہونے کا ثبوت کہ اب قیامت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی شرعی اور روحانی فیض جاری رہے گا اور مسیح موعودؑ بھی آپؐ کی اُمت میں سے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اور یہ بات بھی واضح ہو کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دُعا صرف مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ اگر کسی بھی مذہب کو ماننے والا اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی ہدایت عطا فرمائے گا۔مگر اللہ تعالیٰ کی ہدایت حاصل کرنے کے لئے صاف ہو کر اُس کی طرف قدم بڑھانا ضروری ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام آیت ھُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

''تخمیناً عرصہ بیس سال کا گذرا ہے کہ مجھ کو اِس قرآنی آیت کا الہام ہوا تھا اور وہ یہ ہے ھُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ (وہ خدا جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا وہ اپنے دین کو تمام دینوں پر غالب کرے) اور مجھ کو اِس الہام کے یہ معنے سمجھائے گئے تھے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے اِس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا میرے ہاتھ سے خدا تعالیٰ اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرے۔اور اِس جگہ یاد رہے کہ یہ قرآن شریف میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کی نسبت علماء محققین کا اِتفاق ہے کہ یہ مسیح موعود کے ہاتھ پر پوری ہوگی۔سو جس قدر اَولیاء اور ابدال مجھ سے پہلے گذر گئے ہیں کسی نے ان میں سے اپنے تئیں اِس پیشگوئی کا مصداق نہیں ٹھہرایا اور نہ یہ دعویٰ کیا کہ اِس آیت مذکورہ بالا کا مجھ کو اپنے حق میں الہام ہوا ہے لیکن جب میرا وقت آیا تو مجھ کو یہ الہام ہوا اور مجھ کو بتلایا گیا کہ اس آیت کا مصداق تو ہے اور تیرے ہی ہاتھ سے اور تیرے ہی زمانہ میں دین اسلام کو فوقیت دینوں پر ثابت ہوگی''

(تریاق القلوب صفحہ ۴۲)

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ دنیا کو اس مسیح و مہدی کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے کہ ہم جس راستہ پر چلے ہیں اس پر مستقل مزاجی سے قائم رہیں اور اس منزل مقصود کی طرف چلیں جو خدا تعالیٰ کی رضا کی طرف لے جانے والی ہو۔

☆☆☆☆☆

بسم اللّٰہِ الرحمن الرحیم

وَسِّعْ مَکَانَکَ (الہام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

BUILD YOUR OWN HOUSE IN QADIAN DARUL AMAN

M/S ALLADIN BUILDERS

Please contact us for good quality construction works in Qadian Darul Aman

Contact : Khalid Ahmad Alladin

#67, WHITE AVENUE, QADIAN, PUNJAB 143516 INDIA

Phones: +91 9872370449 , +91 98780226396

Emal: khalid@alladinbuilders.com

Please visit us at : www.alladinbuilders.com

شریف جیولرز ربوہ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔حاجی شریف احمد ربوہ

00-92-476214750 فون ریلوے روڈ

00-92-476212515 فون اقصی روڈ ربوہ پاکستان

وصایا :: منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت نمبر:17896 مَیں طاہر احمد نائک ولد مکرم محمد ایوب نائک صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم عمر20 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 11.12.07 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : طاہر احمد چیمہ　　العبد : طاہر احمد نائک　　گواہ : نیاز احمد نایک

وصیت نمبر:17897 مَیں محمد عثمان ڈار ولد مکرم مسعود احمد ڈار قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم عمر23 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 18.11.07 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ -/1300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت 1.12.07 تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : طاہر احمد چیمہ　　العبد : محمد عثمان ڈار　　گواہ : مرید احمد ڈار

وصیت نمبر:17898 مَیں اے نسیم احمد ولد مکرم اے عبد اللہ مرحوم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم عمر22 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 17.11.07 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ -/400 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت 1.12.07 تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : طاہر احمد چیمہ　　العبد : اے نسیم احمد　　گواہ : کے طارق احمد

وصیت نمبر:17899 مَیں شیخ طیب ولد مکرم شیخ جبار صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم عمر23 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 17.11.07 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت 1.12.07 تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : مظفر احمد ناصر　　العبد : شیخ طیب　　گواہ : طاہر احمد چیمہ

وصیت نمبر:17900 مَیں شہناز بیگم زوجہ مکرم شہاب الدین حیدر علی قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر43 سال تاریخ بیعت 1981 ساکن بلار پور ڈاکخانہ بلار پور ضلع چندر پور صوبہ مہاراشٹر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 1.12.07 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔جائیداد منقولہ: پچاس گرام سونا بائیس کیریٹ اندازاً قیمت پینتالیس ہزار روپے۔حق مہر پچیس ہزار روپے بذمہ خاوند اس کے علاوہ منقولہ وغیر منقولہ میری کوئی جائیداد نہیں۔ میرا گذارہ آمد از خورونوش ماہانہ -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ اسحٰق　　الامۃ: شہناز بیگم　　گواہ : شہاب الدین حیدر علی

وصیت نمبر:17901 مَیں شیخ یعقوب علی ولد مکرم شیخ قاسم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر21 سال پیدائشی احمدی ساکن Katakshapur ڈاکخانہ Naredupally ضلع وارنگل صوبہ آندھرا پردیش بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 1.12.07 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ -/3106 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ اسحٰق　　العبد : شیخ یعقوب علی معلم　　گواہ : سید یعقوب علی

وصیت نمبر:17902 مَیں محمد کمال حسن ولد مکرم محمد ابوالحسن صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر28 سال تاریخ بیعت 1994 ساکن بدر پور ڈاکخانہ بوالیا ڈانگا ضلع مرشد آباد صوبہ مغربی بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 1.12.07 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ -/3554 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت 1.2.08 سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عبدالواحد صدیقی　　العبد : محمد کمال حسن　　گواہ : محمد انور احمد

وصیت نمبر:17903 مَیں سکینہ شفیق زوجہ مکرم این شفیق احمد قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر27 سال پیدائشی احمدی ساکن کنورسٹی ڈاکخانہ کنورسٹی ضلع کنور صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 28.9.07 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔جائیداد منقولہ: طلائی زیورات: کنگن ایک عدد 14 گرام قیمت تیرہ ہزار پانچ سو روپے۔کنگن دو عدد بارہ گرام قیمت نو ہزار تین سو پچاس روپے۔ہار ایک عدد (بطور حق مہر) 14 گرام قیمت تیرہ ہزار پانچ سو روپے۔کل قیمت چھتیس ہزار تین سو پچاس روپے۔اس کے علاوہ خاکسارہ کی اپنی رقم اٹھائیس ہزار روپے بذمہ خاوند ہے۔ میرا گذارہ آمد از خورونوش ماہانہ -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ٹی شرف الدین　　الامۃ: سکینہ شفیق　　گواہ : این شفیق احمد

وصیت نمبر:17904 مَیں ٹی قمر النساء زوجہ مکرم ای ناصر قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر43 سال پیدائشی احمدی ساکن کنورسٹی ڈاکخانہ ایک کیو ہاسپٹل ضلع کنور صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 30.11.07 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔جائیداد منقولہ: طلائی زیورات: ہار آٹھ تولے قیمت چھپن ہزار روپے۔کنگن دو عدد چار تولے قیمت اٹھائیس ہزار روپے۔انگوٹھی دو عدد ایک تولہ سات ہزار روپے۔ بالیاں ایک جوڑی ایک تولہ قیمت سات ہزار روپے۔کل وزن چودہ تولے کل قیمت اٹھانوے ہزار۔اور حق مہر کے طور پر چار تولہ سونا قیمت اٹھائیس ہزار روپے (ایک گرام سونا آٹھ سو پچھتر روپے کے حساب سے) نیز میرے نام دس سینٹ زمین ہے جس کی موجودہ قیمت پانچ لاکھ روپے ہوگی۔ گھر بنانے کا پورا خرچہ خاوند کی طرف سے ہے۔ میرا گذارہ آمد از خورونوش ماہانہ -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : صدر جماعت کنورسٹی　　الامۃ: ٹی قمر النساء　　گواہ : این شفیق احمد

وصیت نمبر:17905 مَیں ایم فاطمہ بی زوجہ مکرم ای حمید صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر70 سال پیدائشی احمدی ساکن کنورسٹی ککّاڈ ڈاکخانہ ککّاڈ ضلع کنور صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 12.12.07 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد منقولہ: طلائی زیورات: ہار ایک عدد چار تولے قیمت اٹھائیس ہزار روپے۔کنگن چار عدد چار تولے قیمت اٹھائیس ہزار رپوے۔ بالیاں ایک جوڑی ایک تولہ قیمت سات ہزار روپے کل وزن نو تولے کل رقم تریسٹھ ہزار روپے۔ میرا گذارہ آمد از خورونوش ماہانہ -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : صدر کنورسٹی　　الامۃ: ایم فاطمہ بی　　گواہ : این شفیق احمد

وصیت نمبر:17906 مَیں ھشام طارق محمود ولد مکرم محمد طارق صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم عمر 21 سال پیدائشی احمدی ساکن کنورسٹی ڈاکخانہ تھانہ ضلع کنور صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 12.12.07 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : کے محمد صالح　　العبد : ھشام طارق محمود　　گواہ : این شفیق احمد

وصیت نمبر:17907 مَیں لدیبہ فضل زوجہ مکرم فضل احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر32 سال پیدائشی احمدی ساکن کنورسٹی ککّاڈ ڈاکخانہ ککّاڈ ضلع کنور صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 13.12.07 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔جائیداد منقولہ: طلائی زیورات: ہار دو تولے قیمت چودہ ہزار روپے۔کنگن پانچ عدد پانچ تولے قیمت پینتیس ہزار روپے۔ بالیاں ایک جوڑی دو تولے قیمت چودہ ہزار روپے۔انگوٹھی دو عدد ایک تولہ قیمت سات ہزار روپے۔کل وزن دس تولے کل رقم ستّر ہزار روپے۔اس کے علاوہ حق مہر کے طور پر دس ہزار روپے ملے ہیں۔ میرا گذارہ آمد از خورونوش ماہانہ -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : کے محمد صالح　　الامۃ: لدیبہ فضل　　گواہ : این شفیق احمد

وصیت نمبر:17908 مَیں ٹی سمیرہ زوجہ مکرم پی وی شمس الدین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 36 سال پیدائشی احمدی ساکن کنورسٹی تھانہ ڈاکخانہ تھانہ ضلع کنور صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 13.12.07 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔جائیداد منقولہ: طلائی زیورات: ہار ایک تولہ قیمت سات ہزار روپے۔کنگن تین عدد تین تولے قیمت اکیس ہزار روپے۔کل وزن چار تولے کل قیمت اٹھائیس ہزار روپے۔ نیز میرے نام پر سوا سات سینٹ زمین کڑلائی میں موجود ہے جس کی قیمت فی سینٹ دس ہزار روپے ہے۔کل قیمت زمین پچھتّر ہزار روپے۔حق مہر کی رقم چھ ہزار روپے وصول شد میرا گذارہ آمد از خورونوش ماہانہ -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : کے محمد صالح　　الامۃ: ٹی سمیرہ　　گواہ : این شفیق احمد

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. Fax: (0091) 1872-220757
Tel. Fax: (0091) 1872-221702
Tel : (0091) 1872-220814
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Dt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 58 | Thursday | 5-12 February 2009 | Issue No. 6-7

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 300/-
By Air : 20 Pounds Or 40 U.S. $
: 30 Euro
By Sea : 10 Pounds Or 20 U.S. $

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضۂ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخرکار اُس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لئے ضروری تھا

اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡم کی دُعا صرف مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ اگر کسی بھی مذہب کو ماننے والا اس دُعا کو پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی ہدایت عطا فرمائے گا

صفت ہادی کا اظہار اس وقت ہوتا ہے جب بندے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے انکاری ہو جاتے ہیں

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ ۶رفروری ۲۰۰۹ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام الہادی ہے۔عربی لغت لسان العرب میں اس کے یہ معنے درج ہیں: یعنی وہ ذات جو اپنے بندوں کو اپنی معرفت اور اپنی پہچان کے طریق دکھاتی ہے یہاں تک کہ وہ اس کی ربوبیت کا اقرار کرنے لگ جائیں اور صفت ہادی کا اظہار اس وقت ہوتا ہے جب بندے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے انکاری ہو جاتے ہیں۔کبھی وہ خدا کو چھوڑ کر کسی اور کو خدا بنا لیتے ہیں جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا بنا لیا ہے اور کبھی بندہ خود خدا بن بیٹھتا ہے جیسے کہ فرعون نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا اور یا پھر لوگ خدا تعالیٰ کے جسمانی مظہر بنا لیتے ہیں جیسے قبروں کو سجدے کر کے ان سے مرادیں مانگنا یا پھر دنیا کی بڑی طاقتیں خود کو لازوال قوتوں کی مالک سمجھنے لگتی ہیں تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ اپنی اس صفت کا اظہار فرماتا ہے تاکہ دنیا سے فساد دور ہو اس تعلق میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے اپنے قول ربّ العالمین میں اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ وہ ہر چیز کا خالق ہے اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب اسی کی طرف سے ہے اور اس زمین پر جو بھی ہدایت یافتہ جماعتیں یا گمراہ اور خطا کار گروہ پائے جاتے ہیں وہ سب عالمین میں شامل ہیں۔کبھی گمراہی،کفر،فسق اور اعتدال کو ترک کرنے کا ”عالم“ بڑھ جاتا ہے یہاں تک کہ زمین ظلم و جور سے بھر جاتی ہے اور لوگ خدائے ذوالجلال کے راستوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ نہ وہ عبودیت کی حقیقت کو سمجھتے ہیں اور نہ ربوبیت کا حق ادا کرتے ہیں۔زمانہ ایک تاریک رات کی طرف ہو جاتا ہے اور دین اس مصیبت کے نیچے روندا جاتا ہے۔پھر اللہ تعالیٰ ایک اور ”عالم“ لے آتا ہے تب یہ زمین ایک دوسری زمین سے بدل دی جاتی ہے اور ایک نئی تقدیر آسمان سے نازل ہوتی ہے اور لوگوں کو عارف (شناسا) دل اور خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لئے ناطق (گویا) زبانیں عطا ہوتی ہیں۔پس وہ اپنے نفوس کو خدا تعالیٰ کے حضور ایک پامال راستہ کی طرح بنا لیتے ہیں اور خوف اور اُمید کے ساتھ اس کی طرف آتے ہیں۔ایسی نگاہ کے ساتھ جو حیا کی وجہ سے نیچی ہوتی ہیں اور ایسے چہروں کے ساتھ جو قبلہ حاجات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور بندگی میں ایسی ہمت کے ساتھ جو بلندی کی چوٹی کو دستک دے رہی ہوتی ہے۔ایسے وقتوں میں ان لوگوں کی سخت ضرورت ہوتی ہے جب معاملہ گمراہی کی انتہا تک پہنچ جاتا ہے اور حالت کے بدل جانے سے لوگ درندوں اور چوپاؤں کی طرف ہو جاتے ہیں۔تو اس وقت رحمت الٰہی اور عنایت ازلی تقاضا کرتی ہے کہ آسمان میں ایسا وجود پیدا کیا جائے جو تاریکی کو دور کرے اور ابلیس نے جو عمارتیں تعمیر کی ہیں اور خیمے لگائے ہیں انہیں منہدم کر دے۔تب خدائے رحمان کی طرف سے ایک امام نازل ہوتا ہے تاکہ وہ شیطانی لشکروں کا مقابلہ کرے۔اور یہ دونوں (رحمانی اور شیطانی) لشکر برسرِ پیکار رہتے ہیں اور ان کو وہی دیکھتا ہے جس کو وہ آنکھیں عطا کی گئی ہوں۔ یہاں تک کہ باطل کی گردنوں میں طوق پڑ جاتے ہیں۔اور امور باطلہ کی سراب نما دلیلیں معدوم ہو جاتی ہیں۔ پس وہ امام دشمنوں پر ہمیشہ غالب اور ہدایت یافتہ گروہ کا مددگار رہتا ہے۔“

فرمایا: پس یہ ہے وہ خدا جو ہدایت کے راستوں کی طرف لانے کے لئے اپنی صفت ربوبیت کو حرکت میں لاتا ہے اور پھر ہدایت یافتہ گروہ کی مدد فرماتا ہے اور فساد پیدا کرنے والوں کی بڑھتی طاقت کو روک دیتا ہے بلکہ ان طاقتوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں عیسائیت کی کیسی یلغار تھی۔ عیسائی دُنیا میں ہر جگہ کامیابی سے میدان مار رہے تھے اور ہندوستان کو بھی عیسائی بنانے کے خواب دیکھ رہے تھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے بڑھتے ہوئے قدموں کو روک دیا اور افریقہ کے متعلق تو ان کو کہنا پڑا کہ احمدیوں نے نہ صرف ہماری ترقی کو روک دیا ہے بلکہ ہمارے قدم بھی اکھاڑ دیئے ہیں۔تو اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی ہدایت کا اظہار کرتے ہوئے اور اپنی ربوبیت کو ظاہر کرتے ہوئے امام بھیجتا ہے لیکن امام کو وہی قبول کرتا ہے جس میں تقویٰ ہو۔آج کے اس دور میں حالانکہ بڑے بڑے عالم دین اُمت مسلمہ کی گمراہی کا اقرار کرتے ہیں اور مانتے ہیں کہ اسلام میں بگاڑ کی انتہاء ہو چکی ہے اور مسلمانوں میں دین نام کا رہ گیا ہے اور پھر خلافت کی ضرورت پر زور دیتے ہیں لیکن انہوں نے خلافت کی پہلی کڑی کے بارہ میں سوچنا چھوڑ دیا ہے اور وہ ہے حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود کا آنا کیونکہ اس کے بعد ہی خلافت آ سکتی ہے۔لیکن انہوں نے عیسیٰ کو آسمان پر بٹھا رکھا ہے اور نبوت کے قائل نہیں تو پھر خلافت ان میں کس طرح آ سکتی ہے...؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں اُمت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے۔ اس نبوت کی پیروی بہت سہل طریقے سے خدا تک پہنچا دیتی ہے اور اس سے انعام مکالمہ و مخاطبہ ملتا ہے اور جب وہ کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔پس یہ ممکن نہ تھا کہ وہ قوم جس کے لئے فرمایا کنتم خیرامۃ اخرجت اللنّاس اور جن کے لئے یہ دعا سکھائی گئی کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ان کے تمام افراد اس مرتبہ عالیہ سے محروم رہتے۔ ایسی صورت میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت فیضان پر داغ لگتا ہے۔اور وہ انعام، انعام نبوت صدیقیت شہادت اور صالحیت ہے۔پس دنیا کے کونے کونے میں مسلمان اپنی اپنی پنج وقتہ نمازوں میں اس کے حصول کی دعائیں کرتے ہیں اور کیسے ممکن ہے کہ تمام مسلمانوں کی دن رات کی دعائیں قبول نہ ہوں جبکہ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے۔وَقَالَ ربکم ادعونی استجب لکم (مومن:٦١) یعنی اور تمہارے رب نے کہا تم مجھے پکارو میں تمہیں جواب دونگا۔پھر کیسے ممکن ہے کہ وہ خدا جو ہماری دنیاوی ضرورتوں کے متعلق کی گئی دعاؤں کو تو سنتا ہے لیکن ہماری روحانی بہتری کے لئے کی گئی دعائیں قبول نہیں کرتا۔فرمایا: خدا تعالیٰ نے اپنے ہادی کو بھیج دیا ہے پس چاہئے کہ اس کو قبول کرو۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے بصیرت افروز خطبہ جمعہ کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا: بجائے اس کے کہ لوگ آنے والے امام کو قبول کریں، مخالفین نہایت غلط طریقوں اور بہتان بازیوں کے ذریعہ جماعت کے خلاف ظلم کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ دنوں بعض چھوٹے چھوٹے بچوں کو دہشت زدہ کرنے کے لئے ان پر یہ الزام لگایا ہے کہ انہوں نے (نعوذ باللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ٹائلٹ پر لکھا ہے اور آپؐ کی ہتک کی ہے۔فرمایا: یہ لوگ خود روحانی بینائی سے محروم ہیں لیکن احمدیوں پر الزام دیتے ہیں۔ ایسی حرکتیں تو وہ کر سکتے ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کا علم نہیں۔احمدیوں کا بچہ بچہ آپؐ کی محبت میں سرشار ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس موقعہ پر مَیں یہ وضاحت بھی کرنا چاہتا ہوں کہ بعض غیر احمدی یہ کہتے ہیں کہ اگر مرزا صاحب کو نبی نہ کہو تو ہم ان کو مان لیں گے۔اصل بات یہ ہے مسیح محمدی کا وہی مقام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمایا ہے۔آپؐ فرماتے ہیں کہ میرے اور اس کے درمیان اور کوئی نبی نہیں۔اسی طرح آپؐ نے اور بھی کئی جگہ پر مسیح موعود کو ”نبی اللہ“ کے نام سے یاد فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اھدنا

باقی صفحہ نمبر 26 پر ملاحظہ فرمائیں